قانون مفرد اعضاء کے تحت معدہ و امعاء میں پیدا ہونے والی تکالیف اور علامات کا یقینی اور بے خطا غذائی اور دوائی علاج

تحقیقات و علاج امراض معدہ و امعاء

مصنفہ و مرتبہ

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیا پوری

شاگرد رشید حکیم الانقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانیؒ

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (سورۃ البقرہ آیت 269)

علم اور فن طب اور قانون مفرد اعضاء کی نشر و اشاعت کے لئے ایک اہم پیش کش

ماہنامہ قانون مفرد اعضاء کا شمارہ خصوصی

تحقیقات و علاج امراض معدہ و امعاء

اس کتاب میں معدہ و امعاء میں ہونے والی تمام تکالیف و علامات کی تشریح و توضیح نہایت آسان الفاظ میں کی گئی ہے۔ ساتھ ساتھ ذاتی مجربات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی بے خوف و خطر پیچیدہ اور لا علاج تکالیف کا علاج کر سکے۔

مصنفہ و مرتبہ

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیا پوری

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی

ترتیب و پیش کش

حکیم محمد الیاس و حکیم محمد عارف دنیا پور فون نمبر 304773

یٰسین دوا خانہ و طبی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیا پور ضلع لودھراں

نام کتاب: تحقیقات و علاج امراض معدہ و امعاء

نام مصنف: الحاج حکیم محمد یٰسین دنیا پوری

ترتیب: حکیم محمد عارف دنیا پوری

کتابت: عبید الرحمن ملتانی

ایڈیشن اول: 1991

ایڈیشن دوم: 1993

ایڈیشن سوم: 2000

تعداد: 2000

صفحات: 144

قیمت: 100 روپے

ناظم طباعت و اشاعت

حکیم محمد عارف چیف ایڈیٹر ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دنیا پور ضلع لودھراں

یٰسین دوا خانہ و طبی کتب خانہ علم دین سنٹر بالمقابل گامے شاہ لاہور

فون دنیا پور مطب 0608-304773 موبائل 0301-7501019

لاہور مطب 042-7913704-7358721 فون لاہور موبائل 0333-4229479

معنون

جس طرح امراض معدہ و امعاء سے کوئی بھی محفوظ نہ رہا ہو۔ بالکل اسی طرح امراض معدہ و امعاء کا ماہر بھی شاید کوئی نہ ملے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ مریض امراض معدہ و امعاء کے ہسپتالوں اور شفا خانوں میں آتے ہیں چونکہ قانون مفرد اعضاء میں ان امراض کا شافی علاج پایا جاتا ہے، اس لئے میں نے اس کتابچہ (امراض معدہ و امعاء) میں تمام امراض معدہ و امعاء کی تشریح توضیح کر کے علاج پیش کیا ہے۔

میں اپنی اس فنی اور طبی کاوش کو اپنے حقیقی بھائی محمد دین کے نام نامی اور اسم گرامی سے موسوم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بھائی صاحب کی عمر دراز کرے اور انہیں تندرستی سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

خادم فن

حکیم محمد یٰسین

دنیا پور

جنوری 1991ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اس فانی دنیا میں ہر ذی روح جس میں چرندے، پرندے، درندے اور انسان شامل ہیں۔ ہر ایک کو بدل ما تیحلل حاصل کرنے کے لئے خداوند تعالیٰ نے نہایت مہربانی کرتے ہوئے ہر ایک کی ضرورت کے مطابق معدہ جیسا شریف عضو ودیعت کیا ہے جو باہر سے غذا یا دوا کی صورت میں حاصل کر کے اسے اپنی چکی کے اندر پیستا ہے اور اسے خون بننے کے قابل کر کے براہ عروق ماساریقا جگر کے پاس بھیجتا ہے اور یہ سلسلہ اس کی پیدائش سے لے کر موت تک جاری رہتا ہے۔ چونکہ طب کا موضوع انسان ہے اس لئے ان سطور میں انسان کے معدے کی اہمیت، ضرورت، طبعی افعال و غیر طبعی افعال (امراض معدہ) کے متعلق بحث کی جائے گی۔

کہا جاتا ہے کہ جس کا معدہ درست ہے اسے لکڑ اور پتھر بھی ہضم ہو جاتے ہیں۔ لکڑ ہم دیکھتے ہیں کہ گائے، بھینس، بکری، مرغ وغیرہ کے معدوں میں سے اکثر ٹھیکریاں اور پتھر نکلتے ہیں۔ چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے یہ پتھر کو اپنی غذا نہیں بناتا۔ البتہ دوا کے طور پر بعض امراض کے ازالے کے لئے ضرور پتھر کھاتا ہے۔ مثلاً سنگ یہود، یاقوت، زمرد، سنگ سرماہی وغیرہ۔

ایک واقعہ۔ میں نے ایک جفا کش، تندرست اور توانا شخص ایسا بھی دیکھا ہے جو گول گول ملائم پتھر کھاتا تھا۔ جب وہ پتھر کھاتا تھا تو پتھر کی ڈلی کی آواز معدہ میں گرتے وقت دوسرے آدمیوں کو سنائی دیتی تھی۔ اس شخص کے متعلق مشہور تھا کہ وہ کئی سال سے پتھر کھا رہا ہے۔

قارئین یہ کمال اس پتھر کا نہیں جو وہ شخص کھا رہا ہے بلکہ یہ کمال اس کے معدے کا ہے جو پتھر کو بھی قبول کر لیتا ہے۔

کوئی شخص کہتا ہے کہ میں کوئی شے کھا لوں تو مجھے ہضم ہو جاتی ہے اور کوئی تکلیف نہیں دیتی۔ ایسے شخص کے چہرے پر واقعی نور برس رہا ہوتا ہے۔

اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں اور روزانہ سنتے رہتے ہیں کہ کوئی کہتا ہے کہ مجھے کھایا پیا نہیں لگتا۔

کوئی کہتا ہے کہ میں اچھی سے اچھی غذا کھاتا ہوں لیکن صحیح ہضم نہیں ہوتی۔ جسم سوکھتا ہی جاتا ہے۔ خون بالکل بنتا ہی نہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ میں ہلکی غذا کھاؤں یا بھاری، نرم کھاؤں یا سخت، سرد کھاؤں یا گرم ان میں سے کوئی ہضم نہیں ہوتی۔

کوئی کہتا ہے کہ مجھے غذا کھاتے ہی پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے۔ معدے میں ہوا بھر جاتی ہے۔ پیٹ میں گڑ گڑ ہوتی رہتی ہے۔ غذا کھاتے ہی پاخانے کی حاجت ہو جاتی ہے۔ ہسپتالوں میں جا کر دیکھ لیں یا پھر حکماء اور وید حضرات کے مطبوں پر زیادہ تر معدہ و امعاء کے مریضوں کی بھر مار ہوتی ہے۔

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ہر حکیم، طبیب، وید اور ڈاکٹر کے پاس دس فیصد معدہ و امعاء کے مریض آتے ہوں گے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ بڑے بڑے امراض جیسے معدے کا السر، معدے کا کینسر، قولنج، اپنڈکس اور خونی قے کا علاج تو رہا ایک طرف بد ہضمی، کچے پاخانے آنا، ریاح معدہ، تبخیر معدہ اور قبض جیسی عام تکالیف کے علاج نہیں ہو رہے۔

ہر مریض ریاح، تبخیر معدہ، بد ہضمی اور قبض کی وجہ سے شور کر رہا ہے اور چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ ہائے میں تبخیر معدہ سے مر رہا ہوں۔

کوئی کہتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے قبض میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ قارئین یہ افسانے نہیں ہیں بلکہ حقائق ہیں اور انہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

ایک سوال۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امراض معدہ کے مریض ایسے ہی تڑپتے رہیں گے؟ ان کا کوئی مداوا نہیں؟ کیا امراض معدہ پر تحقیقات بند ہو گئی ہیں؟ مریض ایسے ہی تڑپتے اور جان دیتے رہیں گے؟

جواب۔ اس سوال کا جواب قانون مفرد اعضاء نے دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ معدہ کے امراض قانون مفرد اعضا کے تحت تشخیص بالاعضاء کیے جائیں اور ان کا بالاعضاء علاج کیا جائے۔ انشاءاللہ کبھی ناکامی نہیں ہو گی۔

ایک اور سوال۔ یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تبخیر معدہ، درد معدہ، قبض، السر معدہ، کینسر معدہ، خونی قے معدہ وغیرہ امراض نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟ اب انہیں کیسے تشخیص کیا جائے کہ یہ کون سی امراض ہیں یا کن کن امراض کی علامات ہیں؟

جواب۔ قارئین قانون مفرد اعضاء کے تحت یہ امراض نہیں ہیں بلکہ معدہ کے اعصاب، غدد اور عضلات میں پیدا ہونے والی مختلف علامات ہیں جنہیں غلطی سے امراض کا درجہ دے کر علاج کیا جاتا ہے جس وجہ سے ناکام چلے آ رہے ہیں۔

تشخیص کی صحیح صورت حال

تشخیص کی صحیح صورت حال یہ ہے کہ معدے میں پیدا ہونے والی ہر علامت اور تکلیف کو بالاعضاء تشخیص کر کے بالاعضاء علاج تجویز کیا جائے۔

مثلاً ایک مریض آ کر کہتا ہے کہ حکیم صاحب مجھے صبح سے قے آ رہی ہے۔ پیٹ میں مروڑ اور سخت درد ٹھہر ٹھہر کر ہو رہا ہے۔ اب قے

کے ساتھ پانی کی طرح پتلے سفید سے جلاب آ رہے ہیں۔ جب درد اٹھتا ہے تو مجھے پسینہ آ جاتا ہے اور دل گھبراتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں تشنج شروع ہو گیا ہے۔ پیشاب تھوڑا تھوڑا لیکن سفید رنگ کا آتا ہے۔

عام طور پر ان علامات کے مجموعے کا نام ہیضہ رکھ دیا گیا ہے اور اس کے علاج کے لئے مجربات پیش کیے گئے ہیں۔ قانون مفرد اعضا ان علامات کے مجموعے کو معدے کے اعصاب کی سوزش قرار دیتا ہے اور اعصابی عضلاتی تحریک اس کا نام رکھتا ہے۔

چونکہ قانون مفرد اعضاء کی تحقیق کے مطابق محرک عضو کے بعد والا مزاج رکھنے والے حیاتی مفرد عضو میں تسکین یعنی کمزوری اور سستی ہو چکی ہوتی ہے لہذا جب تک مسکن عضو میں تحریک پیدا نہیں ہو گی تب تک مرض بڑھتا جائے گا لہذا ہیضہ کا علاج عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی تک اغذیہ اور ادویہ سے کرنا ہو گا۔ انشاءاللہ شرطیہ آرام آئے گا۔ مثلاً سرخ مرچ اور رائی ہم وزن حب بقدر نخود بنا کر ہر پانچ منٹ بعد دو سے چار گولی چبا کر کھانے کو کہیں۔ صرف آدھے گھنٹے میں انشاءاللہ مریض شفا یاب ہو جائے گا۔

اسی طرح ایک مریض اگر کہتا ہے کہ حکیم صاحب میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ جب کبھی غذا کھاتا ہوں تو پیٹ میں مروڑ ہو کر پاخانہ آ جاتا ہے، کبھی کبھی تو پاخانے ایسے شروع ہو جاتے ہیں کہ ان کے ساتھ بہت سا لیس دار مادہ خارج ہوتا ہے جیسے عرف عام میں آؤں آنا بھی کہتے ہیں۔ کبھی کبھی پاخانے کے ساتھ خون بھی آنے لگتا ہے۔ پیشاب جلن کے ساتھ آتا ہے۔ اکثر منہ میں چھالے ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ پاخانے ایسے بند ہوتے ہیں کہ سُدے بن جاتے ہیں اور کئی کئی دن پاخانہ نہیں آتا۔ عرف عام میں ان علامات کے مجموعے کو پیچش آنا کہتے ہیں۔

قانون مفرد اعضا اسے معدہ کی سوزش اور غدی عضلاتی تحریک قرار دیتا ہے۔ چونکہ غدد اور جگر کے بعد دماغ اور اعصاب کا مزاج ہے لہذا قانون مفرد اعضاء کی رُو سے دماغ اور اعصاب میں سکون ہو گیا ہے۔ رطوبات کی پیدائش بند ہے لہذا جب تک معدہ کے اعصاب میں تحریک پیدا نہیں ہو گی تب تک مریض کو شفا نہیں ہو گی۔ اس مقصد کے لئے گوند کتیرا اور زیرہ سفید ہم وزن ملا کر باریک کر کے دو ماشہ کی مقدار میں ہر تین گھنٹے کے بعد دیں تو چند دنوں میں سالوں کی تکالیف دم دبا کر جاگ جائیں گی۔

بالکل اسی طرح ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ حکیم صاحب میرے پیٹ میں اکثر درد رہتا ہے۔ پیٹ میں عموماً ہوا بھری رہتی ہے۔ پاخانہ ہمیشہ قبض سے آتا ہے بلکہ بعض دفعہ دو سے چار دن اور بعض دفعہ ہفتہ بھر پاخانہ نہیں آتا۔ جب آتا ہے تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ پاخانہ خارج ہوتے وقت خون بھی آنے لگتا ہے۔ بعض دفعہ تو دھار بندھ جاتی ہے۔ بعض دفعہ مسے بن جاتے ہیں۔ اکثر خون کے جلاب آنے لگتے ہیں۔ اس حالت کو یا ان علامات کو عرف عام میں بواسیر کہتے ہیں۔ قانون مفرد اعضا میں اس حالت کا نام عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی تحریک ہے یعنی عضلات میں تحریک اور غدد میں تسکین واقع ہو چکی ہے۔

ان علامات کا علاج انہیں دبانا یا غائب کرنا نہیں ہے بلکہ معدہ و امعاء کے غدد کو تحریک دینا اور سوداویت اور تیزابیت کا علاج صفرا سے کرنا ضروری ہے جو غدد کی تیزی کے بغیر نا ممکن ہے۔ اس حالت کو ختم کرنے کے لئے قانون مفرد اعضاء جمال گوٹہ ایک تولہ، نمک طعام

ایک کلو۔ مقدار خوراک دو رتی سے چار رتی تک گولی کی صورت میں یا کیپسول میں بھر کر کھلانا ضروری ہے۔

یادداشت

ان علامات (بواسیر، پیچش اور ہیضہ) پر ہی منحصر نہیں۔ معدہ اور امعاء میں اور بھی بہت سی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جنھیں بالاعضاء تشخیص کیے بغیر کوئی چارہ ممکن نہیں۔ مثلاً بعض مریض آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے دنیا کی کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی بلکہ پیٹ میں جاتے ہی بغیر کسی متلی اور ابکائی کے بذریعہ قے باہر نکل جاتی ہے۔ ایسے مریض صحیح تشخیص نہ ہونے کی بنا پر مہینوں پریشان اور مغموم رہتے ہیں۔ کوئی بھی شے منہ میں ڈالنے سے ڈرتے ہیں لیکن ظاہر شکل و صورت میں ان کی صحت پر کوئی بد اثر معلوم نہیں ہوتا۔ قارئین یہ افسانہ نہیں ہے بلکہ میرے ذاتی مشاہدات ہیں۔

ایسے مریضوں کو حکماء صاحبان عام عموماً قے روکنے والی اغذیہ اور ادویہ کھلاتے ہیں جو زیادہ تر عضلاتی اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔ ایسے مریض پہلے ہی تیزابیت اور ترشی کے مریض ہوتے ہیں۔ جب اعلیٰ سے اعلیٰ قے روکنے والے نسخے ناکام ہو جاتے ہیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ دوا تو مرض کی تریاق تھی لیکن آپ کی قسمت میں شفا نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات نہیں۔ اصل بات صحیح تشخیص تھی جو نہ کی گئی اور علاج ناکام ہوا۔ آئندہ اگر آپ کے پاس ایسا مریض آئے تو آپ اسے غدی اعصابی سے اعصابی غدی غذا اور دوا دیں۔ انشاءاللہ کبھی ناکامی نہیں ہو گی۔

میں نے کتاب ھذا میں یہی طریقہ اپنایا ہے۔ چونکہ معدہ اور امعاء میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی بے شمار علامات پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے قانون مفرد اعضاء کی مدد سے میں نے تمام تکلیف دہ علامات کو جانچ پڑتال کے بعد تحریکوں میں بند کر کے کتاب ھذا میں پیش کر دیا ہے تاکہ تشخیص اور تجویز میں آسانی رہے اور علاج یقین اور اعتماد کے ساتھ کیا جا سکے۔

چنانچہ سب سے پہلے معدہ کی اہمیت اور ضرورت بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد معدہ کی ماہیت، حقیقت، بناوٹ اور اس کے افعال بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد معدہ اور امعاء میں پیدا ہونے والی علامات، غیر طبعی کی تشریح توضیح پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا علاج بھی پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ قانون مفرد اعضاء کا اپنا فارما کوپیا موجود ہے، اس لئے زیادہ تر اس کے فارما کوپیا کے نسخہ جات استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے۔ کتاب ھذا کا ٹائٹل یعنی سر ورق عجیب انداز میں نہایت خوبصورت اور دلچسپ بنایا گیا ہے جسے دیکھ کر کم علم شخص بھی معدہ اور امعاء میں پیدا ہونے والی تمام تکالیف کا مزاج، مقام پیدائش اور وہ مفرد اعضاء جن میں وہ پیدا ہوتی ہیں جان لیتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء کے قارئین مزاج اور مقام پیدائش جاننے کے ساتھ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ وہ علامات مشینی ہیں یا کیمیاوی۔ کیونکہ قانون مفرد اعضاء میں مشینی اور کیمیاوی علامات کا اصول علاج ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ عملی طور پر مشینی اور کیمیاوی علامات کے علاج میں فرق نہ کرنے سے علاج یقینی اور مستقل نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو عارضی ہوتا ہے۔ عارضی علاج کسی کو بھی پسند نہیں ہے۔ اس

لئے اس اہم کمی کو میں نے دور کر دیا ہے۔

ایک اہم گزارش

میں نے کتاب کو انتہائی مفید بنانے کے لئے بہت محنت سے امراض اور علامات کی تشریح کی ہے لیکن پھر بھی کمی رہ سکتی ہے۔ کہیں بھول بھی ہو سکتی ہے۔ میں قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ مطالعہ کے بعد غلطیوں اور کتاب میں رہ جانے والی کمیوں سے آگاہ کریں۔ میری دعا ہے کہ امراض معدہ کا مختصر سا کتابچہ قارئین کے لئے رہنما اور رہبر کا کام دے۔ آمین ثم آمین۔

خادم فن حکیم محمد یٰسین، دنیا پور۔

معدہ ایک شریف عضو ہے

صحیح معنوں میں معدہ ایک شریف عضو ہے۔ بدن کی صحت کا دار و مدار اس کے صحیح افعال پر ہے کیونکہ افعال کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے۔ جب صالح اخلاط پیدا نہیں ہوں گے تو بدن کی نشوونما کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کے افعال کی خرابی کے ساتھ خون میں بھی خرابی واقع ہو جاتی ہے جن سے دیگر اعضا متاثر ہو کر گر جاتے ہیں جن کے نتیجے میں امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہم معدہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور جائز و ناجائز غذا اس میں ٹھونستے رہتے ہیں۔ وہ اس کے مطابق اخلاط تیار کرتا رہتا ہے جسے دیگر اعضا اپنی غذا کے طور پر حاصل کر کے مریض ہو جاتے ہیں۔ مسلسل غلط غذا کھاتے رہنے سے جب وہ برداشت نہیں کر سکتا تو چیخ اٹھتا ہے۔ آخر تنگ آ کر بالکل ضعیف ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ بیماری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء اور معدہ

قانون مفرد اعضا کی تحقیق سے پہلے علم الامراض پر لکھی گئی کتب میں معدہ کو مفرد عضو سمجھتے ہوئے اس میں پیدا ہونے والی تمام امراض و علامات کا مخلوط ذکر کیا گیا ہے اور بالاعضاء امراض و علامات کی تخصیص نہیں کی گئی جس سے ایک طرف علم الامراض و علامات میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں اور دوسری طرف علامات الامراض میں شدید رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اگر کسی محقق نے بالاعضاء امراض کی تخصیص کرنے کی کوشش کی ہے تو اس نے بھی صرف معدہ کے عصبی امراض بیان کیے ہیں۔ عضلاتی اور غدی امراض کو الگ الگ پیش نہیں کیا گیا۔ اس طرح معدہ میں پیدا ہونے والے عضلات و غدی امراض کا علاج کھائی میں پڑ گیا ہے۔ صحیح تشخیص و تجویز نہ ہونے سے مریض بے چارے تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں۔ ان میں کوئی تبخیر معدہ کے چکر میں پھنسا ہوا ہے تو کوئی السر معدہ اور سرطان معدہ کا مریض ہے۔ کسی کو خون کی قے آ رہی ہے تو کسی کا پیٹ جل رہا ہے۔ کوئی درد معدہ کی وجہ سے تڑپ رہا ہے۔ ہر طرف درد معدہ اور پیٹ کی تکلیف کے مریض مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مسکنات و مخدرات کے سہارے انہیں چلایا جا رہا ہے۔ نہ ان کی صحیح تشخیص ہو رہی ہے اور نہ صحیح غذا بھی تجویز کی جا رہی ہے۔ علاج تو بہت دور کی بات ہے۔

افسوس تو طب یونانی کے حکماء پر ہے کہ وہ اپنے کامل اور فطری طریقہ علاج کو چھوڑ کر ایلو پیتھی کے غلط اور ان سائنٹیفک طریقہ علاج کی جھولی میں گر رہے ہیں۔ ان کی بے یقینی کا یہ حال ہے کہ وہ ایک ہی مریض کو کچھ دیسی اور کچھ انگریزی ادویات دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں دونوں طریقہ علاج پر عبور حاصل ہے۔

میں اپنے طبیب حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا را اپنے فطری، یقینی اور بے خطا طریقہ علاج جس کی بنیاد کیفیات، مزاج اور اخلاط پر رکھی گئی ہے پر تھوڑی سی محنت کر کے قانون مفرد اعضاء کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ چند دن علم اور فن طب پر عبور حاصل ہو جائے گا۔ قانون مفرد اعضاء کا فیضان آپ پر اس صورت میں ظاہر ہو گا کہ آپ مریض کو دیکھتے ہی اس کی عسر العلاج اور پیچیدہ امراض کو اسی طرح بیان کریں گے کہ جیسے کسی کتاب سے پڑھ کہ سنا رہے ہیں۔ میں مبالغہ آمیز باتیں نہیں کر رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ چاہے کوئی حکیم ہو یا چاہے ڈاکٹر جو ایک دفعہ قانون مفرد اعضا کو ذہن نشین کر لیتا ہے وہ کسی اور طریقہ علاج کا محتاج نہیں رہتا۔ اب میں پہلے معدہ و امعاء کی حقیقت و ماہیت اور ساخت بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد ان میں پیدا ہونے والی تکالیف و امراض و علامات کی بالاعضاء تشریح اور قانون مفرد اعضاء کے تحت ان کا سائنٹیفک اور یقینی و بے خطا علاج پیش کروں گا۔

حقیقت معدہ و امعاء

یہاں اول حقیقت معدہ بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد آنتوں کی تشریح و توضیح کروں گا۔

جاننا چاہیے کہ ظاہری طور پر معدے کے تین بڑے حصے ہیں۔ 1۔ مری، 2۔ فم معدہ، 3۔ قعر معدہ

مری۔ یہ معدہ کا پہلا حصہ ہے۔ اسے مری کہتے ہیں۔ یہ منہ کے انتہا سے شروع ہوتا ہے۔ جہاں تک سینہ کی ہڈیاں ہیں وہاں تک مری کی لمبائی ہے۔

فم معدہ۔ مری کے اختتام سے فم معدہ شروع ہوتا ہے۔ اس پر گوشت وغیرہ برائے نام ہوتا ہے۔ اس حصہ میں حس بہت زیادہ ہوتی ہے تا کہ بھوک پیاس اور ضرورت غذا کا احساس ہوتا رہے۔

قعر معدہ۔ فم معدہ سے آنتوں تک کا حصہ قعر معدہ کہلاتا ہے۔ غذا کا لطیف حصہ اسی کے راستے جگر تک پہنچتا ہے۔

مقام معدہ۔ معدہ کے اوپر قلب، پھیپھڑے، نیچے حجاب حاجز و آنتیں، دائیں طرف جگر، بائیں طرف لبلبہ اور طحال ہے۔

ساخت معدہ۔ معدہ کی ساخت میں تین طبقات ہوتے ہیں۔

اندرونی طبقہ اعصابی ہے جس سے بلغمی رطوبات اخراج پاتی ہیں جو غذا کو سیال بنانے میں مدد دیتی ہیں۔

دوسرا طبقہ غدی و غشائی جو خانہ دار ساخت کا ہوتا ہے۔ اس طبقہ سے صفراوی رطوبات اخراج پاتی ہیں جو غذا کو جلد تحلیل کرتی ہیں۔ معدہ کے اندر جو لمبی لمبی چنٹیں پائی جاتی ہیں انہیں عربی میں حمل اور انگریزی میں رُوجز آف دی سٹامک (The Rugaes of the Stomach) کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے غدد ہیں۔ ان کے اندر شہد کے چھتے کی طرح خانے بنے ہوتے ہیں۔ انہیں کے اندر سے صفراوی رطوبات اخراج پاتی ہیں۔

تیسرا طبقہ عضلاتی ریشوں کا ہوتا ہے اور تعداد میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس حصہ سے ترش و سوداوی رطوبات اخراج پاتی ہیں جو بھوک لگاتی ہیں۔

معدہ کے اعصاب، غدد اور عضلات کی ذمہ داریاں

جیسا کہ ہم بار بار بتا چکے ہیں کہ دماغ اور اعصاب احساس کے اعضاء ہیں اور عضلات حرکات کے اعضاء ہیں اور غدد تحلیل کا کام کرتے ہیں۔ لہذا معدہ کے اعصاب بھوک پیاس کا احساس دلاتے ہیں۔ معدہ کے غدد غذا کو ہضم اور تحلیل کرنے کا کام کرتے ہیں تا کہ بدل یا تحلیل ملتا رہے۔

معدہ کے عضلات معدہ میں ضرورت کے مطابق حرکات کراتے ہیں تا کہ غذا آسانی سے کیلوس میں تبدیل ہو سکے اور اس کا کوئی حصہ کچا نہ رہ سکے۔ جب غذا ہضم ہو چکے تو معدہ سے خارج کی جا سکے جو معدہ کے فم اسفل یا بواب کے راستے آنتوں میں جا سکے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ معدہ میں غذا بالعموم تین چار گھنٹے میں ہضم ہو جاتی ہے اور کیلیوس کی صورت میں تبدیل ہو کر انتڑیوں میں چل جاتی ہے جہاں صفرا اور رطوبت لبلبہ کے ملنے سے غذا کے روغنی اجزا تحلیل (ہضم) ہوتے ہیں اور اس کا رنگ سفید دودھیا ہو جاتا ہے۔ اسے عرف عام میں کیلوس کہتے ہیں۔ یہی خلاصہ غذا عروق ماساریقہ کے ذریعے منجذب ہو کر خون میں شامل ہو جاتا ہے۔

آنتیں

اردو میں آنتیں، عربی میں امعاء، انگریزی میں انٹسٹائنز (intestines) کہتے ہیں۔

آنتوں کی اقسام

آنتیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ 1۔ چھوٹی آنتیں، 2۔ بڑی آنتیں، 3۔ امعاء مستقیم اور قولون۔

چھوٹی آنتیں

چھوٹی آنتیں پتلی اور باریک، لمبائی میں تقریباً بائیس فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ ان کے تین حصے ہوتے ہیں۔

1۔ بارہ انگشتی آنت، 2۔ خالی آنت (صائم)، 3۔ پیچیدہ آنت۔

ذیل میں آنتوں کی تشریح کرنے کے بعد معدہ کا سو مزاج بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد پھر درد معدہ کے اسباب، علامت اور علاج پیش کیا جائے گا۔

بارہ انگشتی آنت

اسے اثنا عشری آنت بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں ڈیو ڈینم (duodenum) کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ چھوٹی آنت کا پہلا حصہ ہے جو معدہ کے زیریں سوراخ (بواب) سے شروع ہوتا ہے اور خالی آنت تک آیا ہے۔ اس حصہ میں کیمیائی اعمال کثرت سے ہوتے ہیں کیونکہ اسی حصہ میں پتہ سے صفرا ایک نالی کے ذریعے اس میں گرتا ہے اور رطوبت لبلبہ بھی ایک نالی کے ذریعے شامل ہوتی ہے۔

صائم

اسے اردو میں خالی آنت عربی میں صائم اور انگریزی میں جی جونم (jejunum) کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی آنت کا ہی ایک حصہ ہے۔ اسے الگ نام سے اس لئے پکارتے ہیں کیونکہ بعد از مرگ یہ خالی ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ساڑھے سات فٹ ہوتی ہے۔ یہ اثنا عشری آنت سے شروع ہو کر پیچ دار آنت تک جاتی ہے۔

پیچ دار آنت

اسے اردو میں پیچیدہ آنت، عربی میں معادقیق اور انگریزی میں (illum) کہتے ہیں۔ یہ چھوٹی آنت کا نچلا حصہ ہے۔ چونکہ اس میں بے شمار پیچ اور بل ہوتے ہیں اس لئے اسے پیچیدہ آنت کہتے ہیں۔ یہ حجم میں بھی پتلی ہوتی ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً گیارہ فٹ چھ انچ ہوتی ہے۔

نوٹ

چھوٹی آنتوں میں اعصاب کی کثرت ہوتی ہے لہذا ان کا مزاج تر گرم ہوتا ہے۔ جونہی اس حصہ میں سردی بڑھتی ہے تو دست شروع ہو جاتے ہیں یا سنگرہنی ہو جاتی ہے۔

بڑی آنت

اردو میں بڑی آنت، عربی میں امعاء اغلاظ، انگریزی میں (large intestine)۔ اس کی لمبائی تقریباً پانچ فٹ ہوتی ہے جو چھوٹی آنت کے پچھلے سرے سے شروع ہو کر قولون آنت تک ہے۔ اسے چھوٹی آنتوں سے بڑی اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنے دائرہ اور حجم میں بہت بڑی، موٹی اور ساخت میں دبیز ہوتی ہے۔ اس میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ چھوٹی آنت سے جب شروع ہوتی ہے تو یک دم فراخ ہو جاتی ہے۔ یہاں اس کا فاضل سرا نیچے کی طرف رہ جاتا ہے۔ اسے زائدہ آعور کہتے ہیں۔ زائدہ اعور سے یہ آنت سیدھی اوپر کی طرف اٹھتی ہے اور معدہ کے ساتھ مس کرتی ہوئی بائیں طرف طحال کی طرف جاتی ہے اور قولون آنت سے ملتی ہے۔

نوٹ

اس آنت میں غدی مادہ کثرت سے پایا جاتا ہے لہذا اس حصہ کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے۔ پیچش وغیرہ کے وقت یہی حصہ متاثر ہوتا ہے۔

قولون آنت

یہ طحال کے عین نیچے بڑی آنت سے شروع ہوتی ہے اور سیدھی نیچے کی طرف آتی ہے۔ مبرز کے قریب یک دم باریک ہو جاتی ہے اور امعاء مستقیم کے نام سے مقعد کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اسے قولون آنت اس لئے کہتے ہیں کہ اسی حصہ میں اکثر قولنج ہوا کرتی ہے۔

نوٹ

اس حصہ میں بہ نسبت غدد کے عضلات کی کثرت ہوتی ہے لہذا اس کا مزاج خشک گرم ہوتا ہے۔ جونہی سردی کا اثر بڑھتا ہے قولنج ہو جاتا ہے۔

آنتوں کی ماہیت اور ساخت

آنتوں کی ساخت میں تین طبقات پائے جاتے ہیں 1۔ اعصاب، 2۔ غدد، 3۔ عضلات۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ مفرد اعضاء جو افعال معدہ میں انجام دیتے ہیں وہی کام آنتوں میں کرتے ہیں۔ مثلاً پاخانہ کی حاجت کا احساس دلانا اعصاب کا کام ہے۔ معدہ سے آئی ہوئی غذا کو جزو بدن بننے کے لئے مزید تحلیل کرنا غدد کا کام ہے۔ فضلات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے آنتوں میں حرکات کرانا عضلات کا کام ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آنت کا ایک حصہ سکڑتا ہے اور دوسرا پھیلتا ہے۔ اس طرح غذا آنتوں میں آگے کو جاتی ہے اور فضلا براہ براز خارج ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں اعصاب، غدد، عضلات تینوں مل کر کام کرتے ہیں ورنہ اگر ایک کا فعل بھی باطل ہو جائے تو فضلات وغیرہ کبھی خارج نہیں ہو سکتے۔

مثلاً فالج اسفل میں آنتوں کے اعصاب شل ہو چکے ہوتے ہیں لہذا ایسے مریضوں کا پیشاب اور پاخانہ ہمیشہ بند ہو جاتا ہے۔ حاجت تک نہیں ہوتی۔ مجبوراً پاخانہ اینیما کین (enema can) سے اور پیشاب کیتھیٹر (catheter) سے خارج کرتے ہیں۔

سُوء مزاج معدہ

سُوء مزاج معدہ سے مراد معدہ کے طبی مزاج میں بگاڑ یا خرابی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ معدہ کا اپنا ذاتی مزاج کیا ہے؟ لطف کی بات یہ ہے کہ معدہ کے سُوء مزاج کی امراض لکھنے کے باوجود آج تک کسی بھی طبی کتاب میں معدہ کا مزاج تحریر نہیں کیا گیا۔ بڑی بڑی بنیادی طبی کتب میں سُوء مزاج معدہ کی بارہ اقسام لکھی ہیں لیکن جس طالب علم کو معدہ کے مزاج کا پتہ نہیں وہ ان بارہ اقسام کو کیسے ذہن نشین کرے گا۔

معدہ کا مزاج

یاد رکھیں کہ معدہ مفرد عضو نہیں ہے بلکہ عضلات، غدد اور اعصاب سے مل کر بنا ہوا ہے۔ ان کی ترتیب یہ ہے کہ معدہ میں عضلات سب سے زیادہ ہیں۔ غدد غشاء مخاطی ان سے کم اور اعصاب جو بھوک کا احساس دلاتے ہیں سب سے کم ہیں۔ چونکہ معدہ میں عضلات اور عضلاتی مادہ کی کثرت ہے اور غدد غشاء اس سے کم ہیں۔ لہذا قانون مفرد اعضا کی رُو سے معدہ کا مزاج خشک گرم یعنی عضلاتی غدی قرار پاتا ہے۔

معدہ کے اجزاء۔ عضلاتی جھلی، الحاقی مادہ، غدی جھلی، الحاقی مادہ، اعصابی جھلی۔

یاد رکھیں کہ معدہ میں کبھی تری کے اثرات بڑھ جاتے ہیں جو اس کے اعصاب میں تحریک سے پیدا ہوتے ہیں۔ حکماء اسے معدہ کا سُوء مزاج رطب بارد کہتے ہیں اور حاملین قانون مفرد اعضاء اسے اعصابی عضلاتی یعنی تر سرد کہتے ہیں۔

کبھی معدہ کے غدد و غشاء میں تحریک ہو کر معدہ کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور ایک نئی صورت گرمی خشکی کی پیدا ہو جاتی ہے۔

اسباب

چونکہ سُوء مزاج کا تعلق صرف کیفیات سے ہی ہوتا ہے لہذا جو مزاج سُوء مزاج کے وقت ہو گا وہی کیفیت اس کا سبب ہو گی یا کوئی جذبہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً تری سردی کے موسم سے معدہ میں تری سردی کے اثرات بڑھ سکتے ہیں۔ بالکل یہی صورت خوف سے بھی ہو سکتی ہے جو سبب معلوم ہو اس کا ازالہ کریں۔ انشاءاللہ فوراً آرام آ جائے گا۔

یاد رکھیں کہ سُوء مزاج کے کوئی مستقل امراض نہیں ہوتے بلکہ یہ چند منٹوں سے لے کر چند گھنٹوں اور زیادہ سے زیادہ ایک دو دن تک ہو سکتے ہیں۔ مثلاً نمونیا، شدید درد سر، بھوک بند ہونا وغیرہ علاج کرتے وقت جہاں ادویہ اور اغذیہ تجویز کریں وہاں موسمی کیفیات سے بھی مریض کو محفوظ کرائیں تاکہ جلد آرام کی صورت ہو۔ مثلاً سردی لگنے سے مریض کو قے یا ابکائیاں آنے لگیں یا دست آنے شروع ہو جائیں تو مریض کو سردی سے بچائیں۔ معدہ امعاء پر گرم ریت سے ٹکور کرائیں۔ پینے کے لئے لونگ، دار چینی کا تیز گرم قہوہ پلائیں۔ ایسا کرنے سے مریض منٹوں کے اندر سکون محسوس کر لے گا۔

درد معدہ

اردو نام درد معدہ، طبی نام وجع المعدہ، انگریزی نام گیسٹر لیا۔

درد معدہ کی اقسام

درد معدہ کی بالاعضاء تین بڑی اقسام ہوتی ہیں۔ 1۔ درد معدہ اعصابی، 2۔ درد معدہ عضلاتی، 3۔ درد معدہ غدی۔

درد معدہ اعصابی

جب معدہ کے اعصابی پردے میں سوزش ہو جاتی ہے تو اس سے ایک طرف معدہ میں رطوبات کی سکریشن بڑھ جاتی ہے تو دوسری طرف رطوبات کی کثرت سے نظام ہضم معطل ہو جاتا ہے۔

جس سے اکثر قے ہو جایا کرتی ہے۔ اس صورت میں اعصاب میں تحریک ہوتی ہے۔

اسباب

سوزش اعصاب کیفیاتی، نفسیاتی اور مادی اسباب سے ہوا کرتی ہے۔

کیفیاتی اسباب میں تری سردی، مرطوب موسم یا گیلے کپڑے پہنا وغیرہ شامل ہیں۔ نفسیاتی اسباب میں پریشانی اور خوف اس کا سبب بنتے ہیں۔ معدہ کے اعصاب میں سوزش کا سبب اکثر مادی ہوتا ہے جس میں خلط بلغم کی زیادتی یا مولد بلغم اشیاء وغیرہ شامل ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ سوزش اعصاب یا درد معدہ کا ایک سبب بلغم کی زیادتی بھی ہے تو اس سے ہماری مراد وہ بلغم نہیں ہے جو کھانسی کے ساتھ خارج ہوتی ہے بلکہ خون کی وہ رطوبات ہیں جو دماغ اور اعصاب کی غذا بنتی ہیں اور وہاں سے سکریشن کی صورت میں اخراج پاتی ہیں۔ چونکہ رطوبات غیر طبعی راستہ اختیار کر چکی ہوتی ہیں اس لئے شدید تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ مثلاً اگر ناک میں سوزش اعصاب ہو جائے تو زکام ہو جاتا ہے۔ بعض دفع شدید سر درد ہو جاتا ہے۔ معدہ اور امعاء میں ترشہ ہونے لگیں تو قے، دست اور شدید صورت میں پیٹ کا درد ہونے لگتا ہے۔

غذا، دوا اور زہر

بعض مریض عادتاً ایسی اغذیہ کھاتے ہیں جن میں دودھ، گھی، چاول، دلیا، کھچڑی، مولی، گاجر، کدو، توری، ٹینڈے وغیرہ شامل ہیں۔ یہی اغذیہ بعض دفعہ سوزش اعصاب معدہ کا سبب بن جاتی ہیں جس کا نتیجہ اکثر درد معدہ ہی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ محرک اعصاب ادویہ اور زہر بھی اس کا سبب ہوتی ہیں۔

علامات

جس مریض کے معدہ کے اعصاب سوزش ناک ہوتے ہیں ان کا دل گھبراتا ہے۔ بھوک بند ہو جاتی ہے۔ منہ سے تھوک بکثرت خارج ہوتی ہے۔ مریض تنہائی چاہتا ہے۔ اکثر قے ہو جاتی ہے۔ جوں جوں سوزش بڑھتی ہے تو علامات میں شدت ہو جاتی ہے۔ قے بار بار آنے لگتی ہے۔ شدید پیاس ہونے لگتی ہے لیکن پانی ہضم نہیں ہوتا۔ پیٹ میں شدید درد شروع ہو جاتا ہے۔ مریض فم معدہ کو بار بار دباتا ہے۔ مزمن

صورت میں قے وغیرہ تو کم آتی ہے اور درد میں شدت بھی کم ہوتی ہے لیکن درد کم و بیش ہر وقت رہنے لگتا ہے۔

قارورہ

معدہ کی عصبی سوزش میں مریض کا قارورہ سفیدی مائل نیلگوں ہوتا ہے۔ اگر درد کم ہو تو سفیدی مائل زرد ہوتا ہے۔ جب تک ایسے مریض کا قارورہ سرخی مائل نہ ہو تو درد معدہ مستقل طور پر رفع نہیں ہوا کرتا۔

نبض

درد معدہ اعصابی کے مریض کی نبض رفتار میں سست اور حجم میں بھولی ہوئی ہوتی ہے۔ چونکہ ایسے مریض کے اعصاب میں تیزی ہوتی ہے لہذا قانون مفرد اعضاء کے تحت دل اور عضلات میں سکون کی صورت پیدا ہو جاتی ہے یعنی حرکات قلب سست ہو جاتی ہیں جس سے نبض بھی سست اور رطوبت سے پھولی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اگر مریض کو ابھی ابھی تکلیف ہوئی ہو تو نبض گہری اور سست ہوتی ہے لیکن اگر مزمن ہو گی ہو تو ایسے شخص کا جسم مسلسل تکلیف سے پتلا ہو جاتا ہے جس سے نبض بھی قدرے اوپر اور لمبائی میں تین انگلی تک محسوس ہوتی ہے۔

علاج

معدہ میں اعصاب کی تحریک سے ہونے والے درد کا علاج عضلاتی تحریک پیدا کرنے سے فوراً ہو جاتا ہے۔ جتنی جلدی ہم تحریک بدل دیں اتنی جلدی آرام آتا ہے۔ دوا کے لئے فارما کوپیا اور رہبر نظریہ مفرد اعضاء کے تمام عضلاتی غدی نسخہ جات تریاق صفت ہیں۔

تریاق درد معدہ

ھو الشافی۔ سرخ مرچ تین حصہ، رائی تین حصہ، کشتہ کچلہ ایک حصہ۔ حب بقدر نخود بنائیں۔ درد کی حالت میں دو گولیاں ہمراہ قہوہ ہر پندرہ منٹ بعد دیں۔ قدرے آرام آ جائے یا محسوس ہو تو دوا کا وقفہ بڑھا دیں یعنی ایک گولی صبح، ایک شام دیں۔ اگر قبض ہو تو مندرجہ بالا گولیوں کے ساتھ یہ گولیاں بھی دیں۔

ھو الشافی۔ حنظل (کوڑ تمہ)، رائی، گندھک آملہ سار۔ ہر ایک ہم وزن۔ حب بقدر نخود بنا لیں۔ معجون کچلہ اور جوارش جالینوس بھی حسب ضرورت کھلا سکتے ہیں۔

درد معدہ عضلاتی

جب معدہ کے عضلات سوزش ناک ہو جاتے ہیں تو درد ہونے لگتا ہے۔ اسی عضلاتی سوزش میں شدت ہو جائے تو السر اور سرطان کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسباب

سوزش معدہ عضلاتی کے کیفیاتی، نفسیاتی، مادی اور خلطی اسباب۔

کیفیاتی اسباب

سوزش معدہ عضلاتی کے کیفیاتی اسباب سردی خشکی سے خشک گرم تک ہوتے ہیں۔

نفسیاتی اسباب

نفسیاتی اسباب میں لذت اور مسرت کے جذبات کی شدت قلب اور عضلات کو تیز کر دیتی ہے۔ اس میں انسان زیادہ تر حصول لذت کے لئے کثرت مباشرت کرتا ہے۔ ضرورت اور وقت کی پرواہ کیے بغیر اپنے نفسانی جذبات کی تکمیل کرتا رہتا ہے۔

ایک اہم نقطہ

یہاں اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ جب بار بار جماع کیا جاتا ہے تو اس سے دو بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ ایک تو مادہ منویہ کا ضرورت سے زیادہ اخراج جس سے جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور خشکی بڑھتی ہے۔

دوسرا بار بار فعل جماع سے قلب اور عضلات میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس سے جسم کے تمام حرکتی اعضاء پہلے سے زیادہ کام کرنے لگتے ہیں۔ خاص کر غذائی اعضاء کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ منی بنانے کے لئے غذا میں تحلیل کرنا پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدہ کے عضلات کثرت کار کی وجہ سے سوزش ناک ہو جاتے ہیں اور درد کی صورت میں چیخ اٹھتے ہیں۔

ایک اور نقطہ

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ بعض دفعہ مریض ایسی مولد ریاح شے کھا لیتا ہے جس سے اس کا پیٹ ہوا سے بھر جاتا ہے اور تن کر درد کرنے لگا ہے۔ مریض سانس بھی لیتا ہے تو اسے درد ہوتا ہے۔ اگر ہوا کسی طریقہ سے خارج نہ ہو سکے تو عموماً مریض مر جایا کرتا ہے۔ حیوانات میں ایسے واقعات روزانہ ہی ہوتے رہتے ہیں۔

مادی اسباب

مادی اسباب میں خلط سودا کی کثرت بھی سوزش معدہ کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ اس سے رطوبات تقریباً خشک ہو جاتی ہیں۔ ریاح کی کثرت ہونے لگتی ہے۔

خلط سودا کے علاوہ مولد ریاح اور مولد سودا ادویہ، اغذیہ اور اشیاء بھی معدہ کے عضلات میں سوزش کر دیتی ہیں۔ ان میں شراب، تمباکو نوشی،

بھنگ، گوشت، چنے، پیاز، لوبیا، دودھ، زہروں میں شنگرف، سنکھیا، کچلہ وغیرہ کا کثرت سے استعمال معدہ میں سوزش کر دیتا ہے۔

غذا کا وقت بے وقت کھانا بھی بد ہضمی کا سبب بنتا ہے جس سے زہریلا مواد تیار ہو کر سوزش عضلات سے درد معدہ شروع ہو جاتا ہے۔

علامات

سوزش معدہ عضلات میں تمام معدہ میں کھچاوٹ اور تناؤ ہوتا ہے۔ معدہ کے مقام پر خصوصاً کوڑی کے مقام پر بالکل دل کے دھڑکنے جیسی حرکات معلوم ہوتی ہیں۔ بعض مریضوں کا پیٹ تو حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بعض مریض موٹے اور چربیلے جسم کے ہوں۔ ان کے پیٹ کو دبانے سے حرکات معدہ معلوم نہیں ہوتیں۔ البتہ کبھی تشنج یعنی کرڑل ہونے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ ہچکی شروع ہو جاتی ہے۔ پیٹ میں جلن اور نفخ کی شکایت ہوتی ہے۔ ترش ڈکار آتے ہیں۔ بعض دفعہ ابکائیاں آنے لگتی ہیں۔ اگر پاخانہ آ جائے یا ہوا خارج ہو جائے تو قدرے درد رک جاتا ہے ورنہ مسلسل ہوتا رہتا ہے۔ عموماً کھانا کھانے کے بعد درد ہونے لگتا ہے۔ خاص کر ایسی چیزیں کھانے سے درد میں شدت ہو جاتی ہے جو بہت زیادہ سرد ہوں اور مولد ریاح ہوں۔ ایسے مریض گوشت کے بہت شوقین ہوتے ہیں۔

نبض

چونکہ خود قلب اور اس کے ماتحت عضلات تحریک میں ہوتے ہیں اس لئے نبض کی رفتار تیز، ہوا سے پر اور تنی ہوئی ہوتی ہے۔ تین انگلی سے چار انگلی تک محسوس ہوتی ہے۔

قارورہ

عضلاتی سوزش کے مریض کا قارورہ گوشت کے دھوون کی طرح سرخی مائل ہوتا ہے۔ بعض دفعہ قدرے جلن بھی محسوس ہوتی ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک دو دفعہ پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔

پاخانہ

چونکہ خشکی انتہا پر ہوتی ہے اس لئے عموماً قبض رہتی ہے۔ کبھی کم اور کبھی زیادہ۔ بعض مریضوں کو تو ہفتہ بھر پاخانہ نہیں آیا کرتا۔ بعض دفعہ پاخانہ کے ساتھ خون بھی آ جایا کرتا ہے۔

علاج

درد معدہ کے کسی مریض کا علاج شروع کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ معدہ کا کون سا مفرد عضو سوزش ناک ہے۔ اعصاب کی سوزش سے ہونے والے درد معدہ کا مفصل بیان پہلے لکھ چکا ہوں۔ اگر سوزش عضلات معلوم ہو تو درد چاہے کیفیاتی، نفسیاتی یا بادی سبب سے ہو فوراً غدد اور جگر کو تحریک میں لانے کی کوشش کریں تاکہ سوزش عضلات تحلیل ہونی شروع ہو جائے۔ اس طرح مریض فوراً سکون

محسوس کرے گا۔ یہ فرسٹ ایڈ کا کام ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل علاج اسباب مرض کا رفع کرنا ہے لیکن یہاں تمام اسباب کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف جگر اور غدد کو تحریک میں لانے کے لئے کہا گیا ہے۔ کیا یہ طبی اصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ شدت تکلیف کی صورت میں اول مریض کو سکون دینا ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو مریض کے تلف ہونے کا خطرہ ہے۔ اس بات کو اس طرح سمجھیں کہ فرض کیا کہ ایک مکان کو کسی سبب سے آگ لگ گئی ہے۔ اس میں گھر کے افراد بھی بند ہیں۔ آگ بجھانے والوں کا فرض ہے کہ وہ جس طریقہ سے بھی آگ بجھا سکیں بجھا دیں۔ اگر وہ پہلے ان اسباب کو تلاش کرنا شروع کر دیں کہ آگ کس نے لگائی ہے اور کیسے لگی ہے؟ بجلی کی وجہ سے یا آتش گیر مادے سے لگی ہے یہ امر واضح ہے کہ اسباب تلاش کرنے سے پہلے مکان ہی جل جائے گا۔

یہ بیرونی مثال ہے۔ امراض کی صورت میں یوں سمجھیں کہ ایک مریض کو خونی قے آ رہی ہے۔ معالج کا فرض ہے کہ بجائے اسباب کے پیچھے دوڑنے کے یا انہیں تلاش کرنے کے فوراً خون کا اخراج روکے ورنہ مریض فوراً ہلاک ہو جائے گا۔

یہ مثال میں نے اس لئے دی ہے کیونکہ ایک دفعہ ہمارے مقامی ڈاکٹر صاحب نے میرے سامنے ایک نوجوان کو (جسے خون کی قے آ رہی تھی) مشورہ دیا تھا کہ پہلے ایکسرا کرا کر لاؤ پھر دوا تجویز کروں گا تا کہ صحیح علاج تجویز کیا جائے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسے ایک دو الٹیاں اور آ گئیں تو یہ چل بسے گا۔ اس حالت میں تو ایکسرے والوں کے پاس بھی نہیں جا سکے گا۔

یاد رکھیں کہ یہ صورت حاد امراض کی صورت میں اپنانی پڑتی ہے۔ جب مریض کی حالت خطرے سے باہر ہو جائے تو اصل اسباب مرض تلاش کر کے رفع کریں تا کہ ہمیشہ کے لئے مرض سے چھٹکارا مل جائے۔ اگر پیٹ درد کا سبب کیفیاتی، نفسیاتی معلوم ہو تو انہیں رفع کر دیں۔ اگر اغذیہ، ادویہ اور اشیا درد کا سبب ہوں تو انہیں بھی تبدیل کر دیں۔ انشاءاللہ چند دنوں کے اندر مریض بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

درد معدہ عضلاتی کے لئے مجربات

اگر پیٹ میں درد حرارت کی انتہائی کمی کی وجہ سے ہو رہا ہو تو حب مقوی خاص اور حب صابر ایک گول دن میں تین بار ہمراہ قہوہ دیں۔ چند دنوں کے اندر اندر پرانے سے پرانا درد معدہ غائب ہو جائے گا۔ اگر کچھ حرارت محسوس کریں یا عضلاتی غدی شدید تحریک ہو جائے تو غدی عضلاتی ملین استعمال کریں۔ قبض ہو تو غدی عضلاتی مسہل دیں۔ اگر ریاح کی کثرت ہو تو جوارش کمونی کھلائیں یا جوارش جالینوس بھی دے سکتے ہیں۔

غدی اعصابی چورن

ھو الشافی۔ پودینہ چار حصے، سونف تین حصے، سونٹھ دو حصے، مرچ سیاہ ایک حصہ، میٹھا سوڈا آٹھ حصے، نمک خوردنی سولہ حصے۔

سفوف بنا لیں۔ تین ماشہ تک دن میں چار بار ہمراہ تازہ پانی یا قہوہ دیں۔ ان کے علاوہ فارما کوپیا کے تمام عضلاتی غدی سے غدی عضلاتی نسخہ جات مفید اور موثر ہیں۔

درد معدہ غدی

یہ درد معدہ کے غدی اور غشائی پردہ کی صورت سے ہوتا ہے۔ اگر سوزش میں شدت ہو جائے تو آنتیں بھی سوزش ناک ہو کر درد کرنے لگتی ہیں۔

اسباب

اس درد کے بعض کیفیاتی، نفسیاتی، مادی اور خلطی اسباب ہوتے ہیں۔

کیفیاتی اسباب

گرمی خشکی کے موسم میں یہ درد زیادہ ہوا کرتا ہے یا ایسے لوگ جنہیں زیادہ تر آگ کے قریب بیٹھنے کا موقع ملے۔ مثلاً تندورچی، کوئلے سے چلنے والے ریلوے انجن کے کارکن۔ اسی طرح کوئلے سے چلنے والے کارخانوں کے انجنوں کے کارکن اور گڑ شکر نکالنے والے جنہیں زیادہ تر آگ کے پاس بیٹھنا پڑتا ہے، زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

نفسیاتی اسباب

جذبات میں غم و غصہ اور غم کے جذبات کی شدت سوزش غدد اور معدہ کا سبب بنتی ہے۔

عام طور پر چڑ چڑا پن غصہ کی وجہ سے کسی کی بات کو برداشت نہ کرنے کیا فوراً درد پیٹ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مادی اسباب

مادی اسباب میں گرم خشک سے گرم تر اغذیہ، ادویہ، زہر اور صفرا کی کثرت سوزش معدہ اور امعاء کا سبب بن کر درد پیدا کر دیتی ہے۔

کثرت گوشت خوری، خصوصاً تیتر، بٹیر اور مرغ کا گوشت، انڈے، ادویہ میں تیز جلاب جن میں جمال گوٹہ اور ریوند عصارہ وغیرہ، زہروں میں پارہ، شنگرف، دار چکنا وغیرہ اس کا سبب ہوتے ہیں۔

علامات

جب معدہ میں سوزش غدد سے درد ہونے لگے تو پیٹ اور خصوصاً آنتوں میں مروڑ ہونے لگتا ہے۔ ٹھہر ٹھہر کر درد ہونے لگتا ہے۔ قبض اکثر نہیں ہوتی کیونکہ صفرا کی شدت ہوتی ہے۔ اکثر کو تو پیچش ہو جاتی ہے۔ مکھ اور آؤں آنے لگتی ہے۔ پیشاب کا رنگ زرد، حیض اور رکاوٹ ہوتی ہے۔ نبض سست اور باریک ہوتی ہے۔ مریض چائے بھی پیے تو درد میں شدت ہو جاتی ہے۔ گوشت وغیرہ یک دم درد میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ احتیاط کرنی چاہیے۔

علاج

سوزش غدد کی وجہ سے ہونے والے درد معدہ اور امعاء کے مریض کو اول کیفیاتی، نفسیاتی طور پر اعتدال پر لائیں۔ غذا کے طور پر ایسی اغذیہ کھلائیں جو چبا کر نہ کھائی جائیں بلکہ نشاستہ دار اشیاء ہوں جن میں ڈبل روٹی، دلیا، کھچڑی، سابودانہ، چھلکا اسبغول، سبزیوں میں کدو، توری، ٹینڈے، پیٹھا، مولی، گاجر، مونگرے یہ سب بالکل کدو کش کی ہوئی ہونی چاہیں۔

تریاق درد معدہ غدی

سہاگہ ایک تولہ، سونف ایک تولہ، ست لوبان ایک تولہ، افیون تین ماشے۔ تمام ادویہ کو باریک کر کے دو ماشے تک دن میں چار بار ہمراہ تازہ پانی کھلائیں۔

اکسیر درد معدہ

پوست، آک، نمک شیشہ، مرچ سیاہ ہر ایک ہم وزن۔ مقدار خوراک ایک ماشہ تک دن میں چار بار ہمراہ تازہ پانی دیں۔

یہ نسخہ ایسے وجع المفاصل میں بھی مفید ہے جس میں مریض کے جوڑوں میں سوجن آ گئی ہو۔ اس کے علاوہ قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی مجربات مفید اور موثر ہیں۔ ضرورت کے مطابق ملین، مسہل، اکسیر اور تریاق استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

خارش معدہ

بعض دفعہ معدہ میں بار بار دغدغہ ہوتا ہے۔ مریض کا دل یہ چاہتا ہے کہ خارش کرے لیکن چونکہ خارش کا عمل یعنی کھجلانا، انسان کے بس کا کام نہیں ہے لہذا وہ بے حد بے چینی محسوس کرتا ہے۔

اسباب

معدہ میں خارش ہونے کے وہی اسباب ہوتے ہیں جو جسم کے کسی بیرونی حصہ میں ہیں جو خارش کا سبب بنتے ہیں۔ اس وقت عضلاتی اعصابی تحریک ہوتی ہے۔ عام طور پر خارش معدہ کے مادی اور عضوی اسباب ہوتے ہیں۔ مادی اسباب میں تو ہر قسم کے عضلاتی اعصابی

اغذیہ اور ادویہ شامل ہیں خصوصاً سرد قسم کی ترش اشیاء خارش معدہ کا سبب ہوتی ہیں۔ خارش کے عضوی اسباب جگر و غدد اور معدہ کی غشائی جھلی میں سکون ہے۔ یاد رکھیں کہ قانون مفرد اعضا کے تحت جب قلب اور عضلات میں کیمیائی تحریک (عضلاتی اعصابی) ہو تو جگر و غدد اور جسم کی تمام غشا مخاطی میں سکون ہو جاتا ہے۔ جب یہی صورت معدہ میں ہو جائے تو معدہ میں بھی خارش ہونے لگتی ہے۔ خون میں خلط سودا کی زیادتی بھی خارش معدہ کا سبب ہوتی ہے۔

علامات

جس مریض کے معدہ میں خارش ہو وہ دغدغہ کے وقت پیٹ کو اِدھر اُدھر سے دباتا ہے جس سے اسے قدرے لذت اور آرام معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ سرد اشیاء جن میں لسی، دہی، برف سے سرد کیا ہوا پانی یا ترش پھلوں کے رس استعمال کرتا ہے تو اسے خارش زیادہ ہونے لگتی ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ صرف گرم پانی یا قہوہ میں گھی ڈال کر پیئے تو فوراً سکون محسوس کرتا ہے۔ پیٹ پر ٹکور کرنے سے بھی آرام محسوس کرتا ہے۔

اصول علاج

خارش معدہ میں یا جسم کے کسی بیرونی حصہ میں ہو اس کا اصول علاج ایک ہی ہے یعنی تحریک جگر و غدد کو بدل دیا جائے۔ اگر جسم میں حرارت کی انتہائی کمی محسوس کریں تو شروع میں عضلاتی غدی اغذیہ، اشیاء اور ادویہ دیں۔ امید ہے کہ خارش یہیں ختم ہو جائے گی۔ اگر کچھ باقی رہے تو غدی عضلاتی اغذیہ، اشیاء اور ادویہ استعمال کرا دیں۔ انشاءاللہ پرانی سے پرانی خارش پھر کبھی نہیں ہو گی۔

ایک اہم نقطہ

یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اب علمی اور ادبی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب بھی کوئی مرض یا علامت نمودار ہوتی ہے تو وہ کسی نہ کسی مفرد عضو کی تحریک و تسکین اور خون کی کیمیائی تبدیلی سے پیدا ہوتی ہے۔ علاج صرف مسکن عضو کو تحریک دینا ہے۔ جوں ہی سست عضو میں تیزی پیدا ہوتی ہے فوراً خون میں بھی کیمیائی تبدیلی ہو جاتی ہے جس سے پیچیدہ سے پیچیدہ مرض بھی کلی طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ جو علامات جسم کے بیرونی حصے میں ظاہر ہوتی ہیں وہاں مقام ماؤف پر ہم ضرورت کے مطابق دوا لگاتے ہیں۔ اس کا بھی یہی عمل ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ بیرونی دوا اندرونی دوا کی مدد گار بن جاتی ہے اور جلد آرام آ جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر بیرونی طور پر کوئی دواء استعمال نہ کرائی جائے تو بھی یقینی طور پر آرام آتا ہے۔ چونکہ معدہ میں ہم کسی دواء کی مالش یا لیپ نہیں لگا سکتے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف کھانے کے لئے گولیاں یا سفوف اور پینے کے لئے مکسچر استعمال کریں۔ ان سے لیپ وغیرہ کا عمل بھی ہو جائے گا۔

شربت برائے خارش معدہ

ھو الشافی۔ افسنتین تین تولہ، چرائتہ تین تولہ، شاہترہ تین تولہ، عناب تین تولہ، چینی آدھا سیر۔ حسب دستور شربت بنائیں۔

عضلاتی غدی شربت ہے۔ تلخ ضرور ہے لیکن اندرون اور بیرونی خارش کے لئے تریاق ہے۔

اکسیر غدی عضلاتی

ھو الشافی۔ گندھک آملہ سار سات تولہ، پارہ ایک تولہ، بانچی تین تولہ۔ پہلے پارہ اور گندھک کی کجلی بنائیں پھر بانچی کا سفوف ملا دیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ تک دن میں چار بار ہمراہ چائے استعمال کریں۔

افعال و اثرات۔ غدی عضلاتی اکسیر ہے۔

صبح کی غذا۔ حلوہ بادام یا مکھن بادام یا حلوہ گندم یا مربہ تمہ۔

دوپہر کی غذا۔ کوئی بھی ساگ، کوئی بھی اچار، شلجم، پالک، تیتر، بٹیر یا مرغ کا گوشت، بیسنی روٹی۔

شام کی غذا۔ دوپہر والا کوئی سالن یا کشمش بادام کھلا کر چائے پلا دیں۔

معدہ اور امعاء میں ریاح سے پیدا ہونے والی علامات

تبخیر معدہ، نفخ معدہ، قراقر معدہ اور فتق (ہرنیا)۔

ان علامات کی تشریح و توضیح کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کو یہ بتا دیا جائے کہ ریاح کیا ہیں؟ کیسے پیدا ہوتی ہیں؟ اور ان کے افعال و اثرات کیا ہیں؟ کہ ان سے پیدا ہونے والی علامات کو ایک ہی جگہ سمجھ لیا جائے جس سے علاج میں آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔

ماہیت اور حقیقت ریاح

جاننا چاہیے کہ جس طرح کائنات میں ہوا بنتی اور چلتی ہے بالکل اسی طرح انسانی جسم میں ہوا بنتی اور خارج ہوتی ہے۔

کائنات میں ہوا چلنے کی صورتیں

کائنات میں جو ہوا چلتی ہے سائنسی طور پر اس کا سبب گرمی سردی کی کمی بیشی بتایا جاتا ہے یعنی جس علاقے میں حرارت کی شدت ہوتی ہے وہاں کی ہوا تحلیل ہو کر یعنی پھٹ کر اوپر چلی جاتی ہے۔ جہاں سردی ہوتی ہے وہاں کی ہوا بوجھل ہو کر گرم علاقے کی طرف روانہ ہو جاتی ہے جس سے ہوا اسباب کی کمی بیشی کے تحت کم و بیش چلتی ہے۔

اس کمی بیشی سے کبھی آندھیاں آتی ہیں، کبھی موسمی ہوائیں چلتی ہیں، کبھی ہوائیں رطوبات کی شدت سے گڑگڑاہٹ کا سبب ہوتی ہیں،

کبھی بارش ہوتی ہے۔

بالکل یہی صورتیں انسانوں میں بھی ان کیفیات کی کمی بیشی ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً کبھی منہ کے راستے ہوا خارج ہوتی ہے تو اسے ڈکار کہتے ہیں۔ کبھی دماغ پر ہوا کا دباؤ ہوتا ہے تو اسے تبخیر معدہ کہتے ہیں۔ کبھی پیٹ میں ہوا رک جاتی ہے تو نفخ معدہ کا نام پاتی ہے۔ کبھی معدہ اور امعاء میں ہوا حرکت کرتی ہے تو اسے قراقر معدہ یا گڑگڑ ہونا کہتے ہیں۔ کبھی آنتوں میں ہوا کے شدید باؤ سے پردہ صفاق پھٹ جائے تو اسے فتق یعنی ہرنیا کہتے ہیں۔ کبھی ہوا کے ساتھ رطوبات شامل ہو جائیں تو دست آنے شروع آ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ہوا کی کثرت سے اپھارا ہو جاتا ہے اور جب تک دست نہ آئے تو ہوا خارج نہیں ہوتی۔ قانون مفرد اعضاء میں ان سب صورتوں کو عضلاتی اعصابی تحریک کی علامات کہتے ہیں۔

معدہ اور امعاء میں ہوا بننے کی اہمیت

ہم نے بار بار لکھا ہے کہ کائنات میں جتنی اشیا پائی جاتی ہیں چاہے وہ جاندار ہوں یا بے جان، سب کی سب کیفیات کی پیداوار ہیں۔ جب ان کے ایٹموں کو پھاڑا جاتا ہے تو آخر میں یہی کیفیات اپنی اصل حالت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ جن مقامات پر ان کا دباؤ ہوتا ہے وہاں نفع نقصان کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

طب یونانی اور قانون مفرد اعضاء میں مزاج اور کیفیات کا مطلب ہی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے کیفیات سے بنی ہوئی ہے۔ جو کیفیات کسی شے میں زیادہ ہیں وہی اس کا مزاج کہلاتی ہیں۔ یعنی کسی شے میں ہوا زیادہ ہے، کسی شے میں حرارت اور کسی شے میں رطوبت اور پانی زیادہ ہے۔ جو اشیاء خشک سرد ہیں ان میں ہوا زیادہ ہے اور جن اشیاء میں گرمی کے ساتھ خشکی موجود ہے ان میں آگ یا حرارت کی کثرت ہے اور جو اشیاء تری سردی کی حامل ہیں ان میں پانی کی کثرت ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس قسم کی بھی اشیاء استعمال کی جائیں گی اسی قسم کی چیزیں جسم میں پیدا ہوں گی جن سے وہ بنی ہوئی ہیں چونکہ ہوا کا جوہر عضلاتی اعصابی (خشک سردی) اشیاء میں پایا جاتا ہے۔ لہذا جو اشخاص خشک سرد اشیاء کثرت سے استعمال کریں گے وہی ہوا، گیس یا تبخیر معدہ میں مبتلا ہو جائیں گے کیونکہ ان کی تحلیل (پھٹنے) سے ہوائی اجزا خارج ہوتے ہیں۔

علاج

یاد رکھیں کہ تبخیر معدہ، نفخ معدہ، قراقر معدہ اور فتق (ہرنیا) کوئی امراض نہیں ہیں بلکہ یہ ہوا کی کمی بیشی کی علامات ہیں جو ہوا کے مختلف مقامات میں رکنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ آج کل ان علامات کو اس خوفناک طریقے سے پیش کیا جا رہا ہے کہ مریض ان کا نام سنتے ہی چکرا جاتا ہے۔ اگر یہ علامات مزمن صورت اختیار کر جائیں تو ڈاکٹر حضرات آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں۔ اگر مریض آپریشن پر راضی نہ ہو تو اینٹی ایسڈ (Anti Acid) ادویہ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ مخرج ریاح ادویہ استعمال کراتے ہیں لیکن یہ علامات ٹس سے مس نہیں

ہوتیں۔

حکماء بھی ان علامات کو ڈاکٹروں کی پیروی میں دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی بد ہضمی خیال کرتے ہوئے ہاضم ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ کبھی ضعف معدہ سمجھ کر مقوی معدہ ادویہ دیتے ہیں۔ کبھی تریاق معدہ ادویہ کا استعمال کراتے ہیں لیکن یہ علامات اپنی جگہ بدستور قائم رہتی ہیں۔ مریض کی پریشانیوں میں بدستور اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک طرف مریض مایوس ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف معالج حضرات پریشان نظر آتے ہیں۔ ان علامات کے علاج میں ایسی عظیم غلطیاں کی جاتی ہیں جن کا خمیازہ مریض کئی کئی سالوں تک بھگتے رہتے ہیں۔

افسوس تو حکماء اور اطباء اور خاص طور پر فرنگی تعلیم یافتہ طبقہ پر ہے جو باوجود علم و عقل رکھنے کے فرنگی طب کے غلط اور غیر علمی (ان سائنٹیفک) طریقہ علاج کو قبول کرتے ہیں۔ اگر ہمارا مقام علمی نہ ہو اور ہماری تحقیقات سائنسی نہ ہوں تو ہم فرنگی ڈاکٹروں کو چیلنج کرتے ہیں۔ ان کو ہماری تحقیقات قبول کرنا ہوں گی اور اپنے غلط اصول چھوڑنے پڑیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد ان کو اپنے غلط طریقہ علاج کا یقین ہو جائے گا۔

اصول علاج

جب ہم سائنسی طور پر جانتے ہیں کہ جہاں ہوا کا دباؤ ہوتا ہے۔ اگر وہاں گرمی کی شدت ہو جائے تو ہوا ہلکی ہو کر اوپر چلی جاتی ہے یا دوسرے لفظوں میں وہاں سے ہوا ختم ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہوا کے دباؤ سے ہونے والے تمام نقصانات آئندہ کے لئے ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ قدرت کا فطری عمل ہے۔ اگر ہم فطرت کی پیروی میں ایسے مریضوں کا علاج کریں جنہیں ہوا یا گیس (Gas) کی وجہ سے تکلیف ہو رہی ہو تو انہیں یقینی طور پر ہمیشہ کے لئے امراض سے چھٹکارا مل جائے گا۔ قانون مفرد اعضاء کی بنیادیں چونکہ فطری اعمال پر بھی رکھی گئی ہیں۔ لہذا ایسے مریض جنہیں تبخیر معدہ، ریاح معدہ، نفخ معدہ، قراقر معدہ، فتق (ہرنیا)، وجع المفاصل ریاحی وغیرہ۔

قانون مفرد اعضا کے تحت جو لوگ عضلاتی اعصابی (خشکی سردی) کے مریض ہیں ان کے خون کا قوام گاڑھا، خلط سودا اور ترشی و تیزابیت کی زیادتی ہو چکی ہوتی ہے۔ جس سے ہوا مسلسل بن کر تکلیف دے رہی ہے۔ قانون مفرد اعضاء کے تحت عضلاتی اعصابی تحریک کا علاج عضلاتی غدی ہے کیونکہ اسی تحریک میں حرارت کی پیدائش ہوتی ہے۔ لہذا معالج کا فرض ہے کہ مریض کو عضلاتی غدی اغذیہ، ادویہ اور اشیاء ضرورت کے مطابق استعمال کرائے۔ بیرونی طور پر مقام ماؤف پر عضلاتی غدی پٹی یا عضلاتی غدی روغنوں سے مالش کروائے۔ جوں جوں حرارت پیدا ہو گی مریض کو سکون محسوس ہو گا۔ اگر شدید تکلیف ہو تو فوری سکون کے لئے غدی عضلاتی ادویہ اور اغذیہ دے سکتے ہیں لیکن مستقل علاج کے لئے عضلاتی غدی کے بعد غدی عضلاتی تحریک پیدا کرانی چاہیے۔ اس اصولی علاج سے تبخیر معدہ جیسی معمولی علامت سے لے کر مالیخولیا اور مراق جیسی پاگل کر دینے والی علامات بھی غائب ہو جائیں گی۔

ہمارا تجربہ

ہمارے تجربے میں ہماری تیار کردہ ادویہ حب مقوی خاص اور حب صابر ان علامات کا شافی علاج ہیں۔ ان کے نسخہ جات درج ذیل ہیں۔

حب مقوی خاص

ھو الشافی۔ مرچ سرخ بارہ تولہ، رائی بارہ تولہ، کشتہ فولاد چار تولہ، کچلہ کشتہ۔ حب بقدر نخود تیار کریں۔

افعال و اثرات۔ عضلاتی غدی ہیں۔ نہایت اعلیٰ درجے کا مقوی جگر اور مولد حرارت غریزی ہے۔ جس سے جگر گرم ہو کر معدہ اور امعاء میں ریاح بننا بند ہو جاتے ہیں۔ بھوک کھل جاتی ہے۔ ریاح سے پیدا ہونے والی تمام علامات رفع ہو جاتی ہیں۔ ریحی دردوں کے لئے تریاق ہے۔

حب صابر

حنظل (کوڑ تمہ)، رائی، گندھک آملہ سار، اجوائن دیسی۔ سب ہم وزن لے کر سفوف بنا لیں اور پھر حب بقدر نخود بنا لیں۔

افعال و اثرات۔ عضلاتی غدی ملین ہے۔ قاطع و مخرج ریاح ہے۔ اگر مریض کو قبض ہو تو حب مقوی خاص کے ساتھ حب صابر لازمی ہے۔

خصوصیت حب صابر

ملینات، مسہلات اور قبض کشا ادویہ اگر ذرا سی زیادہ مقدار میں کھلا دی جائیں تو فوراً مریض کا دل گھبرانے لگتا ہے اور جی متلاتا ہے۔ بعض دفعہ قے شروع ہو جاتی ہے۔ حب صابر ان تمام نقائص سے پاک ہے۔ اگر کسی مریض کو پہلے قے آ رہی ہو یا جی متلا رہا ہو لیکن اسے قبض ہو ایسی صورت میں حب صابر تریاق کا کام کرتی ہے۔ اگر یہ زیادہ وزن میں بھی کھلا دی جائے تو دل متلانے یا گھبرانے کی بجائے طاقتور ہو جاتا ہے اور پاخانے بھی کھل کر آ جاتے ہیں۔ ضرورت مند اصحاب یٰسین دوا خانہ سے دس روپے سیکڑہ کے حساب سے منگوا کر استعمال کر سکتے ہیں۔

تریاق تبخیر

ھو الشافی۔ جمال گوٹہ ایک تولہ، شنگرف دو تولہ، کشتہ کچلہ چار تولہ، رائی آٹھ تولہ۔ حب بقدر موٹھ تیار کر لیں۔

افعال اثرات۔ عضلاتی غدی مقوی اور ملین ہے۔ اعلیٰ درجے کا کاسر ریاح نسخہ ہے۔ فتق (ہرنیا) کے لئے بہترین ہے۔ اس کے علاوہ مصفی خون نسخہ جات کا سر تاج ہے۔ بواسیر بادی اور مزمن قبض کے لئے بے حد مفید ہے۔ نیز نظریہ مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے عضلاتی غدی سے غدی عضلاتی تمام نسخہ جات ضرورت کے مطابق استعمال کیے جا سکتے ہیں اور پورے موثر ہیں۔

قرابادینی نسخہ جات

قرابا دینی نسخہ جات میں جوارش کمونی، جوارش جالینوس اور معجون کچلہ مندرجہ بالا علامات کے لئے فوری اثر ہیں۔

ایک خاص نسخہ

تبخیر معدہ کے بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پیٹ میں گڑگڑ یا گدگد کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ عرف عام میں پیٹ بولنا یا پیٹ رجنا کہتے ہیں۔ انہیں قبض بھی نہیں ہوتی۔ جبکہ کئی کئی بار کچے پاخانے آتے ہیں۔ ان کے لئے یہ نسخہ آب حیات سے کم نہیں۔

ھو الشافی۔ سنبل الطیب، عقر قرحا، مرچ سرخ، خولنجاں، رائی، لونگ۔ سب ہم وزن لے کر ان سب کو باریک سفوف کر کے محفوظ کر لیں۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔

افعال و اثرات۔ عضلاتی غدی مقوی ہے۔ قراقر معدہ کے مریضوں کے لئے آب حیات ہے۔ اس کے علاوہ قے، دست، ہیضہ، بد ہضمی اور سنگرہنی جیسی خوفناک علامت کے لئے بہترین شے ہے۔

صبح کی غذا۔ کشمش یا انڈے یا مربہ آملہ، سنڈھ یا چٹنی ادرک حسب منشا کھا کر قہوہ پی لیں۔

دوپہر کی غذا۔ کوئی بھی گوشت، کوئی بھی ساگ، کوئی بھی اچار، پکوڑے، شلجم، سبزی گوشت، اوجھڑی، ٹماٹر، چنے کی دال، مسری کی دال، اگر مریض روٹی کی طلب کرے تو صرف چنے کے آٹے کی روٹی کھانے کی ہدایت کریں۔

شام کی غذا۔ اگر بھوک شدید لگے تو دوپہر والا سالن، اگر بھوک نہ ہو یا کم لگے تو کوئی پھل کھا کر قہوہ پی لیں۔

پرہیز

تبخیر اور ریاح کے مریضوں کو تر اور سرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مثلاً دودھ، چاول، دلیا، کھچڑی، کدو، توری، ٹینڈے، مولی، گاجر، برف سوڈا، کھیرا، ککڑی، امرود اور تربوز وغیرہ۔

کرم امعاء یعنی آنتوں کے کیڑے

جاننا چاہیے کہ جہاں قانون مفرد اعضاء نے امعاء کے مختلف مقامات اور ان کے مختلف افعال کے تحت ان کے مزاج قائم کیے ہیں وہاں ان میں پیدا ہونے والی مختلف علامات کو بھی بالاعضاء پیش کیا ہے۔ مثلاً آنتوں کے مختلف مقامات کے یہ مزاج ہیں۔ بارہ انگشتی آنت (اعصابی عضلاتی)، صائم اور خالی آنت (اعصابی غدی)، پیچیدہ آنت (غدی عضلاتی)، کانی آنت (غدی اعصابی)، قولون یا فراخ آنت (عضلاتی اعصابی)، سیدھی آنت، مستقیم (عضلاتی غدی)، جب کہ آنتوں کی یہ بالاعضاء تقسیم کی گئی ہے۔ بالکل اسی طرح ان مقامات میں ان کے امراض و علامات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً آنتوں کے اعصابی حصے میں شدید تحریک ہو تو دست آتے ہیں۔ پیچیدہ اور کانی آنت میں تحریک ہو تو

پیچش یا اپنڈے سائٹس کا درد ہوا کرتا ہے۔ قولون یا سیدھی آنت میں تحریک ہو تو اکثر مریض کو قولنج یا خونی دست، خونی بواسیر اور سخت قبض ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر ان مقامات پر رطوبات متعفن ہو جائیں تو ان میں جراثیم یا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں جو آنتوں کی بناوٹ یا شکل و حجم اور مادہ کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً اعصابی حصوں میں آنتیں بھی ہوتی ہیں، اس لئے ان میں پیدا ہونے والے کیڑے بھی کئی کئی فٹ لمبے ہوتے ہیں۔ آنتوں کے غدی حصوں میں چونکہ غدد اور گلٹیاں زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے یہاں کے پیدا ہونے والے کیڑے انہی کی شکل کے گول اور چپٹے ہوتے ہیں۔ انہیں عرف عام میں کدو دانے یا کدو کیڑے کہتے ہیں۔

آنتوں کے عضلاتی اور آخری حصوں میں چنونے پیدا ہوتے ہیں۔ جو مستقیم آنت کی طرح سیدھے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ آنتیں سب سے چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے یہاں پیدا ہونے والے کیڑے سب سے چھوٹے ہوتے ہیں۔

کرم امعاء کیڑے یا جراثیم کیوں اور کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

جاننا چاہیے کہ اس کائنات میں ہر مزاج اور کیفیات کی رطوبات پائی جاتی ہیں۔ جب ان میں خمیر اور تعفن پیدا ہو جائے تو جراثیم اور کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کسی جگہ بھی پانی رک جائے تو چند دنوں کے اندر اس کا رنگ بدلا جائے گا اور اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے گا۔ آہستہ آہستہ اس میں خمیر پیدا ہو کر جراثیم پیدا ہو جائیں گے جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ادھر ادھر دوڑتے نظر آئیں گے۔ انگوروں کے رس یا گنے کے رس سے جب سرکہ بناتے ہیں تو اس کو گھڑوں میں بھر کر چند دن دھوپ میں رکھتے ہیں۔ اس میں کچھ دن بعد خمیر اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ جوں جوں خمیر بڑھتا ہے تو اس میں تعفن اور سڑاند پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ جب اس کے اندر تعفن اور خمیر سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں تو پھر اس میں ایک اور تبدیلی آنی شروع ہو جاتی ہے یعنی خمیر، تعفن اور ترشی و تیزابیت پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ترشی اور تیزابیت سے اس میں تمام کیڑے جو پیدا ہو چکے ہوتے ہیں ہلاک ہو جاتے ہیں اور نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور ترش سیال مادہ صاف ہو کر نتھر جاتا ہے۔ اسی نتھرے ہوئے رس کو احتیاط کے ساتھ نکال کر بوتلوں میں بھر لیتے ہیں۔ یہی ترش اور سیال مادہ سرکہ کہلاتا ہے۔

اگر اسی سرکہ کو کسی خاص درجہ حرارت اور ماحول میں کیا جائے تو اس میں پھر خمیر پیدا ہو جائے گا اور نئی قسم کے جراثیم پیدا ہو جائیں گے جن کی شکل سرکہ بننے سے پہلے والے جراثیم سے بالکل مختلف ہو گی۔ جوں جوں خمیر بڑھے گا جراثیم مرنا شروع ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ تمام جراثیم ہلاک ہو کر نیچے بیٹھ جائیں گے اور محلول نتھر کر سرکہ میں تبدیل ہو جائے گا۔

نتیجہ

مندرجہ بالا حقائق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قانون قدرت ہے کہ جس مقام پر کوئی رطوبت یا نمی اپنے مقررہ وقت سے زیادہ عرصہ قیام کرے تو

فطرتاً اس میں حرارت اثر کرنے لگتی ہے اور وہاں پر خمیر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر جراثیم یا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب تک وہ حالت قائم رہتی ہے جراثیم اور کیڑے پیدا ہوتے اور بڑھتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر اس رطوبت میں کوئی نئی کیمیائی تبدیلی ہو جائے تو تمام جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں جیسا کہ پانی، سرکہ اور شراب میں ہوا کرتا ہے۔

جراثیم اور انسانی جسم

جاننا چاہیے انسانی جسم فعلی اور حیاتی اعضاء کے بل پر زندہ ہے۔ جسم انسان کے فعلی اور حیاتی اعضاء دماغ، دل، جگر میں سے کوئی نہ کوئی عضو تحریک میں ہوتا ہے، کوئی تحلیل میں اور کوئی تسکین میں۔ جس عضو میں تحریک ہوتی ہے اس کی رطوبات تسکین والے عضو میں رکتی ہیں۔ جن میں خمیر اور تعفن پیدا ہو کر جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔

چونکہ فعلی اور حیاتی اعضاء تین قسم کے ہیں۔ لہذا تین ہی قسم کے جراثیم اور کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ فرنگی طب نے تو ان کے نام، شکلیں اور افعال بھی تحقیق کیے ہیں۔

برائے کدو دانے

ھو الشافی۔ سماق دانہ ایک حصہ، شہد تین حصے۔

مقدار خوراک۔ ایک تولہ دن میں تین بار کھلائیں پھر سقمونیا دو رتی، کھلا کر اسہال لائیں۔ تمام کیڑے ہلاک ہو کر خارج ہو جائیں گے۔

یہ جوشاندہ بھی مفید ہے

برگ کاسنی، خرفہ، کشنیز خشک، شہتوت شیریں، ہر ایک ماشہ کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں ابال کر پلا دیں۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی تین خوراکیں کھلائیں۔

نوٹ

اگر مندرجہ بالا اشیاء تازہ حالت میں میسر آ سکیں تو ان کا ایک تولہ پانی حاصل کر کے دن میں دو بار پلا دیا کریں۔ انشاءاللہ تمام کیڑے ہلاک ہو جائیں گے۔

غذا

ہر قسم کی محرک اعصاب غذائیں کھلائیں۔

یادداشت

تمام طبی کتب میں کرم امعاء کی علیحدہ علیحدہ اقسام لکھی ہیں لیکن علاج کرتے وقت کوئی تخصیص نہیں کی گئ اور نہ ہی علیحدہ علیحدہ اسباب بتائے گئے ہیں اور نہ ہی نسخے بتائے گئے ہین بلکہ تمام نسخہ جات ہر قسم کے کیڑوں کو ہلاک کرنے والے بتائے گئے ہیں جو صحیح طریقہ نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی پیدائش کے اسباب بھی مختلف ہیں اور ان کا علاج بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ اسی وجہ سے میں نے علیحدہ علیحدہ اسباب اور علاج لکھے ہیں۔ قارئین کو چاہیے کہ بالاعضاء تشخیص کر کے صحیح اور یقینی علاج کریں۔ انشاءاللہ کبھی ناکامی نہیں ہو گی۔

قولنج (colic)

اردو نام قولنج، طبی نام قولنج، ڈاکٹری نام کالک (colic) ہے۔

یونانی لغت میں لفظ کولن ہے جسے معرب کر کے یونانی حکماء نے قولون وضع کیا اور عربی زبان میں اسے قولنج کہا اور ایلو پیتھک ڈاکٹروں نے اسے کالک (colic) وضع کیا ہے۔ ان مختلف ناموں کی حقیقت اور اہمیت ایک ہی ہے یعنی قولون آنت میں رکاوٹ یا سُدہ۔ رکاوٹ چاہے براز کے خشک مواد سے سُدہ کی صورت میں ہو یا چاہے ہوا کے رکنے سے ہو یا چاہے اس حصہ کے عضلات کے سوزش ناک یا ورم سے ہو۔

مقتدرین اطباء نے جس سبب سے قولنج دیکھا اسی نام سے منسوب کر دیا ہے۔ مثلاً قولنج ہوا کی وجہ سے ہو تو اس کا نام قولنج ریحی رکھ دیا۔ جس مریض کو ورم کی وجہ سے قولنج ہو تو اسے قولنج ورمی یا تشنجی رکھ دیا۔ اگر مواد کے خشک اور سُدے کی وجہ سے ہوا تو اس کا نام صرف قولنج رکھ دیا جس کا مطلب ہی خشک مواد کا سُدہ ہے۔

ماہیت و حقیقت قولنج

قانون مفرد اعضاء میں قولنج کا بالاعضاء سبب عضلاتی اعصابی تحریک ہے۔ اسی تحریک سے آنتوں میں سُدے پڑتے ہیں۔ یہی تحریک ہوا بناتی ہے۔ اس تحریک سے پیدا شدہ سُدے اگر خارج نہ ہوں تو قولون آنتیں ورم کر جاتی ہیں جس سے ان میں بار بار تشنج اور درد کے دورے پڑتے ہیں۔ آخر کار آیلاوس (منہ کے راستے پاخانہ آنا) ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے۔

ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

مقتدرین اطباء نے قولنج صفراوی لکھا ہے جس سے عام قارئین کو مغالطہ لگ سکتا ہے کہ یہ بھی قولون آنتوں میں ہی ہو گا اور قولنج کے اصول پر علاج کریں گے جس سے لازمی ناکامی ہو گی کیونکہ صفراوی قولنج آنتوں میں نہیں ہوتا بلکہ پتہ میں ہو سکتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء قولنج صفراوی کو غدی عضلاتی تحریک کا مظہر قرار دیتا ہے کیونکہ اس تحریک میں جگر کے کیمیاوی اعضاء (غدد جاذبہ) صفرا کو خارج نہیں ہونے دیتے جسے اطبا قدیم قولنج صفراوی کا نام دیتے ہیں جس سے اکثر یرقان تک نوبت آ جاتی ہے۔ اکثر کو تو درد بھی ہونے لگتا ہے البتہ اگر جگر کے مشینی اعضاء (غدد ناقلہ) میں شدید تحریک ہو جائے تو صفرا کا اخراج ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے جس سے آنتوں میں ورم (کانی آنت کے قریب کی آنتیں) ہو کر پیچش ہو جاتی ہے جس سے قولنج کی طرح بار بار درد ہوتا ہے۔

اگر صفرا کا اخراج نہ ہوتا ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ مریض کا پاخانہ سفید آیا کرتا ہے تو اسے غدی اعصابی اغذیہ اور اشیاء دیں۔

اگر صفرا کے شدید اخراج سے آنتوں میں ورم ہو کر پیچش کی صورت پیدا ہو جائے تو اعصابی ادویہ، اغذیہ اور اشیاء کھلانی ہوں گی۔

علامات

قولنج کے مریض کی ناف کے ارد گرد ابتداء میں ٹھہر ٹھہر کر درد ہوتا ہے پھر سوزش ہو کر تشنج تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کبھی پیٹ پھول جاتا ہے لیکن درد اس جگہ ہوتا ہے۔ سب سے مشترکہ علامت یہ ہوتی ہے کہ مریض کو پاخانہ نہیں آتا۔ بعض دفعہ تو اینیما (enema) کرنے سے بھی پاخانہ نہیں آتا۔

علاج

جیسا کہ ماہیت مرض میں بتلایا جا چکا ہے کہ قولنج کا بالاعضاء سبب عضلاتی اعصابی (خشکی سری) ہے۔ لہذا ایسے مریض کا علاج عضلاتی غدی سے لے کر غدی عضلاتی اغذیہ اور اشیاء سے کریں۔ ساتھ اینیما (enema) بھی کرائیں۔ اگر پاخانہ اینیما یا مسہل وغیرہ سے بھی نہ آئے تو بار بار مسہل دینے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ایسا کیا گیا تو انتڑیوں اور معدہ میں سوزش ہونے کا خطرہ ہے جس سے مرض بگڑ سکتا ہے۔

چونکہ خشکی سردی کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے لہذا مریض میں حرارت بحال کرنے کی کوشش کریں جو محرک عضلاتی غدی ادویہ سے ہی ممکن ہے جس سے ایک طرف حرارت پیدا ہو گی تو دوسری طرف جگر گرم ہو کر حرارت کو زیادہ سے زیادہ کنٹرول کرے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ ریاح، ورم اور سُدے حرارت کی وجہ سے تحلیل ہو جائیں گے۔ ہوا خارج ہو جائے گی۔ ورم تحلیل ہو کر تشنج تک کی علامات غائب ہو جائیں گی۔ مریض ہمیشہ کے لئے قولنج سے محفوظ ہو جائے گا۔

ایک مفید ترکیب

بعض دفعہ قولنج کے مریض کی مقعد میں سُدہ آ کر رک جاتا ہے جو اینیما (enema) وغیرہ سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ مریض محسوس کرتا ہے کہ پاخانہ مقعد میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر ایسی صورت ہو تو معالج مقعد میں تیل یا کیسٹر آئل لگا کر انگلیوں سے سُدے خارج کر دے۔ اس طرح

مایوس مریض کی زندگی بچ سکتی ہے۔

مجربات

قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے تمام عضلاتی غدی مسہل سے غدی عضلاتی مسہل نسخہ جات ضرورت کے وقت کھلائے جا سکتے ہیں۔ ہر قسم کے قولنج کے لئے فوری اثر ہیں۔

دیگر نسخہ جات

حب مقوی خاص۔ مرچ سرخ بارہ حصے، رائی بارہ حصے، کشتہ کچلہ چار حصے، کشتہ فولاد چار؟، سنکھیا چھ ماشے۔

حب بقدر نخود بنا لیں۔ جب پاخانہ اینیما (enema) سے نہ آئے تو درد روکنے کے لئے دو گولیاں ہر دس منٹ بعد کھلائیں۔ جب درد رک جائے تو وقفہ بڑھا دیں۔ دو سے تین گھنٹے کے اندر پا خانہ بھی آ جائے گا۔

حب صابر

ھو الشافی۔ رائی، حنظل (کوڑ تمہ)، گندھک آملہ سار۔ سب ہم وزن لے کر سفوف بنا لیں۔ حب بقدر نخود تیار کر لیں۔ قولنج کے مریض کے لئے حب مقوی خاص کے ساتھ ملا کر استعمال کرائیں تو بہت جلد درد رک جاتا ہے۔ ہوا خارج ہو جاتی ہے اور پاخانہ بھی جلد آ جاتا ہے۔

یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ حنظل (کوڑ تمہ)، کشتہ بارہ سنگھا، رائی سب ہم وزن لے کر سفوف بنا لیں۔ حب بقدر نخور تیار کر لیں۔ دو گولیاں ہر پندرہ منٹ بعد کھلائی جائیں۔ انشاءاللہ ایک گھنٹے کے بعد درد بند ہو جائے گا اور کچھ دیر بعد پاخانہ بھی آ جائے گا۔

کھچاوٹ معدہ

علامات

مریض کو بعض دفعہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا پیٹ اندر سے سکڑ گیا ہے۔ وہ بار بار پیٹ کو ملتا اور دباتا ہے۔ اگر کوئی سرد شے کھاتا پیتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ باوجود تھوڑی سی چیز کھانے کے پیٹ بھر گیا ہے۔ اب اور چیز کھائی تو تکلیف دے گی۔ حقیقت بھی یہی ہوتی ہے۔ اسے فوراً تکلیف ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جسم کی ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی۔ لہذا مریض کمزور ہو جاتا ہے۔

ماہیت مرض

قانون مفرد اعضاء کھچاوٹ معدہ کو عضلاتی اعصابی تحریک کا مظہر قرار دیتا ہے۔ مریض کے جسم اور خون میں ترشی اور تیزابیت اور خلط سودا کی کثرت ہو کر معدہ کے عضلات سکڑ جاتے ہیں اور کھچاوٹ معدہ کی علامت پیدا ہو جاتی ہیں۔

علاج

چونکہ قانون مفرد اعضاء کی رُو سے عضلاتی اعصابی تحریک کا علاج عضلاتی غدی ہے۔ لہذا کھچاوٹ معدہ عضلاتی اعصابی ہونے کی وجہ سے عضلاتی غدی تحریک سے رفع ہو جائے گا۔ مریض کے اندر حرارت بڑھانے کی کوشش کریں۔ جتنی جلدی حرارت بحال ہو گی اتنی ہی جلدی مریض تندرست ہو گا۔

مریض کو اندرونی طور پر کھانے کے لئے عضلاتی غدی ادویہ دیں اور پیٹ پر ریت گرم کر کے ٹکور کریں۔ چند دن کے اندر کلی طور پر آرام آ جائے گا۔ حب مقوی خاص اور حب صابر اس مقصد کے لئے بہترین ادویہ ہیں۔

جوع الکلب، جوع الغشی، جوع البقر

تعارف

معدہ اور پھیپھڑے دو ایسے اہم اعضاء ہیں جو باہر سے غذا حاصل کر جسم کی ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں۔ معدہ میں غذا کی ضرورت کا احساس بھوک کے ذریعے ہوتا ہے جسے پورا کرنے کے لئے انسان کوئی نہ کوئی غذا کھاتا پیتا ہے۔

اگر ضروریات جسم باقاعدگی سے پوری ہوتی رہیں تو بھوک میں کسی قسم کی کمی بیشی پیدا نہیں ہوتی لیکن اگر بھوک لگنے پر کھانا میسر نہ ہو یا مصروفیات کی وجہ سے ضرورت کے وقت نہ کھایا جائے یا ضرورت کے مطابق غذا میسر نہ ہو تو ایسی صورتوں میں بھوک میں کمی بیشی ہو جایا کرتی ہے جو بڑھ کر مرض کی صورت اختیار کر لیا کرتی ہے جس کی تین صورتیں ہیں۔ 1۔ جوع الکلب، 2۔ جوع الغشی، 3۔ جوع البقر۔

جوع الکلب

ایسی بھوک کہ مریض محسوس کرے کہ جو کھانا تیار کیا گیا ہے اس سے تو میرا پیٹ بھی نہیں بھرتا۔ اگر گھر کے دوسرے افراد اس میں کچھ کھا گئے تو میں بھوکا مروں گا۔ لہذا وہ کتوں کی طرح کھانا حاصل کرنے کے لئے لڑنے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے ایسی بھوک کو جوع الکلب کا نام دیا گیا ہے۔

علاج

چونکہ جوع الکلب عضلاتی اعصابی تحریک سے پیدا ہوتی ہے لہذا اس کا علاج عضلاتی غدی اغذیہ، ادویہ اور اشیاء سے کریں۔ چند دنوں میں بھوک کی بے صبری ختم ہو جائے گی۔

جوع الغشی

بعض دفعہ معدہ کے غشا مخاطی میں تحریک اور سوزش ہو جایا کرتی ہے جس سے معدہ کے اعصاب میں تسکین ہو جاتی ہے۔ ایسے مریض کو اگر وقت پر کھانا نہ ملے یا کھانے میں کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو وہ بھوک برداشت نہیں کر سکتا جس سے اس کے اعصاب میں شدید تسکین پیدا ہو کر غشی کا دورہ ہو جاتا ہے۔ جب تک اعصاب میں تحریک پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ تو غشی کا دورہ ٹوٹتا ہے اور نہ دوبارہ بھوک لگتی ہے۔

ذہن نشین کر لیں کہ جوع الغشی غدی عضلاتی تحریک کا مظہر ہے۔ یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ جب تک اعصاب میں تسکین نہ ہو غشی کا دورہ نہیں ہوا کرتا اور جب تک اعصاب میں تحریک پیدا نہ ہو بے ہوشی نہیں ہوا کرتی۔

علاج

چونکہ جوع الغشی غدی عضلاتی تحریک کا مظہر ہے لہذا ایسے مریض کا علاج غدی اعصابی سے اعصابی غدی ادویہ، اغذیہ اور اشیاء سے کریں۔ انشاءاللہ فوراً دورے رک جائیں گے۔

جوع البقر

بعض مریضوں کے معدہ کے اعصاب میں تحریک ہو کر رطوبات جمع ہو جاتی ہیں جس سے بھوک مر جاتی ہے۔ خواہش غذا کی بجائے نفرت اور کراہیت ہونے لگتی ہے۔ مسلسل بھوکا رہنے سے جسم میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ غذا کی طلب تو جسم میں بڑھ جاتی ہے لیکن چونکہ معدہ رطوبات سے بھرا ہوتا ہے لہذا بھوک نہیں لگتی اور نہ غذا کی طلب ہوتی ہے۔ حالانکہ مریض کے جسم کو بیل کے کھانے جتنی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ چونکہ بیل بہت سی غذا کھاتا ہے اور جوع البقر کے مریض کو بھی بیل جتنی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے لہذا حکماء متقدمین نے اسے جوع البقر کا نام دیا ہے۔

علاج

چونکہ جوع البقر کے مریض کو بلغمی رطوبات کی کثرت کی وجہ سے بھوک بند ہو جاتی ہے جو اعصاب کی تیزی کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہوتی ہے لہذا ایسے مریض کے معدہ کے عضلات میں تحریک اور تیزی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ معدہ پر گرم ریت سے ٹکور کرائیں اور ایسے مریض کو محرک عضلات اغذیہ، ادویہ اور اشیاء زیادہ سے زیادہ کھلائیں۔ شروع میں اچار لیموں، وغیرہ چوسنے کو دیں یا گوشت کا شوربہ پلائیں۔ چند دن کے اندر بھوک پیدا ہو جائے گی۔

حب مقوی خاص اور حب صابر ایسے مریضوں کے لئے تریاق کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہر قسم کی جوارشات بھی فوری فائدہ کرتی ہیں۔

دست، قبض، پیچش

تعارف

جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ معدہ اور امعاء میں جا کر ہضم ہوتی ہے۔ اس کا فاضل حصہ بصورت پاخانہ خارج ہوا کرتا ہے۔ جس کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ کبھی پاخانے پانی کی طرح پتلے اور رقیق آتے ہیں۔ اسے عرف عام میں دست کہتے ہیں۔ یہ آنتوں کی اعصابی تحریک سے آتے ہیں۔

2۔ کبھی پاخانہ خشک سُدوں کی شکل میں آتا ہے۔ اسے قبض کہتے ہیں جو آنتوں کے عضلات کی تحریک سے ہوتی ہے۔

3۔ کبھی پاخانہ تھوڑا تھوڑا درد اور مروڑ کے ساتھ آتا ہے۔ کبھی اس میں خون یا آؤں بھی آیا کرتی ہے۔ اس صورت کو عرف عام میں پیچش کہتے ہیں۔

علاج دست

چونکہ دست اعصابی تحریک سے آتے ہیں لہذا ان کا علاج آنتوں کے عضلات میں تحریک پیدا کرنا ہے۔ مجربات درج ذیل ہیں۔

ھو الشافی۔ مرچ سرخ، رائی۔ سب ہم وزن لے کر سفوف بنا لیں۔ حب بقدر نخود بنائیں۔

مقدار خوراک۔ ایک گولی دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔

افعال و اثرات۔ غدی عضلاتی ہیں۔ نہایت اعلیٰ درجے کا مانع اخراج رطوبات نسخہ ہے۔ تریاق ہیضہ کے نام سے مشہور ہے۔

ایسا پیٹ درد جو پتلے دستوں کی وجہ سے ہو حتیٰ کہ سنگرہنی جیسی موذی تکلیف کا مکمل علاج ہے۔

ھو الشافی۔ لونگ ایک تولہ، دار چینی ایک تولہ، مرچ سرخ ایک تولہ، افیون ایک ماشہ، سنگ دانہ مرغ ایک تولہ۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں تین بار ہمراہ قہوہ دیں۔

افعال و اثرات۔ عضلاتی غدی ہیں۔

یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ خولنجاں، رائی، تیز پات ہر ایک ہم وزن۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔ محرک عضلات غذا کھلائیں۔

قبض کا علاج

قبض چونکہ عضلاتی اعصابی تحریک سے ہوتی ہے لہذا اس کا علاج محرک غدد اشیاء اغذیہ اور ادویہ سے کرنا ہو گا۔

جس مریض کو مزمن قبض ہو اسے عضلاتی غدی مسہل دینا شروع کر دیں۔ جوں ہی تحریک مکمل ہوئی تو ہمیشہ کے لئے قبض ختم ہو جائے گی۔ اگر انتہائی سُدے ہوں تو غدی عضلاتی مسہل بھی دے دیں۔

مجربات

قانون مفرد اعضا کے فارما کوپیا کے عضلاتی غدی ملین اور مسہل اور غدی عضلاتی ملین اور مسہل نسخہ جات قبض رفع کرنے کے بہترین نسخے ہیں۔ ضرورت کے مطابق استعمال کرائے جا سکتے ہیں۔

ایک خاص نکتہ

ذہن نشین کر لیں کہ قبض ہمیشہ انتڑیوں میں صفرا کے کم گرنے سے ہوتی ہے۔ صفرا کم گرنے کی دو وجوہات ہیں۔

1۔ بوجہ کمی پیدائش صفرا یعنی صفرا ہی پتہ میں نہ ہو۔

2۔ صفرا کا اخراج بند ہو۔

اول صورت کے لئے عضلاتی غدی مرکبات استعمال کرائیں تا کہ جگر گرم ہو کر سفر پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خارج بھی کرنے لگے۔

دوسری صورت غدی عضلاتی تحریک کے سبب سے ہوتی ہے۔ مریض کو غدی اعصابی مجربات استعمال کرائیں۔ فوری فائدہ ہو گا۔

یاد رکھیں کہ اگر صفرا کی انتہائی کمی ہو لیکن کم و بیش گرتا رہے تو پاخانہ سیاہی مائل آیا کرتا ہے۔ اگر صفرا کا اخراج بند ہو تو پاخانہ سفید آیا کرتا ہے۔

جس مریض کو عضلاتی غدی مجربات کی ضرورت ہوتی ہے اسے جگر میں تسکین ہوتی ہے اور جس مریض کو غدی اعصابی مجربات کی ضرورت ہوتی ہے اس کے جگر میں کیمیائی تحریک ہوتی ہے جس سے صفرا کا اخراج بند ہوتا ہے۔

حب صابر

ھو الشافی۔ شحم حنظل (گودا کوڑ تمہ)، گندھک آملہ سار، رائی۔ سب ہم وزن۔ ایک گولی دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔ شدید قبض ہو تو دو گولیاں کھلائیں۔

خصوصیت

قبض رفع کرنے کے لئے مختلف قسم کی دوائیں مستعمل ہیں لیکن 99٪ مسہل نسخہ جات کے استعمال سے گھبراہٹ، بے چینی، قے، الٹیاں تک آنے لگتی ہیں۔ حب صابر ان نقائص سے پاک ہے۔ اگر غلطی سے مریض زیادہ بھی کھا لے تو اس سے مندرجہ بالا علامات میں سے کوئی علامت بھی پیدا نہیں ہوتی۔ ہمارے مطب کا مشہور نسخہ ہے۔

دیگر نسخہ برائے قبض

ھو الشافی۔ میگنیشیا جسے میگ سلفاس (Magnesium Sulphate) بھی کہتے ہیں دو تولہ پانی میں حل کر کے پلانا قبض کے لئے بہترین علاج ہے۔

مزمن قبض کے لئے ایک آسان ترکیب

جو مریض ہمیشہ قبض میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان کے لئے قبض رفع کرنے کی آسان ترکیب۔ چونکہ قبض عضلاتی اعصابی تحریک سے پیدا ہوتی ہے لہذا انہیں عضلاتی غدی سے غدی عضلاتی مزاج کی سبزیاں زیادہ سے زیادہ کھانی چاہئیں اور روٹی برائے نام ہو۔ اگر قبض پھر بھی نہ کھلے اور پاخانہ کھل کر نہ آئے تو اسے چاہیے کہ سالن میں پہلے سے زیادہ مرچ مصالحہ ڈالے حتیٰ کہ ایک دو دن مسلسل بڑھانے سے پاخانہ کرتے وقت جلن ہونے لگے۔ یہ مرچ مصالحہ کے پورا ہونے کی علامت ہے۔ انشاءاللہ اتنی مقدار میں مرچ مصالحہ کھانے سے ہمیشہ کے لئے قبض سے چھٹکارا مل جائے گا۔

نوٹ

جب پاخانہ میں جلن ہونے لگے تو دو تین دن بعد مرچ مصالحہ ذرا کم کریں تا کہ جلن محسوس نہ ہو۔ بس ہمیشہ کے لئے قبض سے خلاصی مل جائے گی۔

پیچش

جاننا چاہیے کہ پیچش دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک سُدی اور ایک غیر سُدی۔ انہیں عرف عام میں پیچش کاذب اور پیچش صادق کے نام سے علیحدہ کرتے ہیں۔ قانون مفرد اعضاء میں پیچش کاذب، غدی عضلاتی تحریک کا مظہر ہے جس سے صفرا کا اخراج رک جاتا ہے اور سُدے پڑ جاتے ہیں جو پیچش کاذب کا سبب بنتے ہیں۔ اس میں خون زیادہ آیا کرتا ہے۔ پیچش صادق جگر کی مشینی تحریک ہے جس سے انتڑیوں میں سوزش ہو کر شدید درد کے ساتھ مکھ آیا کرتی ہے۔ پاخانے کی حاجت جلد جلد ہوتی ہے۔

علاج

پیچش کاذب کا علاج جگر کی مشینی تحریک پیدا کرنا ہے۔ خاص کر کسی ملین روغن مثلاً گھی، روغن بادام یا کیسٹر آئل، دودھ میں ملا کر پلائیں۔ انشاءاللہ چند گھنٹوں کے اندر صفرا انتڑیوں میں گر کر سُدے خارج کر دے گا جس سے خون آمیز پاخانے بند ہو جائیں گے۔ ایسے اشخاص کو قبض کرنے والی ادویہ اور اغذیہ مت دیں ورنہ پھر تکلیف ہو جائے گی۔

مشین امراض کے علاج میں ایک اہم راز کا افشا

جیسا کہ قارئین قانون مفرد اعضاء مشینی اور کیمیائی امراض کے فرق کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مشینی امراض حاد قسم کی یعنی خطرناک اور مریضوں کے لئے پیغام اجل ہوتی ہیں۔ مثلاً ہیضہ کا مریض تکلیف کی شدت سے نہ صرف تڑپ جاتا ہے بلکہ چند گھنٹوں کا مہمان ہوتا ہے۔ اسی طرح خونی قے جو عضلاتی غدی ہوتی ہے یا جریان خون خواہ کسی راستہ سے آئے۔ درد جگر، درد قلب، سرسام، شدید پیچش وغیرہ۔ ان علامات کا علاج اگر فوری نہ کیا جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ ان کے برعکس یرقان، خارش، چنبل، ذیابیطس، برص، سنگرہنی، قبض، مسے وغیرہ ایسی علامات ہیں کہ ان کے علاج کے باوجود سالوں تک قائم رہتی ہیں۔ مریض ان سے مر نہیں سکتا۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ کیمیائی تحریک سے ہونے والی علامات کسی نہ کسی خلط یا مادہ کی کمی بیشی سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تک مادی یا خلطی کمی بیشی پوری نہیں ہوتی تکلیف یا علامت بدستور قائم رہتی ہے۔

علاج

چونکہ کیمیائی علامات کسی نہ کسی خلط یا مادہ کی کمی بیشی سے پیدا ہوتی ہیں اس لیے قانون مفرد اعضاء میں کیمیائی علامات کا علاج مادی یا خلطی کمی بیشی پوری کر کے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پرانے اور پیچیدہ مریضوں کا علاج غذا تبدیل کر کے کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کی مہربانی سے نوے فیصد کامیاب ہیں۔

مشینی امراض اور علامات کا اصول علاج

جاننا چاہیے کہ مشینی علامات کسی نہ کسی کیفیت یا خلط کے شدید اخراج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے مریض جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ اگر اعصاب کے فعل میں تیزی پیدا ہو کر بلغمی رطوبات اور تری کا اخراج بڑھ جائے تو ہیضہ ہو جاتا ہے۔ اگر خشکی یا سودا کے اخراج میں شدت پیدا ہو جائے تو جریان خون ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صفرا کے شدید اخراج سے آنتوں میں شدید سوزش ہو کر پیچش ہو جاتی ہے۔

چونکہ مشینی امراض کسی نہ کسی خلط یا کیفیت کے شدید اخراج سے پیدا ہوتی ہیں لہذا ان کے علاج کا اصول یہ ہو گا کہ اخراج ہونے والی خلط کو نکلنے سے روک دیا جائے۔ جس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ مفرد عضو کی کیمیائی تحریک پیدا کر دی جائے یا محرک عضو میں سکون پیدا کر دیا جائے تو فوراً خوفناک سے خوفناک امراض کا علاج چند منٹوں سے لے کر چند گھنٹوں کے اندر کیا جا سکتا ہے۔ اگر تساہل سے کام لیا جائے گا تو موت یقینی ہے۔ مثلاً اگر قلب اور عضلات کی مشینی تحریک سے جریان خون جاری ہے تو ان کے علاج کے لئے یا تو عضلاتی

اعصابی سے ادویہ، اغذیہ اور اشیاء جو عضلات میں کیمیائی تحریک پیدا کرتی ہیں کھلائی جائیں گی یا اعصابی غدی ادویہ، اغذیہ اور اشیاء کھلائی جائیں گی جو سب کی سب قلب اور عضلات میں تسکین پیدا کرتی ہیں۔ ایسا علاج مریض کے لئے آب حیات ثابت ہوتا ہے۔ اگر بغیر اصول کے دوا اور غذا دی گئی تو فوراً مریض کو نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔

ہم بھی پیچش کا علاج اکثر جگر کی کیمیائی تحریک غدی عضلاتی سے پیدا کرتے ہیں۔ مریض کو کیسٹر آئل دینے کے بعد غدی عضلاتی ملین کھانا فوراً فائدہ کرتی ہے۔

ہمارا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ جنگ ہریڑ اور ہریڑ سیاہ یا جوجو ہریڑ کے نام سے مشہور ہے جس کا مزاج عضلاتی اعصابی ہے پیچش کے مریض کو تین تین ماشہ کھلانا فوراً آرام کی صورت پیدا کرتی ہے۔

تریاق پیچش

ھو الشافی۔ گندھک آملہ سار تین حصے، اجوائن ایک حصہ، رائی ایک حصہ۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ تازہ پانی دیں۔

کانچ نکلنا

تعارف

کانچ نکلنے کی تکلیف عموماً بچوں کو ہوا کرتی ہے۔ یہ بھی پیچش کی ہی ایک قسم ہے۔ مسلسل پیچش سے مریض کی مقعد میں سوزش ہو جاتی ہے۔ مریض ایسا محسوس کرتا ہے کہ اس کی مقعد میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے۔ اسے نکالنے کے لئے بار بار پاخانہ کرنے جاتا ہے اور زور کے ساتھ پاخانہ کرتا ہے تاکہ وہ چیز نکل جائے لیکن چونکہ مقعد میں سوجن ہوتی ہے اور بار بار کے زور سے سوجن زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کا دباؤ باہر کی طرف ہونے سے کانچ نکلنے لگتی ہے۔ اس کا علاج بھی پیچش کے تحت ہی کرنا ہو گا بلکہ جو تدابیر اور ادویہ پیچش میں استعمال کی جاتی ہیں وہی کانچ نکلنے کا علاج ہے۔

نوٹ

جس مریض کی کانچ نکلتی ہو اسے قابض دوا کبھی نہ دیں بلکہ ملین قسم کی ادویہ اس کے لیے مفید رہتی ہیں تاکہ مریض کو پاخانہ کرتے وقت زور نہ لگانا پڑے۔ مقعد پر گندم کے آٹے کا حلوہ نمکین بند ہوائیں سوزش کے لئے بے حد مفید ہے۔

سنگرہنی

اردو نام پرانے دست، طبی نام مزمن اسہال، ڈاکٹری نام سپرو (Sprue) ہے۔

تعارف

سنگرہنی پیچش سے ملتی جلتی ایک علامت ہے جس میں بار بار پاخانے مروڑ کے ساتھ آتے ہیں لیکن پیچش کے برعکس پاخانے زیادہ مقدار میں آتے ہیں۔ مکھ یا خون پاخانوں میں نہیں آیا کرتا۔ پاخانے میں غذائی اجزاء منہضم نکلتے ہیں۔ جب بھی مریض کوئی غذا کھاتا ہے تو فوراً پاخانے کی حاجت ہو جاتی ہے۔ رات دن پیٹ میں گڑ گڑ ہوتی رہتی ہے۔ کبھی مریض کو قبض تو کبھی دست آتے ہیں۔ اکثر مریضوں کو منہ میں سوزش ہو کر چھالے پڑ جاتے ہیں۔ جب دست آتے ہیں تو چھالے ہٹ جاتے ہیں اور جب قبض ہو جاتی ہے تو منہ میں چھالے دوبارہ ہو جاتے ہیں۔ مریض کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ بعض دفعہ مریض میں خون کی انتہائی کمی ہو کر موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

قانون مفرد اعضا اور سنگرہنی

افسوس سنگرہنی کو بھی پیچش کی طرح کا ایک مرض تسلیم کیا جاتا ہے جس کی بالاعضاء تشخیص پھر بھی نہیں کی جاتی۔ پیچش کے اصولی علاج کے تحت ہدایات دی جاتی ہیں کہ ایسے مریض کو قابض دوا نہیں دینی چاہیے۔ کیسٹر آئل وغیرہ اکثر دینے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ دودھ کو تمام اغذیہ سے مفید خیال کر کے مسلسل پلانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

حقیقت مرض

جاننا چاہیے کہ قانون مفرد اعضاء کے تحت سنگرہنی معدہ کے اعصاب کی سوزش کا نام ہے جو کبھی اعصابی غدی اور کبھی اعصابی عضلاتی کی صورت میں تکلیف دیا کرتی ہے۔ جب اعصابی غدی تحریک ہو تو پاخانہ میں کبھی آؤں آنے لگتی ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا ہے۔ اکثر قبض ہو جاتی ہے۔ ہوا رکنے لگتی ہے۔ مواد کے نہ نکلنے کی وجہ سے معدہ، گلہ اور غذا کھانے والی نالی میں سوزش ہو کر منہ اور گلے میں چھالے ہو جاتے ہیں۔ مرچ مصالحہ والی غذاء کھائی نہیں جاتی۔ مجبور ہو کر مریض دودھ، چاول، دلیا، کھچڑی کھاتا ہے جو مرض میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہیں جس سے اعصابی عضلاتی تحریک ہو کر دست شروع ہو جاتے ہیں۔ منہ اور گلہ وغیرہ کے چھالے تو کم ہو جاتے ہیں لیکن پاخانوں کی کثرت سے مریض کمزور ہو جاتا ہے۔ مریض کو بھوک ناقابل برداشت لگتی ہے لیکن کھایا پیا پاخانوں کی راہ نکل جاتا ہے۔

سنگرہنی کا اصول علاج

چونکہ سنگرہنی معدہ اور امعاء کے اعصاب کی سوزش سے ہوتی ہے اس لئے اس کے علاج کے لئے معدہ اور امعاء کے فضلات میں تحریک اور تیزی پیدا کرنی پڑے گی جس سے ہر قسم کی غیر طبعی علامات غائب ہو جائیں گی۔

نسخہ جات برائے سنگرہنی

ھو الشافی۔ ہلیلہ زرد، اجوائن، پوست انار۔ سب ہم وزن۔

مقدار خوراک۔ تین ماشہ دن میں چار بار ہمراہ لسی یا قہوہ دیں۔

دیگر

ھو الشافی۔ سنبل الطیب دو تولہ، خولنجاں دو تولہ، لونگ ایک تولہ، دار چینی دو تولہ، مرچ سرخ ایک تولہ۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔

دیگر

ھو الشافی۔ پودینہ خشک، مصطگی رومی، سونٹھ، سنگ دانہ مرغ۔ سب ہم وزن۔

مقدار خوراک۔ دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ قہوہ دیں۔

غذا

سنگرہنی کے مریض کی جب تک غذا درست نہیں کی جائے گی اسے قطعاً آرام نہیں آ سکتا۔ لہذا معالج کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے مریض کا علاج اس وقت تک شروع نہ کرے جب تک وہ غذائی پرہیز کرنے پر آمادہ نہ ہو۔ جب مریض غذائی پرہز کا اطمینان دلا دے تو درج ذیل غذا کھانے کی ہدایت کریں۔

صبح کی غذا۔ مربہ آملہ، کشمش، انڈے فرائی یا بھنے ہوئے چنے کھلا کر قہوہ دیں۔

دوپہر کی غذا۔ سب سے بہتر بکرے کی اوجڑی کا قیمہ ہے۔ کوئی بھی گوشت، کریلے، ٹماٹر، اچار، پکوڑے، دہی بھلے، آلو چھولے، دہی، ترش لسی، مکئی، باجرہ یا چنے کے آٹے کی روٹی، پھلوں میں انار، جامن، کنوں، مالٹے، ترش آم وغیرہ۔

شام کی غذا۔ صرف قہوہ جس میں لونگ، دار چینی ابال لیا گیا ہو۔ اگر زیادہ بھوک لگے تو دوپہر والا سالن۔

ہیضہ اور بند ہیضہ

عام طور پر ہونے والے ہیضہ میں قے، دست کے ساتھ پیٹ میں سخت مروڑ دار درد ہوتا ہے لیکن بند ہیضہ میں دست اور قے بالکل نہیں ہوتے۔ صرف مروڑ کے ساتھ سخت درد ہوتا ہے۔ دل گھبراتا اور ڈوبتا ہے۔ مریض پل پل بعد اپنے اندر کمزوری محسوس کرتا ہے۔

وجہ تسمیہ

جیسا کہ کئی بار بتایا جا چکا ہے کیا اعصابی غدی تحریک دماغ کی کیمیائی تحریک ہے۔ اس تحریک میں رطوبات کی پیدائش تو ہوتی ہے لیکن ان کا اخراج نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اعصابی عضلاتی تحریک میں رطوبات کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ان کا اخراج بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ہیضہ

میں یہی وجہ ہے کہ اعصابی غدی تحریک کی صورت میں معدہ میں رطوبات ترشح تو ہوتی ہیں لیکن ان کا اخراج بند ہونے کی وجہ سے معدہ میں تعفن اور خمیر پیدا ہو جاتا ہے جو خود اعصاب اور دماغ کے لئے کرب اور بے چینی کا سبب بن جاتا ہے۔ طبیعت ان کا اخراج کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن تسکین عضلات کی وجہ سے معدہ میں مکمل سکیٹر نہیں ہو سکتا۔ غدد تحلیل ہونے کی وجہ سے انتہائی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح مسلسل معدہ میں متعفن اور سڑی ہوئی رطوبات کے رکنے سے ان کا زہر خون کے اندر بھی جذب ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے قلب غیر معمولی طور پر متاثر ہو جاتا ہے۔ اس کی حرکات غیر معمولی طور پر سست ہو جاتی ہیں۔ بالآخر حرکات قلب بند ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے۔

علاج

بند ہیضہ ہو یا دست قے والا دونوں کا اصل سبب تو معدہ میں پڑی ہوئی غذاء کا تعفن اور خمیر ہے۔ ہیضہ کا اصل علاج تو یہ ہے کہ ان گندی اور متعفن رطوبات اور غذائی اجزاء کو معدہ سے خارج کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ عام ہونے والے ہیضہ میں بھی معالج کے لئے یہ حکم ہوتا ہے کہ وہ قے اور دستوں کو دیکھے کہ آیا ان میں بد بو دار غذائی اجزاء تو نہیں آ رہے۔ اگر آ رہے ہوں تو وہ روکنے کی بجائے قے اور دستوں کو اور زیادہ لائے تاکہ جلد از جلد معدہ پاک اور صاف ہو جائے۔ جسم ان کے زہریلے اثرات کے جذب ہونے سے بچ جائے۔

بند ہیضہ میں چونکہ روکنے کی قوت ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہے اس لئے پہلے اعصابی عضلاتی تحریک کو ہی بڑھا دیں تاکہ دماغ اور اعصاب کی مشینی تحریک سے کثرت کے ساتھ رطوبات کا ترشح ہو کر ان کا اخراج شروع ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے اعصابی عضلاتی مسہل لازماً دیں اور اس کا وقفہ دس سے پندرہ منٹ ہو۔ اگر فوری طور پر اینیما (enema) بھی کر دیا جائے تو یہ بھی بہتر رہتا ہے۔

مسہل کے ساتھ اگر کوئی قے آور دوا بھی دے دیں تو وہ بھی درست ہے۔ مقصد تو صرف یہ ہے کہ معدہ اور امعاء کو گندے مواد سے پاک اور صاف کر دیا جائے۔ جب دست اور قے شروع ہو جائیں تو سمجھ لیں کہ مریض بچ جائے گا۔ پانچ سات دست آنے کے بعد محرک اور مقوی عضلات دوائیں کھلائیں۔ ترش پھلوں کا پانی بھی پلا سکتے ہیں۔ ان سے ایک طرف غذائیت کی کمی پوری ہو گی تو دوسری طرف دست اور قے بھی بند ہو جائیں گے۔ قلب اور عضلات تحریک میں آ کر جسم کو زیادہ سے زیادہ حرارت غریزی بنا کر دیں گے۔ اس طرح ایک خوفناک مرض سے چھٹکارا مل جائے گا۔

عام ہونے والے ہیضہ میں غدی عضلاتی یا حب مقوی خاص ہر پندرہ منٹ دیں۔ انشاءاللہ دو تین خوراکوں سے مکمل آرام آ جائے گا۔

بطلان الشہوت یعنی بھوک کا بند ہو جانا

بھوک کا بالکل بند ہو جانا حقیقت میں نظام ہضم کا بالکل ضعیف ہو جانا ہے جو سُوء ہضم اور تخمہ (ہضم کی خرابی) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ معدہ میں ترمی گرمی بڑھ کر غذا کو اچھی طرح منظم کرنے کی بجائے اس میں تعفن پیدا کر دیتی ہے چونکہ اخراجیہ قوت یاقوت دافع بالکل

ضعیف ہو جاتی ہے۔ یہ قوت پہلے کی کھائی ہوئی غذا کو نکال ہی نہیں سکتی۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب معدہ خالی ہو گا تب ہی مزید غذا کی طلب ہو گی لہذا بھوک بالکل بند ہو جاتی ہے۔ مریض کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے بعض مریضوں کے سر میں ہلکا ہلکا درد سر رہنے لگتا ہے۔

علاج

بھوک کا بالکل بند ہو جانا چونکہ اعصابی غدی تحریک ہے، اس لئے اس کا اول علاج اعصاب عضلاتی تحریک اور اغذیہ سے کریں۔ شروع میں اعصابی عضلاتی مسہل کھلائیں جب دست آنے شروع ہو جائیں تو عضلاتی اعصابی اغذیہ اور اشیاء کھلانا شروع کریں جن میں ترشی کا اثر زیادہ ہو۔ دو تین دن کے اندر بھوک بیدار ہو جائے گی۔ اگر حرارت کی بجد کمی محسوس کریں تو کچلہ، دار چینی، ہینگ، لونگ وغیرہ کا کوئی مرکب بھی دیں تاکہ حرارت غریزی جلد پوری ہو جائے۔ یہ نسخہ بھی اس مقصد کے لئے فائدہ مند ہے۔

ھو الشافی۔ اجوائن چار حصے، تیزاب گندھک ایک حصہ۔

ترکیب تیاری۔ اجوائن کو باریک کریں پھر تیزاب گندھک تھوڑا تھوڑا کر کے ملا دیں اور کسی کھلے منہ والی شیشی میں رکھ دیں۔ چار پانچ دن بعد اسے نکال کر پھر کوٹیں۔ اگر گولیاں بن سکیں تو بہتر ہے ورنہ ضرورت کے مطابق تھوڑا سا پانی ملا کر حب بقدر خور تیار کر لیں۔

مقدار خوراک۔ ایک گولی دن میں چار بار دیں۔

فوائد۔ نظام ہضم کو بیدار کرنے کے لئے نہایت اعلیٰ درجے کا بے ضرر نسخہ ہے۔ دست، قے، ہیضہ، مروڑ بوجہ دست، بد ہضمی اور بھوک کے بالکل بند ہو جانے کے لئے فوری اثر ہے۔

ضعف ہضم

اعصابی غدی تحریک سے معدہ میں چونکہ رطوبات زیادہ ترشح ہوتی ہیں اس لئے غذا کے ہضم میں بے قاعدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ معدہ کے عضلات رطوبات کی وجہ سے ڈھیلے ہو جاتے ہیں جس سے حرکات معدہ بھی کمزور پڑ جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھائی ہوئی غذا کے ہضم کرنے کا نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ ضعف ہضم سے مراد بھی یہی ہے کہ معدہ کے ہضم کرنے والے نظام کا کمزور ہو جانا۔ معدہ کا جب نظام ہضم کمزور پڑ جاتا ہے تو کھائی ہوئی غذا دیر تک معدہ میں پڑی رہتی ہے۔

علامات

چونکہ معدہ کے نظام ہضم کی کمزوری کی وجہ سے غذا معدہ میں دیر تک پڑی رہتی ہے رطوبت کی کثرت اور گرمی کی وجہ سے خمیر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غذا خمیر کی وجہ سے پہلے کی نسبت حجم میں پھول جاتی ہے جس سے مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پیٹ تنا ہوا ہے۔ غذا ہضم نہ ہونے کی وجہ سے معدہ کے لئے ایک قسم کا بوجھ بن جاتی ہے۔ بد ہضمی کے ڈکار آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

بد ہضمی

حقیقت میں ضعف ہضم کا نتیجہ سُوء ہضم ہے یعنی نظام ہضم کی خرابی اور کمزوری کا نتیجہ سُوء ہضم اور بد ہضمی ہے۔ اس لئے ہم اسے جدا صورت نہیں دے سکتے۔ علاج کی صورت میں بھی نظام ہضم کو ہی درست کرنا پڑتا ہے۔

تخمہ (ہضم کی خرابی)

نظام ہضم کی مسلسل خرابی سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مریض جو بھی غذا کھاتا ہے وہ معدہ میں قطعی ہضم نہیں ہوتی بلکہ تری گرمی کی وجہ سے متعفن اور خراب ہو کر کسی بُری کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پاخانے میں بد بو اور تعفن ہوتا ہے۔ اگر غذا معدہ میں تھوڑی دیر ٹھہرے تو کچی غذا ہی بصورت دست خارج ہوا کرتی ہے۔ پاخانے میں غذا کے اجزا ویسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسے کھائے گئے ہوتے ہیں۔ یہ صورت سنگرہنی کے مریضوں میں مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔

تخمہ یعنی ہضم کی خرابی بھی حقیقت میں معدہ کے نظام ہضم کی خرابی کا نتیجہ ہے جس کا سبب اعصابی غدی تحریک ہے۔

علاج

مندرجہ بالا تینوں صورتوں کا علاج صرف نظام ہضم کا درست کرنا ہے یعنی اعصاب کی تیزی کم کر دی جائے اور عضلات اور معدہ میں تحریک اور تیزی پیدا کی جائے جس سے ایک طرف بلغمی رطوبات کا ترشح کم ہو جائے گا تو دوسری طرف عضلات کی تیزی سے رطوبات خشک ہونے کے ساتھ ساتھ سوداوی رطوبات ترشی کی صورت میں گر کر غذا کو ہضم کرنے میں مدد دیں گی۔ غذا کا تعفن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔

معدہ کے غدد میں تحلیل ختم ہو کر تسکین ہو جائے گی جس سے ان میں بھی پہلے سے زیادہ طاقت اور قوت پیدا ہو جائے گی۔ اس طرح معدہ کے تمام اعضاء یعنی عضلات غدد اور اعصاب اپنی اپنی جگہ قوی اور طاقتور ہو جائیں گے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ فعل ہضم درست ہو جائے گا۔ معدہ کی تمام غیر طبعی علامات غائب ہو جائیں گی۔

خلاف فطرت چیزوں کے کھانے کی خواہش

خلاف فطرت چیزوں کے کھانے کی خواہش کا مطلب یہ ہے کہ ان اشیا کو کھانا جو ہماری غذائیت میں شامل نہیں ہیں۔ مثلاً کھریا مٹی، کوئلہ، چونا، ٹھیکریاں، روئی وغیرہ۔

اسباب

شرح اسباب اور طب اکبر میں اس کے اسباب ایک ہی قسم کے لکھے ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں۔

1- بری خلط معدہ میں جمع ہو جائے اور معدے کی چنٹوں میں چمٹ جائے پھر طبعیت ایسی چیز کی طلب کرے جو اس خلط کی ضد ہو۔

2- معدے میں اخلاط خالد جمع ہو جاتے ہیں اور اپنے جیسی چیز کو طلب کرتے ہیں۔

3- حاملہ عورتوں کو ابتدا میں جو یہ مرض پیدا ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا حیض جنین کی غذا کے لئے ٹھہر جاتا ہے چونکہ جنین اس وقت ضعیف ہوتا ہے، اس میں سے خون کو غذا نہیں کر سکتا اس میں سے تھوڑا سا مادہ معدہ میں آ پڑتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ بہنے والی رطوبت ہے تو طبیعت ایسی چیز کی خواہش کرتی ہے جو اس کو خشک کر دے پھر جو کچھ اس کیفیت کے متضاد ہو مرغوب ہوتا ہے۔

خلاف فطرت چیزوں کے کھانے کے جو اسباب اوپر لکھے گئے ہیں وہ فطرت کی رہنمائی میں نہیں لکھے گئے۔ اس لئے طالب علم کے لئے مرض کی ماہیت سمجھانے میں نا کافی ہیں۔ جہاں تک اس نا مراد مرض کے پائے جانے کا تعلق ہے تو یہ صرف حاملہ عورتوں کو ہی نہیں ہوتا بلکہ بچوں، جوانوں اور بوڑھوں تک کو ہوتا ہے۔

یاد رکھیں کہ کسی چیز کی حقیقی طلب جس کے کھانے پر مریض مجبور ہوتا ہے اس کی کمی مریض کے خون میں کافی حد تک ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ ہر وقت بے چین ہوتا ہے اور وہ ان چیزوں کو کھاتا ہے جن میں خون کے اجزاء کو پورا کرنے والے اجزا کیمیائی طور پر پائے جاتے ہیں۔ زیادہ تر یہ مرض ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کے اعصاب اور دماغ میں تیزی ہوتی ہے۔ چونکہ اعصابی تحریک سے عضلات اور قلب میں سکون پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے سکون کی وجہ سے کیلشیم، چونا اور فولاد کے اجزاء غذا میں سے کم جذب کرتے ہیں جس سے خون میں بھی ان اجزا کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کے عضلات میں ان اجزا کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ طلب غذا کا مرکز معدہ ہے اس لئے اس کی ابتدا پہلے معدہ سے ہوتی ہے۔ طبی طور پر یہ طلب ان اشیاء کے لئے ہوتی ہے جن میں کیفیاتی طور پر سردی خشکی مادی طور پر چونا، فولاد، کیلشیم اور ترشی کے اجزا زیادہ پائے جاتے ہوں۔

چونکہ مٹی، ٹھیکری، کوئلہ، چونا، وغیرہ میں فولاد، کیلشیم اور چونا کے اجزا پائے جاتے ہیں اس لئے مریض میں ان چیزوں کے کھانے کی طلب فطری ہے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مریض کی طلب ان چیزوں کے کھانے کے لئے فطری ہے تو پھر مریض تندرست کیوں نہیں ہو جاتا بلکہ اور بیمار کیوں ہوتا جاتا ہے؟

یاد رکھیں کہ انسانی جسم صرف ان چیزوں سے متاثر ہوتا ہے جن کے اجزاء جسم میں داخل ہوتے ہی تحلیل ہو جائیں ورنہ اگر وہ تحلیل نہ ہوں تو اکثر اجزاء اثر کیے بغیر ہی جسم سے خارج ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بچے عموماً لوہے کی گولی، آنہ یا پیسہ وغیرہ نگل جاتے ہیں۔ دوسرے دن وہ جسم کو متاثر کیے بغیر ہی نکل جاتے ہیں۔ ورنہ اگر ان چیزوں کا کشتہ اتنے وزن میں کھلایا جائے تو خدشہ ہے کہ موت واقع ہو جائے۔

بالکل یہی صورت مندرجہ بالا چیزوں کی ہے۔ یہ چیزیں لطیف نہیں ہیں البتہ ان کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ معدہ میں سارا دن پڑے رہنے سے اصل غذا کے اجزاء بھی جذب نہیں ہوتے جس سے مریض اور کمزور ہو جاتا ہے۔ خون کی کمی ہو کر رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ چکر آتے ہیں اور سانس چڑھنے لگتا ہے۔

علاج

ہمارا بار بار کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ جو بچے یا عورتیں مٹی یا کوئلہ وغیرہ کھاتی ہیں اگر ان کو عضلاتی اعصابی اغذیہ، ادویہ اور اشیاء وغیرہ کھلائیں اور اعصابی غذائیں بند کرا دی جائیں تو چند دنوں کے اندر ہی ان غیر فطری چیزوں کی طلب ختم ہو جاتی ہے۔ کشتہ فولاد بہترین چیز ہے۔

ایلوپیتھی میں فرسا مال جو فولاد کی ہی ٹکیاں ہیں جو مٹی کھانے والے بچوں کے لئے لا جواب چیز ہیں۔ ایک ہفتے کے اندر اندر بچہ مٹی کھانا بند کر دیتا ہے۔ سیب، مالٹا، سنگترہ، ٹماٹر وغیرہ، ترش اور سرخ رنگ کے پھل کھلائیں۔ گوشت چھوٹا ہو یا بڑا درست ہے۔ مچھلی کا کھلانا بھی ٹھیک ہے۔ ہر قسم کے سکواش، سرکہ اور سکنجبین بھی پلا سکتے ہیں۔

نظریہ مفرد اعضاء کے فارم کوپیا کے عضلاتی اعصابی تمام نسخے ضرورت کے وقت دے سکتے ہیں۔ عام طور پر عضلاتی اعصابی ملین کھلائیں۔ قبض ہو تو ساتھ ملین دیں۔ کمزوری زیادہ ہو تو عضلاتی اعصابی مقویات کھلائیں۔

بواسیر

بواسیر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خشک بواسیر یعنی بادی بواسیر اور دوسری خونی بواسیر۔

خشک بواسیر یعنی بادی بواسیر

مقعد کے اندر اور باہر مسے ہوتے ہیں لیکن ان سے خون نہیں آتا بلکہ بعض اوقات خارش ہوتی ہے۔ بعض دفع حاجت کے وقت شدید درد ہوتا ہے۔

خونی بواسیر

اس کے نام سے واضح ہے کہ اس میں کم و بیش جریان خون ہوتا ہے۔ شدید قبض ہوتی ہے جس سے ناقابل برداشت درد ہوتا ہے۔ مریض ڈر کے مارے پاخانہ کرنے کے گھبراتا ہے۔ بعض دفعہ جریان خون اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔ متواتر اخراج خون کی وجہ سے مریض کا رنگ پھیکا قدرے زردی مائل ہو جاتا ہے۔

محترم استاد صابر ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے تین انسانی زہروں کی کتاب میں بواسیر پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ چونکہ انہوں نے بواسیر کے متعلق مکمل معلومات مہیا کر دی ہیں لہذا میں زیادہ تشریح و توضیح ضروری نہیں سمجھتا۔

علاج

خشک بواسیر یعنی بواسیر بادی

خشک بواسیر چونکہ عضلاتی اعصابی تحریک کی پیداوار ہے لہذا اس کا علاج عضلاتی غدی اغذیہ، ادویہ اور اشیاء سے کریں۔ فارما کوپیا کا عضلاتی غدی مسہل اس کا بہترین علاج ہے۔

یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ جمال گوٹہ ایک حصہ، شنگرف دو حصے، کشتہ کچلہ چار حصے، رائی آٹھ حصے۔

ترکیب تیاری۔ اول شنگرف کو باریک کریں پھر جمال گوٹہ ڈال کر اتنا کھرل کریں کہ تیل ہو جائے۔ پھر کشتہ کچلہ تھوڑا تھوڑا ڈال کر رگڑتے جائیں۔ کچلہ ختم ہونے کے بعد رائی تھوڑی تھوڑی کر کے ملا لیں۔ سرخ رنگ کا سفوف تیار ہو جائے گا۔ حب بقدر دال موٹھ یعنی اتنے حجم کی گولیاں بنا لیں۔

مقدار خوراک۔ ایک گولی دن میں تین بار ہمراہ چائے یا قہوہ کے کھلائیں۔

خونی بواسیر

خونی بواسیر کا اولین علاج خون روکنا ہے چونکہ خونی بواسیر عضلاتی غدی تحریک سے ہوتی ہے اگر شدید خون آ رہا ہو تو غدی اعصابی مسہل فارما کوپیا والا دیں۔ فوراً خون بند ہو جائے گا۔

یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ قلمی شورہ، گندھک آملہ سار، پوست ریٹھا، تارا میرا۔ سب ہم وزن۔

مقدار خوراک۔ تین ماشہ دن میں چار بار ہمراہ دودھ بکری یا سونف چھ ماشہ، زیرہ سفید چھ ماشہ کا قہوہ دیں۔

غذا۔ خشک بواسیر والے مریض کو عضلاتی غدی اغذیہ اور خونی بواسیر والوں کو غدی اعصابی اغذیہ دیں۔ انشاءاللہ ہر مریض کو فوراً آرام آئے گا۔

ورم معدہ، درد معدہ اور قروح و بثور معدہ

یہ تینوں علامات ایک دوسری کی ترقی یافتہ صورتیں ہیں یعنی جب تک معدہ کی عضلاتی جھلیوں میں ورم پیدا نہ ہو اس وقت تک درد نہیں ہوتا۔ ورم کی کمی بیشی کے تحت درد بھی کم و بیش ہوا کرتا ہے۔ یہی ورم بڑھ کر پھوڑے کی صورت میں بڑھ جاتا ہے۔ البتہ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب مریض غذا کھاتا ہے تو شدید جلن اور درد کرتی ہیں۔

اسباب

ایسے اسباب جن سے معدہ کی عضلاتی جھلی میں سوزش اور ورم ہو عضلاتی ورم اور قروح کہلائیں گے۔ مثلاً سنکھیا، تیزاب گندھک، نیلا توتیا، شدید عضلاتی زہریں ہیں۔ ان سے عضلاتی غدی ورم پیدا ہوتے ہیں۔

ایسی اشیاء جن کے کھانے سے معدہ کی غشا مخاطی سوزش ناک ہو جائے غدی ورم کہلائے گا۔ مثلاً جمال گوٹہ، دار چکنا وغیرہ ایسی اشیاء جن کے کھانے سے معدہ کی اعصابی جھلی درد ناک ہو یا زخمی ہو جائے یہ معدہ کا اعصابی ورم کہلائے گا۔ مثلاً کاسٹک سوڈا کے استعمال سے معدہ میں زخم ہو جاتے ہیں۔ کیمیائی ٹیسٹ سے ورم کی تشخیص کی جائے تو صحیح علاج ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ مثلاً جن مریضوں کے معدہ میں عضلاتی چیز کھانے سے ورم پیدا ہو گا ان کے پیشاب اور تھوک میں نیلا لٹمس پیپر سرخ ہو جائے گا۔

اور جن مریضوں نے کاسٹک سوڈا غلطی سے استعمال کر لیا ہو ان کے پیشاب اور تھوک میں سرخ لٹمس پیپر نیلا ہو جایا کرتا ہے۔ غدی ورم والے مریض کے تھوک اور پیشاب کا لٹمس پیپر پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

یادداشت

یہ ضروری نہیں کہ معدہ اور امعاء میں کسی سوزش ناک چیز کھانے سے ہی دورپیدا ہو بلکہ بغیر محمر و مخرش اشیاء کے بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا مریض مسلسل ایک ہی قسم (مزاج) کی اشیاء کھاتا ہے۔ مثلاً سنگرانی کے مریض اکثر دودھ، چاول، دلیا، کھچڑی زیادہ استعمال کرتے ہیں جن سے ان کے معدے، گلے اور منہ میں پھنسیاں یا چھالے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ترش اور تیزابیت کی حامل اشیاء کھانے والوں کے معدے میں سوزش ہو کر درد ہونے لگتا ہے۔ مزمن صورتوں میں ایسی سوزش کا نام السر رکھتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے معدے سے کبھی خونی قے بھی آ جایا کرتی ہے۔

علاج

اگر کسی سوزش ناک چیز کھانے سے ورم ہو گا تو مریض کہے گا کہ فلاں چیز کھانے کے فوراً بعد درد ہونے لگا ہے۔ اگر مریض کسی ایسی چیز کا نام نہ بتا سکتا ہو تو کیمیائی امتحان کیا جا سکتا ہے۔ کیمیائی امتحان میں الکلی، ترشی اور سالٹ یعنی نمک میں جو چیز واضح ہو اس کو ختم کرنے کے لیے اس کی ضدی اشیاء استعمال کرائیں۔

اگر آہستہ آہستہ سوزش ہو کر درد ہونے لگا ہو اور مزمن صورت اختیار کر چکا ہو تو مریض کا قارورہ اور نبض دیکھ کر مرض کا تعین کر لیں۔

اگر مریض کا قارورہ سفید ہو گا تو اعصابی سوزش ہو گی۔ اگر سرخ ہو گا تو عضلاتی سوزش ہو گی۔ اگر اعصابی سوزش معلوم ہو تو عضلاتی ادویہ اور اغذیہ کا استعمال کرائیں۔ اس کے لئے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی نسخہ جات خصوصاً قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے مجربات بے حد مفید ہیں۔ اگر عضلاتی سوزش سے ورم، درد یا پھنسیاں ہوں تو تمام عضلاتی غدی سے غدی عضلاتی نسخہ جات خصوصاً قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے مجربات بے حد فائدہ مند ہیں۔

ان کے علاوہ حب صابر اور حب مقوی خاص خصوصیت سے مفید ہیں۔

نوٹ

اگر اعصابی سوزش سے ورم اور درد ہو تو پیٹ پر السی کے تیل سے حلوہ تیار کر کے پیٹ پر باندھیں۔

اگر عضلاتی سوزش سے ورم اور درد ہو تو میتھی اور رائی کا نمکین حلوہ تیار کر کے پیٹ پر باندھیں۔ انشاءاللہ فوراً فائدہ ہو گا۔

اختلاج معدہ، تشنج معدہ، انقلاب معدہ، ہچکی

تعارف و ماہیت۔ مندرجہ بالا تمام علامات معدہ کے عضلات کی تحریک کی مختلف علامات ہیں۔ چونکہ معدہ کے عضلاتی حصے حرکتی اعضاء میں شامل ہیں۔ لہذا جب ان میں ضرورت سے زیادہ تیزی آتی ہے تو یہ معمول سے زیادہ حرکت کرنے لگتے ہیں جو تحریک اور اسباب کی کمی بیشی کے تحت مختلف صورتوں میں اپنی بے چینی کا اظہار کرتے ہیں۔

انقلاب معدہ

مریض کو کوئی شے بھی ہضم نہیں ہوتی بلکہ کھانے یا پینے کے فوراً بعد قے کے ذریعے نکل جاتی ہے۔ اس صورت کو انقلاب معدہ کہتے ہیں یعنی معدہ ہر شے کو منقلب یا واپس کر دیتا ہے۔ اگر معدہ میں ریاح کا اخراج رک جائے تو اس میں سوزش ہو جاتی ہے جس سے اس میں ٹھہر ٹھہر کر حرکت یا تشنج ہونے لگتا ہے۔ ابتداء میں جو حرکت پیدا ہوتی ہے اسے ہچکی کا نام دیتے ہیں۔ اگر یہی صورت چند دن قائم رہے تو معدہ سوزش ناک ہو جاتا ہے جس میں ہچکی کے ساتھ درد بھی ہونے لگتا ہے۔ اسے متقدمین اطباء تشنج معدہ کا نام دیتے ہیں۔

حرکت کیا ہے؟

کسی شے پر ارادی یا غیر ارادی طور پر قوت اور طاقت کے اثر انداز ہونے سے جو جنبش پیدا ہوتی ہے اسے حرکت کہتے ہیں۔

قوت حرکت اور اعضاء

چونکہ بغیر قوت کے حرکت پیدا نہیں ہو سکتی اور قوت بغیر اعضاء کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ قوت برائے حرکت ہمارے جسم کے کن اعضاء میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کے نام کیا ہیں؟

جاننا چاہیے کہ ہمارے جسم کے اندر حرکتی اعضاء قلب اور عضلات ہیں۔ قدرت الٰہی نے ہمارے جسم کو محرک رکھنے کے لئے قلب اور عضلات کو ہر وقت حرکت نہیں رکھا ہوا ہے جو ضرورت کے مطابق ارادی اور غیر ارادی حرکات کر رہا ہے۔ جو حرکات ہمارے کنٹرول اور ارادے سے ہوتی ہیں انہیں ارادی عضلات حرکت کراتے ہیں اور جو حرکات ہمارے کنٹرول اور ارادے میں نہیں ہیں مثلاً پھیپھڑوں میں پھیلنے اور سکڑنے کی حرکات، معدہ کی حرکات دوریہ، امعاء کی حرکات دوریہ وغیرہ انہیں غیر ارادی عضلات سر انجام دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو غیر ارادی حرکات ہمارے جسم میں پیدا ہوتی ہیں مثلاً سر کا ہلنا، ہاتھ پاؤں کا رعشہ، کسی عضو میں تشنج یا کڑل پڑنا، ہچکی، اختلاج معدہ وغیرہ۔ سب کی سب غیر ارادی عضلات کی پیدا کردہ علامات ہیں۔

علاج

یاد رکھیں کہ قانون مفرد اعضاء کے تحت ارادی عضلات کا مزاج عضلاتی اعصابی ہے اور غیر ارادی عضلات کا مزاج عضلاتی غدی ہے۔ لہذا ہر قسم کی غیر ارادی حرکات کا علاج قلب اور عضلات کی سوزش کو رفع کرنا ہے۔ اگر جسم کی حرارت بہت کم معلوم ہو جس سے مرض مزمن صورت اختیار کر چکا ہو تو پہلے حرارت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو عضلاتی غدی اور غدی عضلاتی ادویہ سے ہی ہو گی جوں ہی حرارت پیدا ہو کر کنٹرول ہو گی اور غیر ارادی حرکات ختم ہو جائیں گی، رعشہ وغیرہ یا ہچکی یا تشنج وغیرہ غائب ہو جائیں گے۔

اس کے برعکس اگر عضلاتی سوزش شدید ہو جس سے مریض کے تلف ہونے کا خطرہ ہو مرض چند گھنٹوں یا دنوں میں ظاہر ہوا ہو تو مندرجہ بالا تحریک کی ادویہ اور اغذیہ مت دیں ورنہ سوزش بڑھ کر موت واقع ہونے کا خطرہ ہے۔

ایسی صورت میں مریض کو غدی اعصابی سے اعصابی غدی ادویہ ضرورت کے مطابق دیں۔ اگر مسکنات و مخدرات دینے کی ضرورت ہو تو ضرور دیں تا کہ عضلات میں فوری طور پر سکون ہو کر مرض کی شدت کم ہو جائے۔

چونکہ ہچکی، اختلاج معدہ اور تشنج معدہ وغیرہ معدہ کی عضلاتی سوزش کا ہی نتیجہ ہیں۔ لہذا ان کے لئے ایک ہی قسم کے نسخہ جات موثر ہوں گے۔ سب سے پہلے مریض کے پیٹ کو آب گرم سے سینک دیں۔ اگر مریض معدہ میں بوجھ محسوس کرتا ہو تو اسے قے کرا دیں۔ اگر تکلیف رک جائے تو بہتر ورنہ پیٹ پر رائی یا تارا میرا کا لیپ کر دیں۔ فوراً درد تشنج اور ہچکی رک جائیں گی۔

اگر شدید تشنج یا ہچکی ہو تو ایک تولہ گل سرخ، سونف والے پانی میں ڈال کر پلائیں۔ چند منٹ کے اندر ہچکی یا تشنج بند ہوں گے۔ مجرب ہے۔ اگر عرق گلاب پلاتے رہیں تو بھی ہچکی بند ہو جاتی ہے۔ دودھ گھی پلانا بھی مجرب ہے۔ حلوہ بادام یا بالائی کھلانے سے بھی فوراً آرام آ جاتا ہے۔

یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ سونٹھ، زیرہ سفید، نوشادر ٹھیکری ہر ایک ہم وزن لے کر سفوف تیار کر لیں۔

ترکیب استعمال۔ ایک ماشہ سفوف زیرہ سفید چھ ماشہ اور سونف چھ ماشہ کے قہوہ سے کھلائیں۔ اگر تشنج یا ہچکی کی شدت ہو تو ہر بیس منٹ بعد دیں۔ ورنہ ہر تین گھنٹے بعد دیں۔

قے الدم یعنی خونی قے

انسانی جسم کے کسی بھی حصے سے خون یا رطوبات کا اخراج ہو تو یہ دونوں صورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جب خون کا اخراج ہو گا تو رطوبات بند ہوں گی اور جسم میں پوری طرح خشکی ہو گی اور جب رطوبت کا اخراج ہو گا تو خون کا اخراج بند ہو گا اور جسم میں رطوبات کی کثرت ہو گی۔ اس اصول اور کلیہ کو ذہن نشین کر لینے کے بعد ہر قسم کے اخراج خون اور رطوبات کی زیادتی کا اخراج آسانی سے روکا جا سکتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء کے تحت تحقیق یہ ہے کہ جب خون کا اخراج ہوتا ہے تو اس وقت عضلاتی تحریک یا سوزش ہوتی ہے جس کی دو صورتیں ہیں۔ جب معمولی اور برائے نام خون آئے تو عضلاتی اعصابی تحریک ہوتی ہے اور جب جریان خون بھر پور ہو چاہے حیض کثرت سے آئے، چاہے بول الدم، چاہے قے الدم یعنی خونی قے اس وقت عضلاتی غدی تحریک ہوتی ہے اور جب درد کے ساتھ خون کا اخراج ہو چاہے پاخانہ میں یا چاہے پیشاب میں اور چاہے حیض کی صورت میں تو غدی تحریک ہوتی ہے۔

اخراج خون کے علاج میں غلطیاں

چونکہ بعض معالجین خون کے اخراج اور بندش کے اصول کو اچھی طرح نہیں جانتے اور نہ ہی انہیں طالب علمی کے وقت پڑھایا جاتا ہے۔ لہذا وہ اٹکل پچو سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ اخراج خون کو روکنے کے لئے کبھی حابسات کا استعمال کرتے ہیں تو کبھی ٹھنڈی اور سرد اشیاء۔ فرنگی ڈاکٹر بھی کیلشیم اور فیرم کے مرکبات کھلاتے ہیں اگر ان سے کام نہیں چلتا تو وٹامن کے وغیرہ استعمال کراتے ہیں۔

بعض اوقات ان سے عارضی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن نتیجہ نقصان ہوتا ہے۔ بعض کم علم اطباء جریان خون کو گرمی کی زیادتی خیال کرتے ہوئے سرد خشک ادویہ استعمال کراتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ خشکی کی شدت پہلے ہی ہوتی ہے جس سے جسم پھٹنا شروع ہو چکا ہوتا ہے۔

معالجین قانون مفرد اعضاء ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے جسم میں خود بخود زخم بالکل اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح کسی جگہ کا پانی جب خشک ہو جاتا ہے تو وہ زمین پھٹ جاتی ہے یعنی اس میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ انہیں زمین کے زخم کہہ سکتے ہیں۔ جس شخص میں خشکی کی زیادتی یا رطوبت کی کمی ہو گی اس کے جسم میں بھی کسی نہ کسی جگہ خود بخود زخم ہو کر جریان خون ہو جاتا ہے۔

جو حکماء خشک اشیاء زیادہ سے زیادہ کھلاتے ہیں وہ حقیقت میں مرض میں اضافہ کرتے ہیں کیونکہ اخراج خون کے مرض میں کون کبھی بھی ان اشیاء سے بند نہیں ہوا کرتا۔

علاج کثرت اخراج خون

یاد رکھیں کہ کثرت اخراج خون کا علاج محلات سے کرنا چاہیے یعنی غدی اعصابی ادویہ سے علاج کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ یہ محلل عضلات ہیں۔

رہبر نظریہ مفرد اعضاء اور قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے تمام غدی اعصابی سے اعصابی غدی نسخہ جات اخراج خون بند کرنے کے لئے بہترین نسخے ہیں۔ یہ نسخہ بھی مفید ہے۔

ھو الشافی۔ زیرہ سفید، بادیان، ہلدی ہر ایک ہم وزن لے کر سفوف بنا لیں۔ دو ماشہ خوراک ہر تین گھنٹے بعد ہمراہ تازہ پانی یا دودھ گھی سے پلائیں۔

علاج کمی خون

جب خون کم مقدار میں آتا ہے تو چونکہ اس وقت غدی تحریک اور سوزش ہوتی ہے۔ لہذا اس کے علاج کے لئے اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی ادویہ تریاق کا کام دیتی ہیں۔

ھو الشافی۔ سمندر جھاگ چار تولے، زیرہ سفید تین تولے، الائچی خورد ایک تولہ۔

مقدار خوراک۔ تین ماشہ ہمراہ تازہ پانی یا کچی لسی سے دیں۔

خطرناک امراض معدہ

نام اردو سرطان معدہ، طبی نام سوزش، السر کینسر معدہ، ڈاکٹری نام کینسر آف دی سٹامک۔

مندرجہ بالا تینوں علامات چونکہ معدہ میں بھی پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ انہیں عرف عام میں سوزش معدہ، السر معدہ اور کینسر معدہ یعنی سرطان معدہ وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

عام طور پر ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تینوں علامات کی ماہیت حقیقت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ علاج میں بھی حقیقت کو مد نظر رکھا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تینوں ماہیت کے لحاظ سے ایک ہی حالت کے تین نام ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ

سوزش سب سے کمزور اور ابتدائی حالت کا نام ہے۔ جب سوزش میں شدت پیدا ہو جائے اور علاج نہ ہونے کی وجہ سے مزمن صورت اختیار کر لے تو السر کہلاتی ہے۔ جب السر بگڑ جائے اور شدت اختیار کر جائے حتیٰ کہ اس میں شدید اور ناقابل برداشت درد ہونے لگے تو یہی السر اب کینسر کا نام پاتا ہے۔

ایک اور حقیقت اور راز کا افشا

عام طور پر السر اور کینسر کے جو مریض آتے ہیں وہ معدہ کے عضلات کی سوزش میں مبتلا ہوتے ہیں جو معدہ کا اصلی کینسر اور سرطان کہلاتا ہے لیکن چونکہ سوزش معدہ کے اعصاب اور غدود میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر علاج پذیر نہ ہو تو مزمن صورت اختیار کر کے یہی کینسر اور السر کا نام پاتی ہے۔ لہذا طبیب اور حکیم کے لئے ضروری ہے کہ سوزش معدہ، السر اور کینسر معدہ کی تشخیص کرتے وقت یہ ضرور معلوم کریں کہ مریض کے معدہ اور امعاء میں اعصابی سوزش سے السر اور کینسر کی صورت پیدا ہوئی ہے یا معدہ کے غدد اور عضلات سوزش ناک ہو کر یہ طوفان برپا کر رہے ہیں۔

سرطان اور کینسر کی حقیقت اور ماہیت

السر اور کینسر کی حقیقت اور ماہیت بیان کرنے سے پہلے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ سوزش جو السر اور کینسر کی ابتدائی صورت ہے اس کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے؟ اسے بیان کیا جائے۔ اگر قارئین سوزش کی ماہیت اور حقیقت کی انتہائی گہرائی اور دقیق تشریح اور توضیح پڑھنا چاہتے ہیں تو استاد صابر ملتانیؒ صاحب کی شہرہ آفاق کتاب تحقیقات سوزش اور اورام کا مطالعہ کریں۔ اس میں ہر مرض کی ابتدا اور انتہا کی حقیقت تفصیلاً درج کی گئی ہے۔

میں بھی یہاں سوزش کی ماہیت اور حقیقت استاد صاحب کے الفاظ سے مختصر طور پر تحریر کر رہا ہوں جسے ذہن نشین کر کے آپ سوزش کی ماہیت اور حقیقت سے ضرور آشنا ہو جائیں گے اور حیران ہوں گے کہ تشخیص امراض اور علاج الامراض میں اس کی کتنی اہمیت اور ضرورت ہے۔

تحقیقات سوزش

سوزش کی تعریف

جسم کے کسی حصے میں جلن یا خراش پیدا ہو جائے جس کا طبی نام التہاب ہے اور انگریزی میں اس کو اری ٹیشن (irritation) کہتے ہیں۔

فرنگی طب یعنی ڈاکٹروں کی غلط فہمی

فرنگی طبی کتب میں سوزش کو اریٹیشن (irritation) کی بجائے انفلے میشن (inflammation) یعنی ورم لکھا ہے۔ یہ غلط ہے۔ انفلے میشن ورم کو کہتے ہیں جو اری ٹیشن یعنی التہاب کی انتہائی صورت ہے۔ سوزش سے جب ورم بنتا ہے تو کئی قسم کی نسیجی، عضوی اور کیمیاوی تبدیلیاں عمل میں آتی ہیں۔

جاننا چاہیے کہ التہاب (سوزش) ورم کے مترادف نہیں ہے۔ ورم میں ابھار یعنی سویلنگ (swelling) ضروری ہے اور سوزش میں بجائے ابھار کے انقباض ہوتا ہے۔ پھر ہر ورم التہابی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر التہاب میں ورم ہوتا ہے۔ البتہ جب ورم التہاب کی وجہ سے پیدا ہو تو ایسی صورت میں اس کو التہابی ورم کہہ سکتے ہیں بلکہ صرف ورم کہنا ہی کافی ہے کیونکہ تھوج بالکل جدا قسم کے ابھار ہیں جو ورم کی تعریف میں نہیں آ سکتے۔

سوزش کی وضاحت

سوزش (التہاب) ظاہر میں جسم کے کسی حصے میں کسی مہیج اور خراش کنندہ سے جلن اور خراش پیدا ہو جاتی ہے لیکن در حقیقت کسی عضو کی زندہ ساخت پر مہیج اور خراش کنندہ شے کے خلاف قوت مدبرہ بدن کی ایک منظم اور مرتب مدافعانہ تعبیر ہے تا کہ اس شے کے مضر اثرات کو وہیں ختم کر دیا جائے اور وہ پنپنے نہ پائے اور باقی جسم محفوظ رہے۔

سوزش کی اہمیت

سوزش کی اہمیت تین صورتوں میں مسلمہ حقیقت بن گئی ہے۔

1۔ اس کی حقیقت کا جاننا جس کا تعلق مرضی کی ماہیت کے ساتھ ہے۔

2۔ اس کا علم رکھنا۔ اس کا تعلق معالج کے ساتھ ہے۔

3۔ اس کی وسعت کا جاننا۔ اس کا تعلق فن کے ساتھ ہے۔

جب تک سوزش کی حقیقت اور ماہیت کا پتہ نہ چل جائے علم الامراض پر عبور حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر معالج اس علم سے نا واقف ہے تو وہ صرف دوا فروش ہے اور اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ ایک مشہور، ماہر اور بلند پایہ سرجن پروفیسر راتھر فورڈ ماریسن کا قول ہے کہ جس معالج نے التہاب کو اچھی طرح سمجھ لیا وہ دو تہائی جراحت کا ایک بن گیا۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جو معالج سوزش کو پوری طرح سمجھ کر اس پر عبور حاصل کر لے اس نے تین چوتھائی علم العلاج اور جراحت پر دسترس حاصل کر لی ہے۔

یہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سوزش زبردست مضر اور عضو کو تباہ کرنے والی ہے مگر ہو اہل فن حقیقت شناس ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سوزش جسم کے لئے کس قدر رحمت اور امراض کے علاج میں اپنے اندر کس قدر شفائی طاقت رکھتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح دن بذات خود انسانی جسم کے لئے ایک نعت ہے۔

اگر چہ ظاہر میں ہر مرض ایک تکلیف اور دکھ کا احساس ہے لیکن

1۔ سوزش زہر کو جسم میں پھیل جانے سے روکتی ہے اور جس مقام پر سوزش ہوئی ہے اس کو اسی مقام تک محدود رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

2۔ اس مقام پر بھی طبیعت مدبرہ بدن کی مدد سے بغیر دوا کے اس کو آرام دینے کی کوشش کرتی ہے اور جب خون میں قوت مقابلہ امیونیٹی (immunity) کم ہو جاتی ہے تو وہ اصلاح سے عاجز ہو جاتی ہے۔

3۔ جب کسی مقام پر سوزش ہوتی ہے تو وہ سوزش جسم کی پہلی سوزش یا تکلیف دہ علامت کو دفع کر دیتی ہے۔

4۔ اگر کسی حصہ جسم میں کسی قسم کا مرض ہو اور اس کا علاج ممکن نہ ہو تو اس عضو کی مناسبت سے جسم کے کسی ایسے مقام پر سوزش پیدا کر دی جائے تو اس عسر العلاج مرض سے کلی شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً صرع میں بائیں ٹانگ پر سوزش پیدا کرنے سے شفا کلی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح پیٹ میں درد ہو تو پیٹ کے اوپر رائی کا پلستر لگا کر سوزش پیدا کر دینے سے درد شکم رفع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باری کے بخار میں پیٹ پر یا ہاتھ پاؤں یا ماتھے پر سوزش پیدا کر دینے سے باری کا بخار ختم ہو جاتا ہے۔ اس طریق علاج کو امالہ بھی کہتے ہیں۔ اس سے طبیعت کی توجہ دوسری طرف ہو جاتی ہے اور نظام مرض پر دوران خون کی پوری شدت ہو جاتی ہے اور مرض رفع ہو جاتا ہے۔ گویا طبیعت کی معاونت ہو جاتی ہے۔

علاج بالامالہ کوئی نیا طریق علاج نہیں ہے۔ زمانہ قدیم سے یونانی طب میں چلا آتا ہے مگر اس کی حقیقت اور اس کے اصول علاج سے شاید دنیا میں ایک شخص بھی واقف نہ ہو۔ جناب استاد الاطباء حکیم احمد الدین صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسی کی اہمیت کی طرف نہ صرف اشارات کیے بلکہ اس پر بہت تاکید کی تھی لیکن سچ یہ ہے کہ وہ اس کی افادیت سے ضرور واقف تھے مگر اس کی ماہیت، حقیقت اور اصول علاج سے واقف نہ تھے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس پر پوری روشنی ڈالیں گے۔ فصد، حجامت، پچھنے، سنگیاں کھچوانا، مالش، ٹکور، پلستر، حمام، پاشویا وغیرہ اس کی مختلف تدبیریں ہیں۔ میری ذاتی رائے میں اسلام نے جو وضو کی تعلیم دی وہ بھی علاج بالامالہ میں داخل ہے۔

سوزش کی ماہیت

سوزش کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے نسیجی، عضوی اور کیمیاوی تبدیلیوں کا جاننا نہایت اہم ہے جو انسانی جسم میں رونما ہوتی ہیں۔ سوزش کو پوری طرح ذہن نشین کرنے کے لئے اس کی ماہیت کا جاننا نہایت اہم ہے۔ جب تک سوزش کی ماہیت کا پورا علم ہو اس وقت تک سوزش

کی حقیقت سے معالج بے خبر رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ علاج میں پوری دسترس پیدا نہیں ہو سکتی۔ خاص طور پر سوزش کی ابتدائی حالت، انتہائی حالت اور پرانی حالت میں تمیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ امتیاز اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ سوزش سے پیدا ہونے والی نسیجی، عضوی اور کیمیاوی تبدیلیوں کا پورا پورا علم ہو۔ یہ تبدیلیاں گویا علامات ہیں جو دوران مرض یا کسی بڑی علامت میں رونما ہوتی ہیں۔

جب کوئی مہیج (خراش کنندہ) سوزش کا باعث ہوتا ہے تو بیک وقت تمام جسم میں تین قسم کی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اول نسیجی، دوسرے کیمیاوی اور تیسرے عضوی اور تینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگرچہ تبدیلیوں کی ابتدا تو کسی ایک مہیج میں شروع ہوتی ہے لیکن فوراً ہی کیمیاوی اور عضوی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں یا اس کے برعکس یوں سمجھ لیں کہ ہر عضو نسیجی بافتوں سے مرکب ہے اور ان کی غذا کے لئے خون کی نالیاں لگی ہوئی ہیں جن میں کیمیاوی تبدیلیاں کچھ نالیوں کے اندر اور کچھ نالیوں کے باہر رونما ہوتی ہیں۔ یہ تینوں تبدیلیاں آپس میں ایسی لازم و ملزوم اور خود کار (آٹو میٹک) ہیں گویا یہ تمام قسم کی تبدیلیاں جدا جدا معلوم نہیں ہوتیں لیکن دراصل یہ الگ الگ ہیں۔

فرنگی ڈاکٹروں کی غلط فہمی

سوزش سے جو تبدیلیاں جسم میں پیدا ہوتی ہیں، فرنگی ڈاکٹروں نے ان کے سمجھنے میں بے حد غلطیاں کی ہیں اور ایسے غلط انداز میں سمجھا ہے کہ سوزش کی ماہیت اور حقیقت کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کا علم پوری طرح ان کو حاصل نہیں ہے۔ فرنگی ڈاکٹروں کی کتب میں اول سوزش اور ورم میں تفریق نہیں کی جاتی۔ گویا ایک طالب علم جو سوزش کو سمجھنا چاہتا ہے وہ ورم میں الجھ جاتا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کالج کے پروفیسر اس کی پوری تشریح، وضاحت اور فرق بیان نہیں کر سکتے تو بے چارے طالب علم کیسے پورے طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے جہاں پر سوزش اور ورم میں پیدا شدہ تبدیلیوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں پر زیادہ سے زیادہ اس مقام یا عضو میں پیدا ہونے والے انقباض اور انبساط خون کی کمی بیشی اور بافت اور لطف اور رطوبات کی کمی بیشی، سفید اور سرخ ذرات کی کثرت اور قلت اور اخراج و بندش وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ حیوانی ذرہ (سیل) میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں؟ کیسے پیدا ہوتی ہیں؟ حیوانی ذرات کی بافتوں یعنی انسجہ کا مختلف اعضاء کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ اسی طرح انسجہ، اعضاء اور دوران خون کا باہمی تعلق کیا ہے اور مرض کی حالت میں اس باہمی تعلق میں کیا نقائص رونما ہو جاتے ہیں۔ جب تک صحت کی حالت کا پورا نقشہ ذہن میں نہ ہو تو مرض کی حالت میں جو تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں ان کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟

کیسہ اور عضو کا فرق

سوزش کو سمجھنے کے لئے ایک نہایت اہم رمز یہ ہے کہ حیوانی ذرہ (کیسہ) کے افعال اور عضو کے افعال میں مماثلت اور ان کے افعال میں جو اختلاف ہے ان کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اعضاء کے افعال اپنے انسجی (ٹشوز) کے ماتحت ہیں یا ان سے جدا ہیں۔ ان تمام اہم باتوں کا فرنگی طب (ڈاکٹری) اول تو علم ہی نہیں رکھتی۔ ان کی کتب میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اگر کسی قسم کا علم پایا جاتا ہے تو وہ غلط، بے معنی اور ناکارہ ہے۔ جب یک کیسہ کے افعال کو عضو کے افعال کے

ساتھ تطابق نہیں دیا جائے گا اس وقت تک سوزش تو رہی ایک طرف دیگر امراض کی ماہیت بھی پورے طور پر سامنے نہیں آ سکتی کیونکہ کیسہ انسانی جسم میں ایک ابتدائی زندگی (فرسٹ یونٹ) ہے اور یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ اس میں زندگی ہے۔ اس کے افعال ہیں۔ اس میں نشو نما ہے۔ اس میں تولید ہے اور اس میں موت بھی واقع ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ وہ غذا لیتے ہیں۔ اپنی غذا کے فضلات کو صاف کرتے ہیں اور باقاعدہ سانس لیتے ہیں۔ گویا ان کا تغذیہ، تصفیہ اور تسنیم بالکل ایسے ہے جیسے انسانی جسم کا ہے۔ جو مرکب اعضاء ان سے بنتے ہیں۔ مرکب اعضاء مفرد اعضاء سے ترتیب پائے ہوئے ہیں۔ مفرد اعضاء کی بناوٹ انسجہ (ٹشوز) سے ہے اور انسجہ حیوانی ذرات (کیسہ جات) سے ترتیب پاتے ہیں۔ ایک طرف حیوانی ذرے میں بھی یہ سب کچھ نظر آتا ہے تو باقی درمیانی کڑیوں کو کیوں نظر انداز کر دیا جائے اور پھر ان کے باہمی تعلق کو کیوں نہ سمجھا جائے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان سب کے افعال کو بالمقابل سمجھا جائے۔ اگر کیسہ اور انسانی زندگی کے افعال میں تطابق پایا جاتا ہے تو کیسہ کو جو انسان کی ابتدائی ترکیب (فرسٹ یونٹ) ہے اس کو سامنے رکھ کر صحت اور مرض کا تعین کیا جائے اور ان سے اعضاء کے افعال پر جو اثر پڑتا ہے اس کو ذہن نشین کیا جائے۔

فرنگی طب کی علمی کم مائیگی

فرنگی طب کو اپنی طبی سائنس (میڈیکل سائنس) پر بہت ناز ہے لیکن جب ایک محقق ان کی بے علمی اور جہالت کو دیکھتا ہے تو ان کی فاش غلطیوں کے ساتھ ساتھ ان کی بے علمی اور جہالت کو دیکھ کر افسوس کرتا ہے کہ ایک طرف اپنی سائنس کے اتنے لمبے چوڑے دعوے اور دوسری طرف اندر سے یہ کھوکھلا پن۔ ایک طرف یہ شورا شوری اور دوسری طرف یہ بے نمکی۔ جب کسی فرنگی ڈاکٹر سے پوچھا جائے کہ یہ کیا بات ہے تو شرم سے گردن جھکا کر آئیں بائیں اور شائیں کرنے لگتے ہیں۔

ماہیت امراض کے سمجھنے میں بھی ان کے ہاں بے حد غلطیاں ہیں۔ بے علمی اور حقیقت سے ناواقفیت کے بے شمار نمونے نظر آتے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ غلطی بھی معاف نہیں کریں گے۔ بال کی کھال نکالیں گے اور اندی کی چندی کر دیں گے۔ امراض کا تعین اس وقت تک جس طرح کیا گیا ہے وہ فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کی بے علمی (ان سائنٹیفک) اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ ایک طرف تو انسانی جسم کی تشریح اور افعال کو کیسہ تک بیان کر دیا ہے۔ گھر دوسری طرف امراض کا تعین کرنے وقت صرف مرکب اعضاء کو سامنے رکھا گیا ہے۔ مثلاً اگر معدے اور امعاء میں خرابی ہو یا مثانہ اور سینہ میں نقص ہو تو معدہ و امعاء اور مثانہ و سینہ کی مناسبت سے امراض کا تعین کیا گیا ہے اور اسی نسبت سے نام رکھنے گئے ہیں۔ جیسے درد معدہ، ورم امعاء، سوزش مثانہ اور سینہ کی جلن وغیرہ۔ حالانکہ معدہ و امعاء اور مثانہ و سینہ اور دیگر تمام اسی قسم کے اعضاء مفرد اعضاء سے مرکب ہیں۔ یعنی وہ تمام اعصاب و غدد اور عضلات سے مرکب ہیں اور یہ مفرد اعضاء سب کے سب مختلف اقسام کی بافتوں (ٹشوز) اور کیسوں (سیلز) سے ترتیب پا کر ترکیب پاتے ہیں اور ہر مفرد عضو کے افعال دوسرے عضو سے اسی طرح مختلف ہیں جس طرح ان کے کیسے (سیلز) الگ الگ ہیں۔ ایک وقت میں ان میں سے کسی ایک میں تحریک یا سوزش ہوتی ہے۔ سب میں بیک وقت نہ تحریک ہوتی ہے اور نہ سوزش اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان سب

کے افعال میں افراط و تفریط یا ضعف بیک وقت ایک ہی جیسا نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر معدہ کے عضلات میں سوزش ہو گی تو معدہ کے اعصاب و غدد میں اس وقت سوزش نہیں ہو گی لیکن فرنگی طب معدہ اور دیگر ترکیب اعضاء میں سے کسی ایک میں اگر سوزش تسلیم کرے گی تو اس کے تمام مفرد اعضاء میں بیک وقت تسلیم کرے گی جو قطعاً ناممکن ہے۔ جس کے ثبوت میں ہم ان کے غلط تجربات کی تفصیل بیان کریں گے جو انہوں نے مینڈکوں پر کیے ہیں اور غلط نتائج حاصل کیے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا تعین امراض صحیح ہے اور سوزش وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا ان کے تجربات درست ہیں یا ان کی تحقیقات فطرت کے مطابق اور علمی (سائنٹیفک) ہیں۔

فرنگی طب کے غلط تجربات

فرنگی طب میں سوزش کی ماہیت (پیتھالوجی) بیان کرنے میں بالکل اندھے پن سے کام لیا گیا ہے۔ وہاں نسیجی تبدیلیوں، کیمیاوی اثرات اور اعضاء کے افعال کو ان کی اپنی حیثیت سے جدا جدا کر کے بیان نہیں کیا گیا بلکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کیسہ (سیل) سے شروع کیا جاتا کہ وہ بذات خود ایک حیوانی ذرہ ہے۔ اس میں احساس ہے۔ غذائی نظام ہے اور قوت و ضعف کے اثرات کے ساتھ ساتھ زندگی اور موت کی صورتیں بھی نظر آتی ہیں۔ اس کی زندگی اور افعال کو اول اس کی ذاتی نسیجی بافت اور پھر اسی بافت سے بنے ہوئے مفرد عضو کو سامنے رکھا جاتا اور پھر کیسہ سے لے کر مفرد عضو تک کی تبدیلیوں کی مناسبت اور فرق کو بیان کیا جاتا۔ پھر جو امراض یا علامات کی صورتیں پیدا ہوتیں ان کو بیان کیا جاتا مگر فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس کا پورا علم ان باتوں سے خالی ہے جس کے ثبوت میں ہم ان کی کتب پیش کر سکتے ہیں۔

سوزش سے متعلق فرنگی طب کے غلط تجربات

فرنگی طب میں سوزش کو سمجھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ خورد بین کے نیچے کسی سوزش ناک مقام کو رکھا جاتا ہے اور اس میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کو نوٹ کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے زیادہ تر مینڈک سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً مینڈک کے پنجے کو پھیلا کر اس پر کوئی بیرونی محرک لگا کر پہلے سوزش پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان تبدیلیوں کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن تبدیلیوں کا پورا علم اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ پہلے بغیر سوزش کے تندرست مقام کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ غرض اس کی تبدیلیوں میں خون کی کمی بیشی، رفتار میں تیزی اور سستی، سرخ اور سفید دانوں کا خون کی رو میں بہنا اور الگ ہونا۔ خون کی نالیوں کا سکڑنا اور پھیلنا، کیسہ اور نسیج کی اندرونی اور بیرونی تبدیلیاں، وہاں پر لطف اور رطوبات کا گرنا۔ اس میں انقباض اور انبساط کا پیدا ہونا۔ ان کا بڑھنا اور زندگی کے اثرات کا قائم رہنا یا مردہ ہو جانا۔ غرضیکہ تجربات میں اس قسم کے نتائج حاصل کیے جاتے ہیں مگر یہ طریقہ کار غلط ہے کیونکہ اس صورت میں اول ٹشوز کا تعین نہیں کیا جاتا کہ ایک تجربہ کرنے والا کسی قسم کی بافت (ٹشو) پر تجربات کر رہا ہے وہ بافت عصبی ہے یا عضلاتی یا کوئی اور ہے اور ہر ایک کا باہمی فرق کیا ہے۔

دوسرے خون کی نالیوں کے پرت بھی مختلف پرتوں سے تیار ہوتے ہیں۔ ان کا انقباض اور انبساط کس بافت سے متعلق ہے اور خون کی رفتار پر تیزی اور سستی کا اثر کس بافت کے انقباض اور انبساط سے پڑتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تجربات سے جو نتائج حاصل کیے گئے ہیں وہ محرک تیزابی اثر رکھتے ہیں یا کھاری اور نمکین اثرات کے حامل ہیں۔ ہر ایک کے تجربات دوسرے سے جدا ہوں گے۔ یہ اور اسی قسم کے اور کئی حقائق ہیں جن کا نہ فرنگی طب کو علم ہے اور نہ کسی قسم کی کتب اور تجربات میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے اور ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے تجربات غلط اصولوں پر مبنی ہیں اور ان کے نتائج بھی صحیح نہیں ہیں۔ طرہ یہ کہ اگر ہم کسی قسم کے جراثیم کو بھی سوزش کا محرک تسلیم کر لیں تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نمونیا (ذات الریہ)، پلورسی (ذات الجنب) اور ٹی بی (سل اور دق) کے جراثیم اپنے اندر مختلف نوعیت رکھتے ہیں یا ان کے اثرات مختلف اقسام کی بافتوں پر ہوتے ہیں یا وہ مختلف مقامات پر اثر انداز ہوتے ہیں یا ان کے زہر بالکل مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ پھر ہر قسم کی سوزش کے ایک ہی جیسے نتائج کیسے ہو سکتے ہیں۔

ہماری مشکلات

ہماری مشکلات میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم کو بیک وقت دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ یعنی رول ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ایک طرف اپنی تحقیقات کو پیش کرنا اور دوسری طرف فرنگی طب کی غلطیوں اور خرابیوں کو راستے میں سے دور کرنا تاکہ جہاں پر اہل علم اور صاحب فن ہماری تحقیقات سے مستفید ہوں وہاں پر وہ فرنگی طب کی غیر علمی معلومات سے بھی آگاہ ہوتے رہیں تاکہ صحیح علم اور فن حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فرنگی طب کی وجہ ان کے اندر جو احساس کمتری پیدا ہو گیا ہے وہ بھی دور ہوتا رہے۔

ان دو گنا مشکلات کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمارے حکماء اور اطباء کا اکثر طبقہ علمی تحقیقات سے مناسبت نہیں رکھتا۔ اس کو نہ فن عزیز ہے اور نہ ملک اور قوم کی برتری کا جذبہ ہے۔ خودی، خود داری اور خود اعتمادی کے اسرار و رموز سے بہت دور ہے۔ وہ پیٹ کا بندہ ہے۔ جائز اور نا جائز دولت چاہتا ہے۔ چاہے وہ ملکی ادویات کو فروخت کر کے ملے چاہے وہ فرنگی ادویات فروخت کرنے سے حاصل ہو۔ اکثر صرف اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ کیوں ان کے غلط طریقہ کار سے ان کو روکا جاتا ہے جس سے انہوں نے بڑی بڑی دولت کمائی ہے اور لاکھوں روپیہ جمع کر لیا ہے لیکن ہمیں کسی دولت مند اور دشمن فن کی پروا نہیں ہے۔ ہم نے صرف اپنا کام جاری رکھا ہے بلکہ ہم ایسے غلط قسم کے بے غیرت اور زر پرست لوگوں کو چیلنج کرتے رہیں گے اور ان کو ننگا کر کے طبی دنیا میں پیش کرتے رہیں گے تا کہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

سوزش کی حقیقت

جسم کے کسی مقام پر سوزش ہمیشہ تحریک یا جل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ کبھی یہ تحریک اور جلانا خفیف ہوتا ہے اور کبھی شدید ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر قسم تحریک بھی جسم کے اس حصے کو جلانا ہے کیونکہ تحریک کا دوسرا نام رگڑ ہے اور رگڑ سے حرارت پیدا ہوتی ہے جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور جب وہ جسم کی برداشت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس کو جلا دیتی ہے۔ بس اس طرح سوزش پیدا ہو جاتی ہے گویا سوزش حرارت سے جلنے کا نام ہے۔

سوزش سے کیمیاوی تبدیلیاں

جس مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے وہاں پر جلنے سے آکسیجن بھڑک اٹھتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس پیدا ہوتی ہے۔ اگر سوزش خفیف ہوتی ہے تو اس کا اثر اعصاب تک رہتا ہے کیونکہ جسم کی سطح پر اندر باہر پہلے اعصاب استر کیے ہوتے ہیں۔ اس کا رد عمل یہ ہوتا ہے کہ وہاں رطوبت کا ترشح شروع ہو جاتا ہے جس کو لف کہتے ہیں۔ یہ رطوبات متعلقہ غشائے مخاطی سے ترشح پاتی ہیں جس کے ساتھ ساتھ خون کا دباؤ اس طرف بڑھ جاتا ہے اور ترشح میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سوزش کو ختم کر دیتا ہے۔ جس کے ساتھ ہی ترشہ بھی رک جاتا ہے۔ یہ صورت اس وقت عمل میں آتی ہے جب سوزش کے ساتھ جلد بھی زخمی ہو کر کھل جائے لیکن اگر سوزش کے ساتھ جلد زخمی نہ ہو تو وہاں پر چھالے یا دانے پیدا ہو جاتے ہیں اور ان چھالوں اور دانوں میں وہی رطوبت جمع ہو کر سوزش کو رفع کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے اور جب تک سوزش ختم نہ ہو چھالے اور دانے قائم رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات خون میں ایسے سوزشی مادے جن سے اعصاب میں مسلسل یا مستقل طور پر چھالے اور دانے نکلتے رہتے ہیں۔ یہ چھالے اور دانے اکثر سفیدی مائل ہوتے ہیں۔ کبھی ان میں ہلکی زردی بھی پائی جاتی ہے اور بعض اوقات سرخی کی زیادتی ہوتی ہے۔ کیمیاوی طور پر اس رطوبت میں کھاری پن ہوتا ہے۔ اندرونی طور پر جو مادہ یہ سوزش پیدا کرتا ہے وہ آتشکی مادہ ہوتا ہے، چاہے وہ شدید ہو یا خفیف ہو۔

اگر سوزش درمیانے درجے کی ہو تو رطوبت کے ساتھ ملا ہوا خون بھی آ جاتا ہے۔ اس سوزش کا اثر غشائے مخاطی اور غدد تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ اعصاب کے بعد جسم میں غدی اور غشائے نسیج ہوتے ہیں جن کا تعلق جگر اور گردوں سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس صورت میں غدد اور غشا زخمی اور سوزش ناک ہو جاتی ہیں اس لئے رطوبات کا ترشہ پوری طرح قائم نہیں رہتا اور اس میں خون بھی شریک ہو جاتا ہے اور جب تک سوزش قائم رہتی ہے خون کا دباؤ بڑھتا جاتا ہے لیکن اکثر رطوبت ملا خون (کچا لہو) اخراج پاتا ہے۔ جب سوزش ختم ہو جاتی ہے تو رفتہ رفتہ پہلے خون اور پھر رطوبت کا ترشح بند ہو جاتا ہے۔

جب جلد زخمی نہ ہو تو جلد کے نیچے سرخی مائل رطوبت اکٹھی ہو جاتی ہے جو بہت جلد زردی مائل ہو جاتی ہے اور دانے کی بجائے پھوڑے کی صورت نظر آتی ہے اور جب خون میں ایسے سوزشی مادے ہوں جن سے جسم میں ایسی صورت پیدا ہو جائے تو یہ پھوڑے مسلسل اور مستقل طور پر قائم ہو جاتے ہیں۔ اس مادے میں سوزاکی مادے کے اثرات پائے جاتے ہیں جس کو آپ سودا کہہ سکتے ہیں۔ سوزاکی مادہ اور

سوزاک میں صرف یہ فرق ہے کہ سوزاکی مادہ کے اثرات تمام جسم میں پائے جاتے ہیں اور سوزاک کا اثر صرف پیشاب کی نالی میں پایا جاتا ہے لیکن سوزاک اگر دائمی ہو جائے تو اس کا زہریلا مواد تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ یہ مادہ کیمیاوی طور پر اپنے اندر صفراوی کیفیات اور مزاج رکھتا ہے۔ اس میں تیزابی کیفیات اکثر نہیں پائی جاتیں اور اگر کبھی پائی بھی جائیں تو بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہیں۔ مادہ کے شدید اور خفیف ہونے سے ان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

اگر سوزش شدید ہو تو اس کا اثر عضلات تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ اعصاب اور غشا یا غدد کے بعد بعض عضلات کا مقام ہے۔ اس کے رد عمل میں رطوبت کی بجائے خالص خون کا اخراج شروع ہو جاتا ہے۔ رطوبت اس لئے نہیں آتی کہ اس کا نظام باطل ہو چکا ہوتا ہے۔ چونکہ سوزش عضلات میں ہوتی ہے جس سے دل کے فعل میں تیزی ہوتی ہے، اس لئے خون کا دباؤ بے حدث شدید ہو جاتا ہے۔ یہاں پر یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جس مقام سے رطوبت کا اخراج ہو رہا ہو تو وہاں پر خون کا اخراج بند ہوتا ہے۔ جہاں پر خون کا اخراج ہو رہا ہو وہاں پر رطوبت کا اخراج بند ہو جاتا ہے۔ یہی ان دونوں کی زیادتی کا یقینی علاج بھی ہے۔ اسی نظریہ کے تحت فصد اور سینگی کے اعمال کو بھی سمجھ لیں یعنی جسم میں کسی مقام پر اگر رطوبات یا بلغم کا اجتماع ہو تو فصد کرنا اور سینگی کھچوانا افضل ہے۔

اگر عضلاتی سوزش کے بعد جلد زخمی نہ ہو تو خون نیچے اکٹھا ہو کر پھوڑا بن جاتا ہے یا خون میں ایسے شدید مادے ہوں جو عضلات میں اندرونی طور پر سوزش پیدا کریں تو بڑے بڑے پھوڑے (گرٹم) پیدا ہو جاتے ہیں اور جب تک سوزش عضلات ختم نہ ہو تو یہ سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے۔ ان پھوڑوں میں سرخی اور جلن زیادہ ہوتی ہے۔ البتہ جب ان میں پیپ پڑ جاتی ہے تو جلن اور سرخی کم ہو جاتی ہے۔ کیمیاوی طور پر ان پھوڑوں میں تیزابیت پائی جاتی ہے۔ ایسا مادہ جو عضلات میں سوزش پیدا کر دے یہ بواسیری مادہ ہوتا ہے۔

جس کو سائیکوسس کہتے ہیں۔ سائیکوسس مادے میں اور بواسیر میں صرف مقام کا فرق ہے۔ البتہ بواسیر کے مریض کے خون میں رفتہ رفتہ یہ مادہ اکٹھا ہو جاتا ہے یا بواسیری مادے والے انسان کو بھی بواسیر ہو جاتی ہے۔

بواسیری مادے میں اگر حرارت کی کمی واقع ہو جائے تو یہی دقی مادہ بن جاتا ہے۔ ان کی مثال تیزاب گندھک اور تیزاب سرکہ کے فرق سے ہو سکتی ہے۔ دونوں تیزاب ہیں لیکن تیزاب گندھک میں ترشی کے ساتھ حرارت کا بھی اثر ہے۔ اہل علم حضرات اور صاحبان فن ان حقائق پر غور کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سوزش کے مشینی اثرات

جس مقام پر سوزش پیدا ہو جاتی ہے وہاں پر چونکہ دخانی مادہ (کاربانک ایسڈ) کی زیادتی بڑھ جاتی ہے، اس لیے وہاں پر سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سکیڑ کے ساتھ ہی اس عضو کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے اور وہاں پر بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے جس کی زیادتی سے اعصاب پر دباؤ پڑ کر درد شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ سکیڑ کی وجہ سے اس عضو میں خون پورے طور پر دورہ نہیں کر پاتا یا وہاں کی

شرائین اورآوردہ بھی سکڑ جاتی ہیں اس لئے وہاں پر اجتماع خون شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہاں پر سرخی اور ابھار (سوجن) پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب اعصابی سوزش ہو تو نہ سرخی ہوتی ہے اور نہ سوجن ہوتی ہے مگر جب غدی سوزش ہوتی ہے تو اس وقت سوجن تو ہوتی ہے مگر خون کی نہیں ہوتی بلکہ رطوبت کی سوجن ہوتی ہے جس میں سرخی نہیں ہوتی۔

یہ ہے سوزش کی مختصر حقیقت۔ اہل علم اور صاحب فن اس کی تفسیر سمجھ کر بے حد فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس اس علم سے نا واقف ہے۔ اس لئے اس کا علم نا مکمل اور غلط ہے۔ اگر ان میں جرات ہے تو وہ ہمارے اس علم میں اپنی نا مکمل سائنس اور علم سے نکال کر دکھائیں۔ انشا اللہ تعالیٰ اب وقت بھی قریب آ رہا ہے کہ فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس کو غلط اور غیر یقینی قرار دے دیا جائے۔ ہم روز بروز ایسی علمی اور تحقیقی معلومات پیش کریں گے کہ ان کی حقیقت کے سامنے ان کا ٹھہرنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔

سوزش کا اثر

سوزش کی ماہیت، سوزش کی تعریف اور حقیقت عملی و کیمیاوی تبدیلیاں ذہن نشین کر لینے کے بعد اس امر کو بھی سمجھ لیں کہ جسم میں کسی عضو کی زندہ ساخت پر مہیج اور خراش کنندہ سے جو بے چینی یا جلن پیدا ہوتی ہے، اس کے خلاف قوت مدافعت (امیونٹی) یا قوت مدبرہ بدن (وائٹل فورس) کی ایک مدافعانہ خود کار (آٹو میٹک) اور منظم (آرگنائزڈ) تدبیر ہے تا کہ اس کے مضر اثرات کو روکنے کی کوشش کی جائے اور وہ پھیلنے نہ پائے تا کہ باقی جسم محفوظ رہے۔

سمجھنے کی خاص بات تو یہ ہے کہ عضو کے خاص خلیات یا انسجہ میں انقباض اور سکیڑ پیدا ہوتا ہے اور وہاں کے خلیات یا اس عضو کے افعال میں تیزی واقع ہوتی ہے۔ اس عضو یا انسجہ پر پڑی ہوئی رطوبت خشک ہو چکی ہوتی ہے اور قوت مدافعت اس کو پیدا کرنا یا اس مقام پر رطوبت طلبہ یا بلغم کو گوانا چاہتی ہے۔ طبیعت مدبرہ بدن اس کی ضرورت کے تحت دوران خون کو تیز کر دیتی ہے لیکن سکیڑ اور انقباض کی وجہ سے رطوبت کا ترشح کم ہوتا ہے یا نہیں ہوتا لیکن سوزش کی بے چینی اور تکلیف کے مطابق وہاں خون اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔

سوزش سے سکیڑ اور اجتماع خون کیونکر ہوتا ہے؟

یہ قانون فطرت ہے کہ زندگی اور موالید ثلاثہ میں تحلیل صرف حرارت سے ہو سکتی ہے جہاں کہیں سوزش یا رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو حرارت کی کمی اور سردی کی زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ظاہر میں سردی کے اثرات نہ بھی ہوں تاہم اس مقام کے مناسب حرارت میں اس قدر کمی واقع ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے ضروری افعال انجام نہیں دے سکتی۔ اس لئے اس مقام کے مناسب اور ضروری حرارت میں جو کمی واقع ہو گی وہاں پر سردی کے اثر اور دخل کا نتیجہ ہو گا۔

یہ سکیٹر ایک طرف سردی کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسری طرف قانون فطرت کے اس عمل کو پورا کرتا ہے کہ وہاں پر حرارت کی کمی کو پورا کیا جائے یعنی خون کی جو تیزی اس طرف بڑھ جاتی ہے، قوت مدافعت اس کو روک کر اس مقام کو گرم کر کے اس سے تحلیل کا کام لینا چاہتی ہے۔ جب حرارت پورے انداز پر آ جاتی ہے تو رکاوٹ اور مواد تحلیل ہو جاتا ہے اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔

ایک بہت بڑی غلط فہمی

جس مقام پر سوزش کی زیادتی سے بے چینی اور جلن ہو رہی ہو تو عام طور پر اس کو گرم مرض سمجھ لیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر خون کی زیادتی ہوتی ہے جس سے وہاں پر گرمی کا بڑھ جانا لازمی ہے لیکن اس امر کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ گرمی اجتماع خون کی وجہ سے ہو رہی ہے اور اجتماع خون اس مقام پر سوزش کی وجہ سے ہے جس کی وجہ وہاں پر سکیٹر ہے۔ قانون فطرت ہے کہ سکیڑ ہمیشہ سردی سے ہوتا ہے جب حرارت اپنے پورے انداز پر آ جائے گی تو سوزش دفع ہو جائے گی اور اجتماع خون تحلیل ہو جائے گا۔

علاج کی صورت میں بجائے اس کے کہ وہاں پر حرارت بڑھائی جائے، وہاں پر علاج سے سردی پہنچائی جاتی ہے۔ فرنگی ڈاکٹر فوراً ٹھنڈے کمروں میں پنکھے کے نیچے مریض کو لٹا دیتے ہیں۔ بخار ہو تو سر پر برف کی پٹی یا تھیلی رکھتے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اول تو مریض ہی ختم ہو جاتا ہے یا فالج سے اس کا کوئی عضو مارا جاتا ہے۔ فرنگی ڈاکٹر اس امر کی قطعاً تشخیص نہیں کر سکتا کہ فلاں مرض سردی کا ہے یا گرمی کی زیادتی کا ہے۔ جس کسی بھی مرض میں بخار ہو تو وہ فوراً سر کو ٹھنڈا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور مریض کی قوت مدافعت اور بدن کی قوت مدبرہ کو کمزور کر کے مریض کا نقصان کر دیتے ہیں۔

اگر بخار کی تیزی میں سر پر ٹھنڈی پٹی یا تھیلی رکھنی ضروری ہے تو نمونیا اور پلورسی (ذات الجنب) میں کیوں نہیں رکھی جاتی۔ نمونیا کو سردی کا بخار تسلیم کر بھی لیں لیکن پلورسی (ذات الجنب) تو ظاہراً جسم میں گرمی کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بخار میں سر کو ٹھنڈا رکھنے سے کیوں گھبراتے ہیں۔ اس میں دل، دماغ اور جگر اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ ایسا کرنے سے مریض فوراً مر جاتا ہے۔ اس طرح کی غلطیاں وہ کرتے ہیں۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ ان کی ہزاروں غلطیاں پیش کریں گے۔

علاج کا سب سے بڑا راز

سوزش کی ماہیت کو سمجھ لینا علاج کا سب سے بڑا راز ہے کیونکہ اس سے بڑے بڑے امراض میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ مثلاً جگر کی سوزش سے یرقان پیدا ہو جاتا ہے۔ جاہل اس کو گرمی کا مرض خیال کر کے ٹھنڈی ادویات کا استعمال کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ استسقا اور سوئے قنیہ ہو کر مریض مر جاتا ہے۔ یہی غلطی دق و سل (ٹی بی) کے علاج میں بھی کی جاتی ہے کہ اس کو گرم مرض خیال کرتے ہوئے ٹھنڈے شربت اور عرق استعمال کرائے جاتے ہیں اور مریض رفتہ رفتہ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

شدید پیاس ہمیشہ سوزش سے لگتی ہے

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ پیاس گرمی کی شدت سے لگتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ گرمی سے جو پیاس لگتی ہے وہ پانی کی کمی کا احساس ہے جو پسینہ کی زیادتی سے کم ہو جاتا ہے۔ جب تازہ پانی پیا جاتا ہے تو پیاس بجھ جاتی ہے لیکن شدید پیاس تازہ پانی تو کیا ٹھنڈے پانی اور شربت وغیرہ سے بھی نہیں بجھتی۔ ایسی پیاس سوزش سے لگتی ہے اور سوزش سردی سے پیدا ہوتی ہے۔ گویا شدید پیاس گرمی سے نہیں سردی سے لگتی ہے۔ اس کے لئے گرم پانی، قہوہ اور چائے وغیرہ ہی مفید ہو سکتے ہیں۔

ہیضہ اور نمونیا میں بے حد شدید پیاس ہوتی ہے۔ مریض کہتا ہے کہ اس کے منہ کے ساتھ یخ پانی لگا دیا جائے لیکن صاحب فن معالج جانتا ہے کہ ایسا کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔ وہ گرم پانی اور قہوہ دیتا ہے۔ فرنگی ڈاکٹر تو نمونیا میں رم اور شراب تک دے دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کا استعمال بھی اصولاً غلط ہے۔ تاہم ٹھنڈے پانی کا استعمال انتہائی مضر ہے۔

سوزشی بخار

سوزشی بخار میں حرارت مسلسل رہتی ہے اور وہ اس امر کی علامت ہے کہ مقام سوزش پر جو حرارت اکٹھی ہو رہی ہے طبعیت مدبرہ بدن اس کو جسم میں پھیلا رہی ہے۔ باوجود درجہ حرارت زیادہ ہونے کے سوزش قائم ہے اس لئے ایسے بخاروں میں زیادتی حرارت سے سوزش کو ختم کرنا چاہیے۔ ٹھنڈی ادویات فیور مکسچر اور اسپرین سے درجہ حرارت کو کم کرنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے۔ ورنہ مریض کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

گرمی سے کوئی بیمار نہیں ہوتا

جاننا چاہیے کہ خالص گرمی سے کوئی بخار نہیں ہوتا۔ گرمی کی زیادتی سے جب فوراً پسینہ آ جاتا ہے تو بخار کیسے رہ سکتا ہے۔ صفراوی بخار خالص گرمی کا بخار نہیں ہے۔ اس میں صفرا کا اخراج رک جاتا ہے۔ اس میں ٹھنڈی ادویات سے آرام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اعضاء کو مد نظر رکھ کر علاج کرنا چاہیے۔

سوزشی درد

سوزشی دردوں میں ٹھنڈی اور منشی ادویات مثلاً افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ کبھی مفید نہیں ہوتیں۔ البتہ عارضی فائدہ ہو جاتا ہے یعنی اعصاب سن ہو جاتے ہیں لیکن پھر شدید قسم کا حملہ ہوتا ہے۔ ان کا علاج بھی سوزش رفع کرتا ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ گرم ادویات استعمال کرنا پڑتی ہیں۔

سوزش کے فوائد

سوزش کے بڑے فوائد میں اعضاء میں سکیڑ اور قوت پیدا کرنا اور اس مقام پر اجتماع خون سے حرارت کا قائم کرنا ہے۔ گویا فطری طریقہ علاج ہے کہ جہاں سوزش ہو وہاں پر حرارت پیدا کی جائے تا کہ فوراً تحلیل واقع ہو کر رکاوٹ دور ہو جائے۔ جو لوگ فطرت کے اس قانون کی نہیں سمجھتے وہ ہر گرم مقام پر سرد ادویات استعمال کرتے ہیں یا شدید پیاس کو بھی گرمی کی علامت خیال کرتے ہیں یا سوزشی بخاروں اور سوزشی دردوں میں ٹھنڈی ادویات یا منشیات یا عارضی رفع درد ادویات مثلاً اسپرین اور سیریڈین وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ مریض پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے ظلم فرنگی طب (ڈاکٹری) میں روز ہو رہے ہیں جن کو بہت آسانی سے ہسپتالوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سوزش کی ماہیت میں فرنگی طب کی غلطیاں

اس امر کو مد نظر رکھیں کہ مقام سوزش میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کا مطالعہ فرنگی طب نے خورد بینی مشاہدات اور تجربات سے کیا ہے مگر پھر بھی ایسی ایسی غلطیاں کی ہیں کہ پڑھ کر شرم آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مفرد اعضاء کے افعال اور ان کے تعلق اور خاص طور پر خلیات اور انسجہ کے افعال اور تعلقات سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ ان اغلاط کو ذہن نشین کرنا بے حد ضروری ہے۔

1۔ سوزش کے جس مقام پر مہیج اثر انداز ہوتا ہے اس مقام کے انسجہ میں انقباض (سکیڑ) پیدا ہو جاتا ہے اور یہ انقباض اس وقت تک رہتا ہے جب تک سوزش رفع نہ ہو جائے۔ اس کے برعکس فرنگی طب یہ تسلیم کرتی ہے کہ یہ انقباض عروقی شعریہ اور عروق دمویہ دقیقہ میں تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے اور پھر مہیج کے موذی اور سمی اثرات سے فالج ہو کر انبساط (پھیلاؤ) ہو جاتا ہے، وہ پھیل جاتی ہیں جس سے مقام ماؤف پر خون کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور ایک قسم کا احتقان دموی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد بہت جلد وہاں کا دوران خون سست ہو جاتا ہے اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔

2۔ حیرت کا مقام ہے کہ یہ انقباض تھوڑی دیر کے بعد انبساط میں کیسے تبدیل ہو جاتا ہے جب کہ ان عروق میں فالج کی صورت بھی پیدا ہو گئی ہو، فالج کے متعلق یہ ذہن نشین کر لیں کہ جس مقام پر ہو گا وہاں کے احساس اور افعال دونوں یا کسی ایک میں فقدان ہو گا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہاں پر انقباض کے فوراً بعد انبساط واقع ہو جائے۔ اگر انبساط ہو جائے گا تو نہ صرف دوران خون کا اجتماع رفع ہو کر دوران خون درست ہو جائے گا بلکہ سوزش بھی رفع ہو جائے گی۔ دوسرے ایک طرف سے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انبساط کے ساتھ ہی وہ عروق میں پھیل جاتی ہیں اور دوسری طرف یہ مانا جاتا ہے کہ وہاں پر خون کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے یہ انقباض خلیات اور انسجہ میں پیدا ہوتا ہے نہ کہ عروق میں۔ البتہ جس قسم کے انسجہ میں انقباض پیدا ہوتا ہے اسی قسم کے انسجہ جو عروق میں ہیں وہ متاثر ہوتے ہیں۔ کبھی انسجہ عصبی، کبھی انسجہ عضلاتی اور کبھی انسجہ قشری وغیرہ سکڑتے ہیں کیونکہ ایک وقت میں ایک ہی قسم کے خلیات نسیج سوزش ناک ہوتے ہیں۔ بیک وقت تمام پر ایک ہی قسم کی سوزش کا اثر نہیں ہوتا۔

تیسرے دوران خون کے سست ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر سوزش انسجہ عضلاتی اور انسجہ قشری میں ہو تو خون کے دباؤ میں تیزی رہتی ہے اور دوران خون کے سست ہونے کا کبھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر سوزش انسجہ اعصابی میں ہو تو خون کا دباؤ ٹوٹ جاتا ہے اور دوران خون سست ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی اعصاب کی طرف تیزی رہتی ہے اور رطوبات (لمف) کی زیادتی ہو جاتی ہے۔

فرنگی طب سوزش خصوصاً ورم میں بہت بڑی غلطی یہ کرتی ہے کہ وہ تمام اقسام کے انسجہ کو بیک وقت بیمار یا سوزش ناک سمجھ لیتی ہے اور عروق دمویہ کے افعال کو بھی اس میں شریک کر دیتی ہے لیکن حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے کیونکہ سوزش ہمیشہ کسی ایک نسیج میں شروع ہوتی ہے اور موت تک اسی ایک ہی قسم کے نسیج میں رہتی ہے۔ البتہ دیگر مہج میں دیگر صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کا نتیجہ فالج ہوتا ہے۔ تسکین، تحزیر اور تحلیل کی حالتیں سوزش سے جدا ہیں۔ اس لئے ہر سوزش اور ورم، تمام اقسام کے انسجہ اور عروق دمویہ کو ایک ہی حالت میں سمجھنا نہ صرف فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کی جہالت ہے بلکہ خورد بین ہونے کے باوجود ان کا اندھا پن ہے۔

سوزش کے متعلق ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ خلیات و انسجہ اعضائے عروقی و دمویہ سے بالکل جدا ہیں۔ اگرچہ یہ انسجہ عروق دمویہ کی بناوٹ میں شریک ہیں۔ جب دوران خون عروق دمویہ سے عروق شعریہ (بال سے باریک عروق) میں پہنچتا ہے تو وہاں سے شبنم کی طرح رطوبت طلیہ (لمف) کی صورت میں اعضاء پر گرتا ہے جس سے خلیات و انسجہ کی غذا بنتا ہے اور جو کچھ وہاں پر بچتا ہے وہ غدد جاذبہ سے جذب ہو کر عروق جاذبہ میں واپس چلا جاتا ہے۔ اس رطوبت کا گرنا بھی سوزش خصوصاً دردوں کے لئے مفید ہے کیونکہ رطوبت طلیہ (لمف) بھی خون کا ایک حصہ ہے جس میں سرخی کم مائیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر سوزش زیادہ ہو تو اس مقام پر خون کی مقدار زیادہ پہنچنے لگتی ہے لیکن اخراج میں چونکہ کمی ہوتی ہے، اس لئے اجتماع خون ہو جاتا ہے جو رفتہ رفتہ ورم کی صورت اختیار کر لیتا ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ جب سوزش انسجہ اعصابی میں ہو گی تو ورم کی صورت تہوج کی ہو گی یعنی ورم میں رطوبات کی زیادتی ہو گی جیسے شہد کی مکھی اور برییئے کے کاٹنے سے جسم سوج جاتا ہے یا جسم پہ چھالے پڑ جانے کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ اگر سوزش انسجہ قشری میں ہو گی تو ورم کے ساتھ خون کا بہاؤ زیادہ رہتا ہے۔ رطوبت کا اخراج بالکل بند رہے گا اور جب انسجہ عضلاتی میں سوزش ہو گی تو ورم دموی کے ساتھ ساتھ کم و بیش رطوبت بھی جاری رہے گی۔ علاج میں ہم کو ہر قسم کے مہج کی صورت کا خیال کرنا لازمی ہے۔ فرنگی طب کی جہالت اور اس کی اندھی سائنس کی کورانہ تقلید نہیں کرنی چاہیے۔ کیا کوئی فرنگی ڈاکٹر یہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ علم ان کے پاس ہے یا وہ اس قسم کی غلطیاں نہیں کرتے ہیں۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ عروق دمویہ بھی انہیں انسجہ سے مرکب ہیں جن سے تمام جسم مرکب ہے اس لئے ان ہی انسجہ کی تحریکات سے عروق دمویہ کے انسجہ بھی متاثر ہو جاتے ہیں لیکن تمام اقسام کے انسجہ بیک وقت متاثر نہیں ہوتے بلکہ مہج جسم کا سوزش ناک ہو گا۔ اسی کی مناسبت سے عروق دمویہ کا نسیج بھی متاثر ہو گا لیکن فرنگی طب کی تحقیق یہ ہے کہ ہر سوزش اور ورم میں صرف عروق کا قشری مہج (جس کو بشر مبطنہ یعنی عروق کے اندر استر کرنے والی جلد کہتے ہیں) متاثر ہوتا ہے۔ یہ فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کی غلط فہمی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ جراحی میں صحیح انسجہ کی خرابی کو تلاش کرنے کی بجائے مریض حصہ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں جیسے زائدہ امور میں اکثر ان کا معمول ہے۔ اسی طرح روزانہ ایک بہت بڑی غلطی گلے پڑ جانے کے آپریشن میں کرتے ہیں یعنی گلے پڑ جانے میں وہاں کے نسیج عضلاتی سوزش ناک ہوتے ہیں اور وہ وہاں کے عدد نکال کر باہر کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ سے ہوتا ہے کہ غدد نکال دینے کے بعد بھی وہاں پر سوزش قائم رہتی ہے اور نزلہ دائمی ہو جاتا ہے کیونکہ جس رطوبت نے ان غدد میں اکٹھا ہونا تھا وہ وہاں سے خارج کر دی گئی ہیں اور سوزش باقی ہے۔ مرض ایک دوسری خوفناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے آپریشنوں کا انجام اکثر ٹی بی اور سعال مزمن ہو جاتی ہے۔

فرنگی طب کی ایک بہت بڑی غلطی یہ ہے کہ جسم میں جہاں پر بھی کہیں غدد پھول جاتے ہیں وہ ان کو اورام دموی میں شمار کرتے ہیں جن میں کبد، طحال اور لبلبہ بھی شریک ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اورام نہیں ہیں بلکہ رخوع ہیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ رخوع میں رطوبات کا اجتماع ہوتا ہے خون کا اجتماع نہیں ہوتا۔ اسی طرح قلب کے پھول جانے اور پھیل جانے میں بھی رطوبات کی زیادتی ہوتی ہے۔ ان تمام صورتوں کا علاج اورام کی صورت میں کرنا سخت خطرناک ہے۔ اس امر کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ سوزش اور ورم میں انقباض پیدا ہوتا ہے اور شرع میں انبساط ہوتا ہے۔ فرنگی طب اور ماڈرن سائنس نے اس طرح کی بے شمار غلطیاں کی ہیں۔ انشا اللہ تعالی رفتہ رفتہ سب پیش کر دی جائیں گی۔

سوزش کے اسباب

سوزش کے اسباب تین قسم کے پائے جاتے ہیں۔

1۔ کیفیاتی اور نفسیاتی۔ جیسے گرمی سردی اور خشکی تری کی کمی اور زیادتی۔ اس میں بجلی، ایکس ریز اور ریڈیم بھی شریک کر لیں۔ نفسیاتی اثرات میں غم و غصہ اور خوف میں افراط و تفریط۔ جن کی تفصیل مبادیات طب میں ملاحظہ کریں۔

2۔ مادی اور سمی۔ جیسے جسم میں کسی جگہ خراب شے کا رکنا یا زہریلی اشیا کا اثر انداز ہونا۔ مثلاً جراثیم تیزابات جن میں سم الفار، کاربانک ایسڈ وغیرہ، تیز قسم کی کھاریں مثلاً سہاگہ وغیرہ۔

3۔ شرکی اور کیمیاوی جیسے ضربہ و سقطہ اور شدید وباؤں وغیرہ یا خون میں رفتہ رفتہ کسی زہر یا مادے کا اکٹھا ہو جانا وغیرہ۔

جہاں تک ان اسباب کا تعلق ہے یہ سب کے سب جب تک کسی عضو یا عضو کے خلیے پر اثر انداز نہ ہوں تب تک سوزش پیدا نہیں ہوتی۔ سوزش کی کمی بیشی مہیج و موثر کی خفت و شدت اور اعضاء کے رد عمل پر منحصر ہے کیونکہ ہر عضو اور خلیے کا رد عمل اس میں قوت مدبرہ بدن کی جدوجہد مختلف طریق پر عمل کرتی ہے۔ مثلاً عضلاتی سوزش کا رد عمل شدید اور خطرناک ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں جلد موت واقع ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ عضلات کا مرکز قلب ہے اور وہ ہلکی سوزش بھی مشکل سے برداشت کر سکتا ہے

جیسے نمونیا میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اعصابی سوزش اگر شدید بھی ہو تو کم خطرناک ہوتی ہے۔ جیسے اکثر پرانے دردوں میں اور بلغمی امراض میں دیکھا گیا ہے۔ بہرحال غیر معمولی سوزش یہاں پر بھی اپنا کام کر جاتی ہے جیسے ہیضہ اور وبائی نزلہ زکام وغیرہ۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

فرنگی طب ان تمام اسباب کو تسلیم کرتی ہے مگر جب علاج کی صورت سامنے آتی ہے تو جراثیمی نظریہ کو سامنے رکھ کر علاج کرتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کیمیاوی طور پر متضاد زہر (اینٹی ڈوٹ) ادویات استعمال کر لیتے ہیں جیسے ایسڈ کے مقابلے میں الکلی (کھار) اور اس کے برعکس استعمال کرتے ہیں لیکن اعضاء کے افعال اور ان کی خرابیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں یہاں تک کہ خلیات اور انسجہ کے افعال کی طرف بھی نہیں دیکھتے۔ ان کے سامنے گرمی و سردی اور تری و خشکی بلکہ بجلی و ریڈیم اور ایکس ریز کے اثرات کو بھی دافع جراثیم ادویات سے دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسی طرح ضربہ و سقطہ اور دباؤ کے علاج میں وقتی طور پر رادع، مسکن اور مخدر ادویات کو بھی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ بس یہی کوشش کرتے ہیں کہ یہاں پر دافع تعفن ادویات لگا کر اس مقام کو جراثیم سے پاک کر لیں پھر xxx، دافع تعفن سے لے کر تیزابی دافع تعفن تک کا تجربہ کر جاتے ہیں۔ ماشاءاللہ ان کو یہ حقیقی علم بھی نہیں ہوتا کہ دافع تعفن دوا میں کون سی کیمیاوی کیفیت پائی جاتی ہے۔ جہاں آیوڈین استعمال کرنی ہوتی ہے وہاں پر کاربالک استعمال کر لیتے ہیں اور جہاں کریوزوٹ استعمال کرنا ہوتا ہے وہاں پر ایڈو فارم استعمال کر لیتے ہیں یا سیدھا ہی لائی سول یا فینائل استعمال کر لیتے ہیں۔

تقسیم اسباب سوزش

فرنگی طب میں سوزش کے التہاب کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول۔ اسباب سابقہ (پری ڈسپوزنگ کاز) اس کو متعدی بھی کہتے ہیں۔

دوم۔ اس باب محرکہ (کنگ کاز) اس کو اسباب فاصلہ بھی کہتے ہیں۔

اسباب سابقہ یا متعدی جن میں جسم کی قوت مدافعت یا عضو کی قوت حیوانیہ کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بیرونی موذیات باآسانی مضرت پہنچا سکتی ہیں۔ اسباب سابقہ یا مستعدی کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں

الف۔ مقامی اسباب سابقہ مثلاً

1۔ دوران خون کی خرابی۔ دوران خون کا غیر معمول معمولی طور پر تیز یا سست ہونا جیسا کہ عوارض عروق میں قلب الدم سے ہوتا ہے یا دباؤ وغیرہ کے باعث امتلائے دم سے واقع ہوتا ہے۔

2۔ بعض مخصوص قسم کی ساختیں مثلاً غشیہ مائیہ (میرس ممبرین) غشیہ زلالیہ (سائنو ویل ممبرین) اپنی مخصوص بناوٹ کے لحاظ سے بمقابلہ غشیہ مخاطیہ (میوکس ممبرین) قبول سوزش کی زیادہ استعداد رکھتی ہے بشرطیکہ ان کا تعلق بیرونی ہوا سے قائم ہو۔ ان کے علاوہ جو عضو ایک مرتبہ سوزش میں مبتلا ہو جائے وہ شفا پا لینے کے بعد بھی دوسری مرتبہ سوزش میں مبتلا ہونے کی مخصوص اور زیادہ استعداد رکھتا ہے۔

ب۔ عمومی اسباب سابقہ یا متعدیہ مثلاً خون کی ترکیب کا بوجھ، بڑھاپا، فاسد و ناقص ہو جانا یا امراض و موذیات سمیہ کے باعث خرابی کا آ جانا جس میں کثرت استعمال شراب یا پارہ و سیسہ اور فاسفورس کے استعمال سے فساد خون کا ہو جانا یا کیمیاوی فاسد مواد کا خون میں جذب ہونا جیسے ذیا بیطس شکری (ڈایا میٹز میٹس) نقرس (گاوٹ) اور وجع المفاصل (روماٹزم) وغیرہ میں ہوتا ہے یا خون کے فضلات کا طبعی طور پر خارج نہ ہونا جیسا کہ گردوں کے بعض امراض میں ہوتا ہے یا خون کے معمولی امراض میں تغیر واقع ہونا جیسے نقر الدم (انیمیا)، سکروی، سمیات جراثیمی مثلاً خنازیر اور آتشک وغیرہ۔

اسباب محرقہ یا واصلہ

یہ وہ اسباب ہیں جن سے خراش ہو کر سوزش پیدا ہوتی ہے۔ پھر التہاب کے بعد ورم کی صورت بنتی ہے۔ ان کو اسباب مہیجہ (اری ٹینٹ) کہتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

1۔ مہیجات المیہ۔ جیسے ضرب، زخم، صدمہ، رگڑ، دباؤ، کھچاؤ، موچ اور گھونسہ وغیرہ۔

2۔ مہیجات طبعیہ۔ (الف) حرارت، احتراق (جلنا)، پانی یا آگ کے اثرات، (ب) یخ بستگی (ج) برقی تموجات یہ یا تو طبعی برق ورعد کے اثر سے صدمہ پیدا کر دیں یا غیر طبیعی ہوں۔ جیسے شدید اور طاقتور مصنوعی تموجات برقی جو طبیب یا جراح علاج کے لئے استعمال کرتا ہے یا جو مصنوعات میں روشنی پیدا کرنے، گاڑیوں کو چلانے اور کھینچنے کے لئے استعمال میں آتے ہیں۔

3۔ مہیجات سمیہ۔ ان کی چند قسمیں ہیں۔ (الف) مہیجات کیمیاویہ، تیزابات (ایسڈز)، کھاریں (الکلائنز)، (ب) سمیات نباتیہ مثلاً روغن جمال گوٹہ (کروٹون آئل)، روغن خرول (مسٹرڈ آئل)، (ج) سمیات حیوانیہ مثلاً تیلنی مکھی (کینتھر ڈیڈ فلائی)، دیگر کیڑے، ٹڈیاں اور حشرات الارض کے ڈنگ مارنے یا ڈسنے اور اثرات سے سوزش و آبلہ اور ورم پیدا ہو جاتا ہے، (د) جراثیم یا اجساد دقیقہ وغیرہ کے زہریلے سمیات وغیرہ۔

4۔ علم الجراحت (ترجمہ حکیم کبیر الدین)

تقسیم اسباب کے متعلق فرنگی طب کی غلط فہمی

فرنگی طب تقسیم اسباب کے سلسلہ میں بھی بہت بڑی غلط فہمی میں گرفتار ہے۔ اول وہ اسباب سابقہ اور اسباب محرقہ کا فرق نہیں سمجھتی کیونکہ اسباب محرکہ (اکسائٹنگ کاز) یا واصلہ جن کو اسباب فاعلہ بھی کہتے ہیں، یہ کوئی جدا اسباب نہیں ہیں بلکہ جو بھی اسباب پیدائش مرض میں محرکہ، واصلہ اور فاعلہ ہوں گے یعنی جن کے ما بعد مرض کا ظہور ہو یا دیگر الفاظ میں جن کے اثرات کے بعد کسی عضو یا نسیج یا خلیہ کے

افعال میں خرابی واقع ہو وہی اسباب محرک اور واصلہ بن جاتے ہیں تو پھر جدا طور پر اسباب محرکہ اور واصلہ کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ان اسباب محرکہ اور واصلہ کی طرف توجہ کر لیں جن کی فہرست ان کے تحت دی گئی ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ تمام اسباب دو قسم کے ہیں۔ اول بادیہ یعنی ظاہراً جن کا تعلق کسی مادے سے نہیں ہے جیسے مہیجات الیہ، مہیجات طبعیہ، برودت اور برقی تموجات شامل ہیں اور باقی کے اسباب سابقہ ہیں یعنی جن کا تعلق مادے کے ساتھ ہے جیسے مہیجات سمیہ۔ ان کی چند قسمیں ہیں۔

(الف) مہیجات کیمیاویہ (ب) سمیات نباتیہ (ج) سمیات حیوانیہ اور جراثیم یا اجساد دقیقہ وغیرہ۔

اب اگر اسباب سابقہ اور متعدیہ پر غور کریں تو وہ بھی اسی قسم کے ہیں جیسا کہ اسباب محرکہ ہیں۔ جیسے مقامی اسباب سابقہ اور متعدیہ میں دوران خون کی خرابی اور بعض مخصوص ساختوں کی کمزوری یا خرابی وغیرہ۔

اسی طرح عمومی اسباب سابقہ اور متعدیہ میں بوجہ بڑھاپے اور امراض موذیات سمیہ کے باعث خون کی ترکیب کا فاسد ہو جانا، کثرت شراب نوشی، پارہ و سیسہ اور فاسفورس کے استعمال سے خون میں فساد، کیمیاوی فاسد مواد کا خون میں جذب ہونا جیسے ذیا بیطس شکری، نقرس اور وجع المفاصل وغیرہ میں ہوتا ہے۔ خون کے فضلات کا طبعی طور پر خارج نہ ہونا جیسے گردوں کے بعض امراض میں ہوتا ہے۔ خون کے معمولی اجزاء میں تغیر واقع ہوتا ہے جیسے کمی خون، خرابی خون، جراثیمی سمیات مثلاً خنازیر اور آتشک وغیرہ۔

گویا جو اسباب سابقہ اور متعدیہ بیان کیے گئے ہیں ان کا اسباب محرکہ اور واصلہ میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ جن اسباب کا تعلق مادہ کے ساتھ ہے وہ سب سابقہ ہی ہیں۔ البتہ جو مادی اسباب نہیں ہیں ہم نے ان کو بادیہ ظاہری اسباب لکھا ہے۔ ان کو کیفیاتی بھی کہہ سکتے ہیں۔

طب قدیم اور اسباب

طب قدیم میں بھی اسباب کی بحث ہے اور وہ ہر ظاہری و باطنی مرض کے لئے تین اسباب تسلیم کرتی ہے۔ جن کو وہ (1) اسباب بادیہ، (2) اسباب سابقہ، (3) اسباب واصلہ کہتی ہے۔ ان کی تشریح ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ البتہ طالب علموں کے لئے ایک اہم حقیقت کا بیان کرنا ضروری ہے تا کہ تلاش اسباب میں مغالطہ نہ ہو۔

اسباب واصلہ کی غلط فہمی

جاننا چاہیے کہ طب قدیم میں جو تین اسباب بیان کیے جاتے ہیں دراصل وہ تین نہیں بلکہ دو قسم کے ہیں۔ اول بادیہ جس میں ہر قسم کے غیر مادی اسباب داخل ہیں۔ دوم سابقہ جس میں ہر قسم کے مادی اسباب شامل ہیں۔ اگر زندگی اور کائنات پر غور کیا جائے تو صرف دو ہی قسم کے اسباب پائے جاتے ہیں۔ بادی و جسمی اور غیر مادی و غیر جسمی۔ ان کے علاوہ اور کسی قسم کی اشیاء یا غیر اشیاء پائی نہیں جاتیں۔ اس لئے اسباب صرف دو ہی قسم کے ہیں۔ غور کریں کہ فرنگی طب کے اسباب محرکہ میں مادی اسباب شریک ہیں۔

اسباب واصلہ کا جو ذکر کیا گیا ہے وہ صرف تعین اسباب کی خاطر ہے یعنی وقت پیدائش مرض اسباب بادیہ اور سابقہ میں سے جو بھی ہوں گے ان کو اسباب واصلہ کہہ دیا جائے گا۔ ان کی ذاتی یا اپنی کوئی صورت نہیں ہے۔ اکثر طالب علم اس کو سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اور یہی غلطی فرنگی طب نے بھی کی ہے جس کی وجہ سے اسباب کی تقسیم میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ طب قدیم میں اس باب کی تقسیم قانون فطرت کے مطابق یونہی اٹکل پچو نہیں ہے۔ البتہ ان اسباب بادیہ اور سابقہ کو سہولت کے لئے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے اسباب بادیہ کی ظاہری صورت کیفیاتی اور باطنی صورت کو نفسیاتی کہہ سکتے ہیں اور اسی طرح اسباب سابقہ کی ظاہری صورت کو مادی اور اس کی باطنی صورت کو نفسیاتی کہہ سکتے ہیں لیکن طب قدیم نے اس تقسیم کو ضروری نہیں سمجھا کیونکہ یہ دونوں مفہوم ان کے ناموں میں نمایاں ہیں۔

علامات سوزش

یہ ہم لکھ چکے ہیں کہ کسی زندہ ساخت پر کوئی مہیج (خراش کنندہ) اگر اثر کریں تو اس کے خلاف جسم کی ایک منافقانہ تدبیر کا نام سوزش ہے۔ چونکہ یہ مدافعانہ تدبیر ایک اصولی اور فطری ہے اس لئے اس کو منظم کہا جا سکتا ہے۔ ہر اصولی و فطری اور منظم عمل اپنے اندر چند ایسی علامات رکھتا ہے جن کے بار بار کے مشاہدے اور تجربے سے اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت حکمت بن جاتی ہے۔ ان کو سمجھنے ہی سے انسان حکیم بنتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مقام سوزش کو سمجھنے کے لیے بھی چند علامات مقرر ہیں۔ ان کا سمجھنا اس لئے بھی نہایت اہم ہے کہ سوزش کو سمجھ لینے سے پچھتر فیصد امراض کو سمجھا جا سکتا ہے۔ سوزش بذات خود ایک بڑی علامت ہے۔ مرض نہیں ہے لیکن بڑی علامات یا مجموعہ علامات کو بھی امراض میں شریک کیا جا سکتا ہے لیکن ان میں تخصیص لازمی ہے تا کہ امراض اور افعال الاعضاء کا تعلق قائم رہے۔ ہم تقسیم امراض میں اس پر بحث کر چکے ہیں اور آئندہ پھر کریں گے۔

یہاں اس امر کو پھر ذہن نشین کر لیں کہ فرنگی طب نے سوزش کو الگ بیان نہیں کیا ہے بلکہ ورم کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کا آپس میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ گو یا سوزش اور ورم ایک ہی شے ہیں لیکن یہ فرنگی طب کی غلطی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ سوزش اور ورم دونوں جدا جدا علامات ہیں۔ ان میں کوئی شک نہیں کہ ورم اکثر سوزش کے بعد پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر سوزش کے بعد ورم ہو یا ہر ورم میں سوزش لازمی ہو۔ دونوں کی علامات جدا جدا ہیں۔ سوزش میں پانچ علامات پائی جاتی ہیں (1) جلن، (2) گرمی، (3) سرخی، (4) رطوبات، (5) تغیر افعال، جن کی تشریح درج ذیل ہے۔

1۔ جلن۔ سوزش کے معنی جلن کے ہیں اور یہی سوزش کی بڑی علامت ہے لیکن یہاں جلن کو التہاب کے معنوں میں نہیں بلکہ احساس، تکلیف اور الم کے معنوں میں کیا جاتا ہے جس کو انگریزی میں برننگ پین (burning pain) کہتے ہیں۔ در حقیقت درد بھی جلن کی

تیزی کی علامت ہے۔ خارش بھی اس میں شریک ہے۔ لذت بھی ایک قسم کی ہلکی خارش ہے اور وہ بھی جلن میں شمار کی جاتی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ ہر قسم کا درد صرف جلن سے پیدا نہیں ہوتا۔ اس کا ذکر درد کے تحت بیان کیا جائے گا۔

2۔ **حرارت۔** حرارت گرمی کا احساس ہے جو چھونے سے معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ مقام سوزش کی طرف دوران خون کی تیزی ہوتی ہے اور خون وہاں پر اکٹھا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ مقام چھونے سے گرم محسوس ہوتا ہے۔

3۔ **سرخی۔** سرخی کا تعلق خون کے ساتھ ہے۔ چونکہ مقام سوزش کی طرف اجتماع خون ہو رہا ہوتا ہے اس لئے وہاں پر سرخی لازمی ہوتی ہے۔ سوزش کے ابتدائی دور میں سرخی کا رنگ شوخ گلابی ہوتا ہے لیکن جب دوران خون میں سستی واقع ہوتی ہے تو اس کے رنگ میں سرخی زردی یا سرخی سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خون کی سرخی اپنے اندر تیزابیت رکھتی ہے اور یہ وبا کی صورت میں قائم رہتی ہے اور جب زردی نمودار ہوتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہاں یہ تیزابیت کم ہو گئی ہے اور صفراء زیادہ ہو گیا ہے اور جب سیاہی مائل ہو جاتا ہے تو اس امر کی علامت ہے کہ رطوبات وہاں پر بڑھ رہی ہیں اور تیزابیت رفتہ رفتہ کھاری پن میں تبدیل ہو رہی ہے۔

البتہ اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ کسی ایسی ساخت میں جس میں عروق دمہ بالکل نہیں پائے جاتے۔ اس میں جب بھی سوزش ہوتی ہے تو اس میں جلن اور رطوبت اور تغیر افعال تو ہوتا ہے مگر سرخی اور حرارت نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ بھی مقام سوزش ہے جیسے آنکھ کا طبقہ قرنیہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچوں علامات ہر سوزش میں ضروری نہیں ہیں۔ جو معالج تشریح اور افعال الاعضاء کا علم رکھتے ہیں ان سے ایسی غلطیاں نہیں ہوتیں کیونکہ علم تشریح الابدان اور علم منافع الاعضاء ہم کو بتاتے ہیں کہ طبقہ قرنیہ میں عروق دمویہ نہیں ہوتے اور اس کی نشو و نما محض رطوبت جلیدیہ سے ہوتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حرارت محض کثرت و سرعت خون پر منحصر ہے اور سرخی عروق شعریہ میں کثیر مقدار خون کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایک ایسی ساخت جس میں عروق دمویہ بالکل موجود نہ ہوں تو اس میں بحالت سوزش سرخی اور حرارت دونوں داخل نہیں ہو سکتیں۔ یہ صورت عضروف مفاصلی (جوڑوں کی کری) کی بھی ہے۔ وہاں پر بھی یہی صورت واقع ہوتی ہے یعنی سرخی اور گرمی نہیں پائی جاتیں۔

سرخی کے لئے یہ امر بھی ذہن نشین رکھیں کہ اگر کوئی مہیج (اس طاقت کو کہتے ہیں جو کسی ساخت پر عمل کرنے سے اس کی طبعی بناوٹ یا طبیعی افعال یا ان دونوں میں تغیر پیدا کر دے) اپنے اندر تیزابیت رکھتا ہے تو مقام سوزش پر حرارت اور سرخی زیادہ ہو گی اور جس قدر بھی تیزابیت میں کمی بیشی ہو گی اسی قدر ان میں کمی بیشی ہو گی اور ساتھ ہی جلن اور افعال میں بھی زیادہ تیزی ہو گی۔ البتہ رطوبات کے اخراج میں بے حد کمی ہو گی یا بالکل نہیں ہو گی اور جو ہو گی وہ صرف تیزابیت کا رد عمل ہو گا لیکن اگر مہیج اپنے اندر کھاری پن رکھتا ہے تو اس میں سرخی و حرارت اور جلن و افعال میں تیزی نسبتاً بہت کم ہو گی مگر رطوبات کا اخراج بہت زیادہ ہو گا۔

فرنگی تحقیق کی غلطی

سوزش کی ان علامات کی کمی بیشی کی وجہ فرنگی تحقیقات میں اول الذکر ہی نہیں کی گئی کیونکہ انہوں نے صرف تیزابیت کا ذکر کیا ہے۔ کھاری پن کا ذکر نہیں کیا لیکن اگر کسی فرنگی ڈاکٹر سے سوال بھی کیا جائے تو وہ جھٹ یہی کہہ دے گا کہ یہ بات تو صاف نظر آتی ہے کہ تیزابیت سے سوزش کم ہو گی اور کھاری پن سے زیادہ ہو گی لیکن وہ اس امر کو نظر انداز کر جائے گا کہ کھاری پن میں بھی کاسٹک (کائی) کا اثر ہوتا ہے۔ جبکہ بعض اوقات تیزابیت سے زیادہ ہوتا ہے جیسے کاسٹک سوڈا اور پوٹاش کاسٹک میں پایا جاتا ہے لیکن حقیقت وہ نہیں جانتے اور نہ ہی ان کی کتب میں لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیزابیت کا اثر ہمیشہ عضلات پر ہوتا ہے جس سے رطوبات کا اخراج شدید ہو جاتا ہے اور باقی علامات میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

یہاں پر ایک اور بحث کی ابتدا ہوتی ہے کہ بعض کیڑے مکوڑے اور جانور ایسے ہیں کہ اگر ان کا ایک حصہ کاٹ دیا جائے تو وہ حصہ پھر پیدا ہو جاتا ہے جیسے انگوش مچھلی کا کوئی سا بیرونی عضو ضائع ہو جائے تو وہ پھر از سر نو پیدا ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر نیوٹ مچھلی کی دم کٹ جائے تو وہ پھر ایک عرصہ کے بعد مکمل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کیچوؤں چھپکلیوں بلکہ ایبا اور فیسیج میں بھی دیکھا گیا ہے۔ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی چوہے کی گردن کاٹ دی جائے تو اس کا بالائی اور زیریں دونوں حصے مردہ ہو جاتے ہیں اور اگر کتے کی دم کٹ جائے تو وہ بھی پھر کبھی پیدا نہیں ہوتی۔

اس کے متعلق فرنگی طب یہ کہتی ہے کہ جانور کا جو حصہ دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے یا مکمل ہو جاتا ہے تو دراصل اس کا مرکزی حصہ (نواۃ) باقی رہتا ہے۔ جہاں نواۃ ہی علیحدہ ہو جائے تو وہ حصہ کبھی دوبارہ زندہ نہیں ہوتا اور نہ مکمل ہوتا ہے اور اعلیٰ جانوروں میں جو اکثر ریڑھ والے حیوانات ہوتے ہیں ان میں مختلف جسمانی نظام ایک دوسرے کے تحت ہوتے ہیں۔ اس لئے جب ان میں سے کوئی سا جسمانی نظام باطل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ دوسرا بھی باطل ہو جاتا ہے۔

سرخی و حرارت کے تحت یہ بحث بیان کی جا رہی ہے کہ ادنیٰ حیوانات کے اعضاء کے کٹ جانے پر یا کاٹ دینے پر ان کے کٹے ہوئے حصے دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اعلیٰ حیوانات میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

فرنگی سائنس کی غلط فہمی

اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر حیوان کیا بلکہ نباتات اور جمادات میں بھی یہی صورت قائم ہے کہ ان کا تعلق اگر مرکز یا اصل سے قائم نہ رہے تو نشو و نماء اور ارتقاء ختم ہو جاتا ہے اور اگر جسم میں کوئی خرابی یا نقص واقع ہو جائے تو مرکز اور اصل کے تعلق سے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ طبقے کے کیا اعلیٰ طبقے کے حیوانات بلکہ انسانوں کے جسم پر اگر گہرا زخم بھی آ جائے تو رفتہ رفتہ بالکل بھر جاتا ہے۔ درختوں کی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں تو وہ پھر پیدا ہو جاتی ہیں۔ پہاڑوں کو توڑ دیا جاتا ہے اور ان کے اندر کی جمادات نکال لی جاتی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد پھر وہاں پر بہت کچھ جمع ہو جاتا ہے۔ یہاں پر ادنیٰ اور اعلیٰ حیوانات کا کچھ تصور نہیں ہے۔

زندگی کی نشو و نماء اور ارتقاء کا انحصار پانی پر ہے

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی نشو و نماء اور ارتقاء کا دار و مدار پانی پر ہے اور قرآن حکیم میں بھی یہی فرمایا گیا ہے۔ اس اصول کے تحت جو جانور پانی یا کیچڑ میں رہتے ہیں ان میں نشو و نماء اور ارتقاء جلد واقع ہوتا ہے۔ ان کے مقابلے میں جو حیوانات خشکی پر واقع ہیں ان کی نشو و نماء اور ارتقاء دیر سے واقع ہوتی ہے۔ یہی چیز نباتات میں بھی پائی جاتی ہے اور یہی صورت پہاڑوں میں بھی قائم ہے۔

جاننا چاہیے کہ حیوانات کی دو بڑی اقسام ہیں۔ (اول) پانی کے حیوانات جیسے امیبا، مچھلی اور کیچوا وغیرہ (دوم) خشکی کے جانور، گائے، بکری گھوڑا اور بندر وغیرہ ہیں۔ اول الذکر حیوانات میں جو نشو و نماء اور ارتقاء جلد ہوتا ہے۔ اس کی وجہ ریڑھ کی ہڈی کے تحت نظامات کا ہونا اور نہ ہونا نہیں ہے بلکہ پانی اور رطوبات کی زیادتی ہے کیونکہ یہ حیوانات پانی میں زندگی بسر کرتے ہیں یا پانی کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعصاب انتہائی تیزی سے کام کرتے ہیں۔

نشو و نماء، ارتقاء زندگی اور اعصاب

جاننا چاہیے کہ نشو و نماء، ارتقاء اور زندگی اعصاب کی تیزی پر قائم ہے اور اعصاب کی تیزی پانی کی غذائیت پر منحصر ہے۔ یہ مزمن اور پیچیدہ امراض جیسے دق و سل (ٹی بی)، سرطان (کینسر)، مرگی (اپی لیپسی)، کوڑھ (لپ روسی) وغیرہ میں اعصاب کے افعال ناکارہ ہو جاتے ہیں اور ایسے امراض میں اعصاب کے افعال درست ہو جائیں تو وہ بہت جلد رفع ہو جائیں۔ اعادہ شباب میں بھی اعصاب میں تیزی پیدا کرنے سے بہت حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ ہماری تحقیقات ہیں جن سے نہ فرنگی طب واقف ہے اور نہ ہی فرنگی سائنس کو اس کا علم ہے۔ یہ اہل فن کا فرض ہے کہ اس کو ہر اہل علم اور صاحب فن تک پہنچائیں۔

رطوبات

حالت صحت میں طبعی طور پر انسانی جسم کے اندرونی اور بیرونی اعضاء پر رطوبات کا ترشہ ہوتا رہتا ہے جس سے جسم اور اعضاء نرم رہتے ہیں۔ یہ رطوبات قدرتی طور پر جو بدن پر ترشہ پاتی ہیں ان کو طبی اصطلاح میں رطوبات طلیہ (شبنم) اور انگریزی میں سکریشن (secretion) کہتے ہیں۔ یہ رطوبات صحت کی حالت میں اعتدال کے ساتھ اس قدر ترشح ہوتا ہے جس سے ایک طرف جسم کی غذا بنتا ہے اور دوسرے اس سے جسم اور اعضاء میں خشکی رفع ہوتی رہتی ہے تا کہ بدن میں سوزش پیدا نہ ہو۔ مثلاً ناک، کان، آنکھ اور منہ میں اس کی وجہ سے خشکی نہیں ہوتی۔ اس طرح حلق و حنجرہ اور غذا کی نالی بھی اسی سے تر رہتی ہے۔ ان کے علاوہ بیرونی جلد اور اندرونی مجاری اور جوڑوں میں خشکی وغیرہ پیدا نہیں ہوتی بلکہ پیشاب کی نالی و مقعد اور رحم میں بھی یہی رطوبت بوقت ضرورت اعتدال کے ساتھ تراوت رکھتی ہے لیکن جب کسی حصہ جسم یا مجرا میں سوزش پیدا ہوتی ہے تو اس کو رفع کرنے کے لئے رد عمل کے طور پر یہ رطوبت اعتدال سے زیادہ گرنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ رطوبات کا زیادہ گرنا جسم کی ایک بڑی علامت ہے۔ مختلف مقام کی وجہ سے اس کے مختلف نام ہیں۔ مثلاً اگر یہ رطوبت ناک سے گرے

تو زکام، حلق سے گرے تو نزلہ کہتے ہیں۔ نزلہ کے معنی گرنا ہے۔ اگر نزلہ کو زیادہ وسعت دے دیں تو ناک و کان اور آنکھ و منہ کی رطوبات کی زیادتی بھی نزلہ میں شمار ہو سکتی ہے۔ اسی طرح پیشاب کی زیادتی اسہال اور پسینہ بھی نزلہ کی صورتیں ہیں۔ اگر مردانہ اور زنانہ عضوی امراض و علامات جریان اور سیلان کو سامنے رکھا جائے تو یہ بھی نزلہ ہی کی مختلف شکلیں ہیں جو انسانی جسم سے باہر کی طرف گرتی ہیں۔

اسی طرح جسم انسان کے اندر گرنے والی رطوبات بھی کئی امراض و علامات بن کر سامنے آ جاتی ہیں۔ یہ سب اندرونی اعضاء کی سوزش کے نتیجے ہیں۔ مثلاً ماء فی الدماغ، نزول الماء، ماء فی الصدر، استسقاء قیلتہ الماء وغیرہ یہ سب اندرونی سوزش اور رطوبات کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بذات خود امراض نہیں ہیں بلکہ بعض امراض کی علامات ہیں۔ ان کا علاج ان اعضاء کی سوزش کا رفع کرنا ہے۔ فرنگی طب ان سب کو جدا جدا امراض سمجھتی ہے اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ علاج تجویز کرتی ہے جس کا نتیجہ امراض کا غلط سمجھنا اور ان کا غلط علاج ہونا ہے۔

رطوبت کی حقیقت

جو رطوبت انسانی جسم کے اعضاء پر ترشح پاتی ہے یا باہر کی طرف خارج ہوتی ہیں۔ یہ خون سے جدا ہو کر اخراج پاتی ہے۔ جب جسم پر شبنم کی طرح گرتی ہے تو اس کو رطوبت طلیہ اور رطوبت دمویہ بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کو پلازمہ (خون کا آبی رقیق حصہ) کہتے ہیں۔ یہ رطوبت عروق شعریہ کی دیواروں سے تراوش پاتی ہے۔ تراوش یافتہ آب خون کو لمف میں کہتے ہیں۔

پلازمہ کا نام لمف غلط ہے

فرنگی طب اس پلازمہ کو جو جسم انسان کے اعضاء پر ترشح پاتا ہے لمف کا نام دیتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ پلازمہ خون کی ایک ایسی مائیت (رقیق آب) ہے جس میں خون کے قریباً تمام اجزاء معہ سرخی، انتہائی باریک ذرات خون اور گازین (گیسیں) شامل ہوتی ہیں۔ اس مائیت میں جسم انسان کے لئے حرارت اور غذائیت ہوتی ہے۔ یہ جسم میں جہاں اس کا بدل ما تیحلل بنتی ہے وہاں اس کی سوزش بھی رفع کرتی ہے اور بے شمار امراض کو رفع کرتی ہے لیکن (لمف) اس رطوبت کا نام ہے جو تغزیہ و تسنیم اور معدہ کی تحلیل سے بچ جاتی ہے اور اس میں حرارت نام کو نہیں رہتی اور کیمیاوی طور پر پلازمہ میں تیزابیت ہوتی ہے اور (لمف) میں کھاری پن غالب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو لمف کی بجائے صرف سکریشن کہنا چاہیے۔ اس کا نام لمف اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب یہ جسم کی ضروریات سے بچ جاتی ہے تو لمفیٹک گلینڈ (غدد جاذبہ) جذب کر کے پھر درستی کے لئے خون میں ملا دیتے ہیں۔ اس لئے جاننا چاہیے کہ پلازمہ (رطوبت طلیہ) اور لمف (رطوبت جاذبہ) دونوں مختلف چیزیں ہیں۔

رطوبت کے متعلق فرنگی طب کی ایک اور غلطی

فرنگی طب اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ ہر عضو کی سوزش میں ایک ہی قسم کی رطوبت کا اخراج (سکریشن) ہوتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہر عضو کی سوزش میں جو رطوبات اخراج پاتی ہیں ان کی کیمیاوی نوعیت ایک دوسری سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً اعصاب کی سوزش میں جو رطوبات اخراج پاتی ہیں۔ ان میں مائیت اور کھاری پن زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے زکام میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو سوزش کسی غدد میں ہوتی ہے اس میں ہر غدد کا اپنا کیمیاوی تغیر شامل ہوتا ہے۔ البتہ اس میں لمفی مادے اور لحمی مادے نہیں ہوتے بلکہ سیرم کی زیادتی ہوتی ہے۔ جیسے سوزش جگر، نزلہ اور غشائے مخاطی میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جو سوزش کسی عضلہ میں ہوتی ہے اس کی رطوبت میں لحمی اجزاء اور تیزابی مادے زیادہ ہوتے ہیں۔ جیسے سوزش معدہ اور شش میں ظاہر ہیں۔ اس لئے ہر عضو کی سوزش میں علاج کے دوران ان امور کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔ باوجودیکہ فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کے پاس خورد بین اور نازک آلات ہیں لیکن پھر بھی اس کی یہ غیر معلی غلطیاں قابل غور ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے طریق علاج کی بنیاد ہی غلط اصولوں پر قائم ہے۔

گزشتہ چار علامات جن کا ذکر مختصر طور پر کیا گیا ہے وہ اگرچہ علامات ہیں لیکن انتہائی اہم اور بڑی علامات ہیں جن پر امراض اور علاج کی بنیاد ہے اور یہی علامات جب پھیلتی ہیں تو تمام جسم انسانی کو گھیرے میں لے لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو امراض کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً (۱) جلن اپنی شدت میں خارش اور درد کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ (۲) گرمی جب بڑھتی ہے تو بخار کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ (۳) سرخی کی زیادتی ورم کا روپ بھر لیتی ہے اور ساتھ ہی جلد میں خرابی پیدا کر دیتی ہے۔ (۴) رطوبات کی زیادتی جسم کے اندر یا باہر کسی حصہ یا عضو میں رطوبات کی زیادتی کے ساتھ تمام جسم میں بلغمی مزاج کا اثر قائم کر دیتی ہے لیکن یہ چاروں صورتیں کیمیاوی ہیں پانچویں علامت تغیر افعال کی شکل مشینی اور مقوی ہے۔ اس حیثیت سے اس کی اپنی اہمیت اپنی جگہ قائم ہے جو اس کے بیان سے ظاہر ہے۔

تغیر افعال

جب جسم کے کسی عضو میں سوزش ہوتی ہے تو وہاں کے افعال میں تغیر واقع ہوتا ہے۔ اس تغیر کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ (۱) تحریک، (۲) تسکین، (۳) تحلیل۔ جن کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

1۔ تحریک۔ جب کسی مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے تو وہاں پر پہلے انقباض (سکیڑ) پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ جو اس امر کا اظہار ہے کہ وہاں پر حرارت یا آکسیجن کی کمی اور برودت اور کاربن کی زیادتی ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہاں پر رطوبات کی کمی واقع ہوتی ہے بلکہ بالکل بندش ہو جاتی ہے کیونکہ جب تک رطوبات کی بندش نہ ہو تو دوران خون کا اس طرف اجتماع نہیں ہو سکتا۔ یہ اجتماع طبیعت مدبرہ بدن اس لئے کرتی ہے کہ خون کی حرارت سے سوزش کو رفع کر سکے جس کے نتیجے میں وہاں پر تناؤ بڑھ جاتا ہے اور حرکت کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب عضلات میں سوزش ہوتی ہے تو طبعاً انسان آرام کا خواہشمند ہوتا ہے۔ جب آنکھ اور کان میں سوزش ہوتی ہے تو دیکھنے اور سننے میں تکلیف ہوتی ہے۔ گویا حرکات اعضاء اور جسم میں تیزی اور تناؤ بلکہ انقباض (سکیڑ) شدید ہو جاتا ہے۔

2۔ **تسکین**۔ چونکہ سوزش کا ابتدائی رد عمل رطوبات کا گرنا ہے اس لئے طبیعت مدبرہ بدن اکثر رطوبات کو گراتی رہتی ہے اور یہ رطوبات خون سے ہی جدا ہو کر گرتی ہیں۔ اس طرح وہاں پر رفتہ رفتہ کافی مقدار میں رطوبت بھی اکٹھی ہو جاتی ہے۔ یہی رطوبت ہے جو جسم کی جلن اور دردوں کو روکتی ہے۔

یاد رکھیں کہ جس قدر مخدر و مسکن اور دافع درد ادویات ہیں جو بذات خود جسم پر نہ کیمیاوی طور پر اور نہ ہی عضوی طور پر کچھ اثر کرتی ہیں بلکہ ان سے جسم میں رطوبات کا اخراج بڑھا دیتی ہیں اور یہی رطوبت تسکین، تخدیر اور دردوں کو دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے جل جانے کے بعد جب کسی مقام پر چھالا پڑ جاتا ہے تو اس چھالے کے پانی کا صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہاں کی جلن اور درد کو دور کرے۔ بعض جاہل معالج اس چھالے کو کاٹ دیتے ہیں جس سے بجائے فائدے کے سوزش بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ گویا چھالا اور رطوبت قدرتی اور فطری طریقہ علاج ہے۔ اس میں اضافہ کرنا چاہیے۔ اس سے جلن درد کے ساتھ بے چینی اور تناؤ بھی کم ہو جاتا ہے۔

علاج کا ایک راز

اسلامی اطباء نے سوزش اور ورم کے علاج میں ابتدائی طور پر جس رادع صورت کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے کہ اس مقام پر رطوبات کو زیادہ سے زیادہ گرایا جائے۔ جب رطوبات کی زیادتی کے باوجود بھی سوزش اور ورم قائم ہو تو پھر ایسی ادویات استعمال کرائیں جو رادع کے ساتھ محلل بھی ہوں یعنی رطوبات کو زیادہ گرائیں یعنی ان ادویات میں گرمی بھی ہونی چاہیے گویا گرم تر ادویات ہونی چاہئیں اور جب یہ مقام بھی گزر جائے تو صرف محلل ادویات برتنی چاہئیں یعنی گرم خشک ادویات جن کا مقصد یہ ہے کہ رطوبت کا اخراج بند ہو جانا چاہیے اور حرارت بڑھ جانی چاہیے اور ساتھ ہی غدد جاذبہ کے افعال میں تیزی پیدا ہو جانی چاہیے جس سے وہاں پر گری ہوئی رطوبت بھی جسم میں دوبارہ جذب ہو جائے یا پسینہ کے ذریعہ باہر اخراج پا جائیں تاکہ سوزش اور ورم وہاں پر ختم ہو جائے۔

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ رطوبت جسم جب اعضاء پر پڑتی ہے تو قدرتاً اور فطرتاً وہاں پر تخدیر اور تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ یہی رطوبت جب زیادتی کے ساتھ کسی عضو پر پڑی رہے یا کثرت سے گرتی رہے تو استرخا (پیرا لائسس) پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ہیں علاج کے اسرار و رموز اور علاج کے راز جن سے فرنگی طب نا واقف ہے اور اس کو کہتے ہیں تجدید طب اور ترقی فن جو فی زمانہ دنیائے طب میں ختم ہو چکی ہے۔

3۔ **تحلیل**۔ تحلیل کے معنی میں حل کرنا اور طبی اصطلاح میں سوزش اور ورم کو ختم کر دینا۔ جاننا چاہیے کہ تحلیل حرارت کا ضرورت کے مطابق قائم کرنا ہے جب حرارت قائم ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں خشکی اور کاربن دور ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم تحقیقات حمیات میں بیان کر چکے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ابتداء میں ایسی گرمی چاہیے جس کے ساتھ رطوبات بھی شامل ہوں۔ مثلاً گرم پانی کی بھاپ سے حرارت پیدا کی جائے۔ دوسری صورت میں ایسی گرمی پیدا کی جائے جس میں گرمی کے ساتھ خشکی بھی لازمی ہے۔ جیسے ریت اور اینٹ کی گرمی سے حرارت پیدا کرنا وغیرہ۔ تکمید تو ورم و سوزش پر ہر معالج کیا ہر ضرورت مند کرتا ہے مگر تحلیل کے راز کو دس ہزار میں سے ایک بھی نہیں جانتا اور فرنگی طب تو اسے اسرار و رموز اور رازوں سے بالکل خالی دامن ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ تحلیل اس وقت تک تو مفید ہے جب تک سوزش و ورم، خشکی و بے چینی، انقباض (سکیڑ) و تناؤ، ریاح و کاربن اور جلن و بخار ہو لیکن جب ان میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو لازماً یہ تحلیل جسم میں ضعف پیدا کرتی ہے جیسے موم بتی پگھلتی ہے یا برف دھوپ میں رفتہ رفتہ ختم ہو کر پانی بن جاتی ہے۔ یہ تحلیل حرکات جسم کو بھی کم کر دیتی ہے۔ جیسے دباؤ خون کی زیادتی میں جب خون کا دباؤ قلب کی طرف ہوتا ہے تو ہارٹ فیل ہو جاتا ہے یعنی اس کا فعل کثرت حرارت سے رک جاتا ہے یا جب خون کا دباؤ دماغ کی طرف ہوتا ہے تو نروس بریک ڈاؤن (تحلیل اعصاب) واقع ہو جاتا ہے۔ گویا اگر رطوبات کی زیادتی سکون سے اعضاء کے افعال میں کمی پیدا کرتی ہے تو حرارت کی زیادتی بھی تحلیل سے اعضاء کے افعال میں تفریط پیدا کر دیتی ہے۔

استاذالاطباء حکیم احمد دین کی غلط فہمی

جناب استاذ الاطباء حکیم احمد دین احمدی نے فرنگی طب کی نقل میں نہ صرف کیفیات و اخلاط سے انکار کر دیا تھا بلکہ اپنا نظریہ افعال الاعضاء بیان کرنے میں صرف عضو کی دو صورتیں بیان کی تھیں۔ اول کسی عضو کے فعل میں تیزی یا افراط اور دوسرے اس کے فعل میں سستی لیکن انہوں نے اس افراط و تفریط کی وجہ صرف دوران خون کی زیادتی اور کمی کے سوا اور کچھ نہیں بتایا کہ خون کی زیادتی سے اعضاء کے افعال میں تیزی کیوں پیدا ہوتی ہے؟ اور ان کی کمی سے ان میں سستی کیوں پیدا ہوتی ہے؟ افسوس ان کو اس امر کا علم ہی نہیں تھا کہ خون کی زیادتی سے جب حرارت بڑھ جاتی ہے تو اس سے بھی اعضاء میں تحلیل ہو کر اعضاء میں ضعف اور کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اگر وہ اس راز سے واقف ہوتے تو تفریط کی دو صورتیں تسلیم کرتے۔ ایک سردی کی زیادتی سے اور دوسرے گرمی کی زیادتی ہے لیکن ان دو صورتوں کو تسلیم کرنے سے ان کو گرمی سردی سے اور خشکی تری کیفیات اور مزاج کا قائل ہونا پڑتا اور ایور ویدک اور طب یونانی کو انہوں نے جو غلط قرار دیا تھا ان کو صحیح ماننا پڑتا۔ اس طرح ان کی تحقیقات کا سلسلہ ختم ہو کر رہ جاتا۔

اس امر کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ قدرتی حقائق اور فطری قوانین کو کبھی نہیں جھٹلایا جا سکتا اور نہ توڑا جا سکتا ہے۔ فرنگی طب نے بھی یہی غلطی کی ہے جو اس نے ایور ویدک اور طب یونانی کو جھٹلانے اور ان کے قوانین کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ سیدھی راہ صرف ایک ہوا کرتی ہے دو نہیں ہو سکتیں۔ جب طب قدیم صحیح راہ پر ہے تو لازمی امر ہے کہ فرنگی طب غلط راہ اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

تحلیل کی حقیقت

تحلیل کی اصطلاح کا سمجھنا اگرچہ مشکل نہیں ہے۔ یہ ایک عالم لفظ ہے لیکن عوام اور طلباء کو ذہن نشین کرانے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مکمل کیمیاوی اور فعلی تشریح کر دی جائے تا کہ اس کا صحیح تصور ذہن نشین ہو جائے۔ یہی افہام و تفہیم نہ صرف اورام کے علاج میں بلکہ تمام علم العلاج کے لئے مفید ثابت ہو گا۔

ہم تحلیل کے معنی لکھ چکے ہیں یعنی حل کرنا اور طبی اصطلاح میں سوزش اور ورم کو ختم کرنا۔ زیادہ وضاحت کے لئے یوں سمجھ لیں کہ رکے ہوئے خون کو اپنے مجریٰ میں جاری کرنا یا مجریٰ کی بندش میں جو کیمیاوی اور فعلی موادپیدا ہو گئے ہوں، ان کو دور کرنا۔ انگریزی میں اس کو ڈسالوشن (Dissolution) کہتے ہیں جس کی مثال ہم نے جلتی ہوئی موم بتی اور دھوپ میں پڑی ہوئی برف سے دی تھی کہ اس میں تحلیل کی ایک صورت قائم ہے۔ اسی طرح اگر گڑ کی ڈلی پانی میں ڈال دیں تو عمل تحلیل شروع ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن طبی تحلیل تو اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک سوزش اور ورم، مواد کی بندش اور خون کی رکاوٹ دور کرنی ہو اور عضو سوزش ناک اپنی اصل جگہ پر لوٹ آئے۔ یہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ التہاب کا بلب اس قدر سخت نہ ہو کہ ماؤف کی قوت حیوانیہ (وٹیلٹی) بالکل باطل ہو جائے۔

تحلیل کو سمجھنے کی آسان صورت یہ ہے کہ سوزش کے عمل کو ذہن نشین کر لیا جائے کیونکہ تحلیل کا فعل سوزش کے عمل کے بالکل الٹ ہے یعنی اگر سوزش کے عمل کا نام ترتیب مواد یعنی سینتھیسس آف میٹر (synthesis of matter) اور اجتماع خون یعنی کنجس چن آف بلڈ (congestion of blood) ہے تو تحلیل کو ہم ترکیب مواد یعنی انالیسز آف میٹر (analysis of matter) اور خون کا اجراء یعنی ری فلو آف بلڈ (reflow of blood) ہے۔ اس لئے مکمل سوزش خصوصاً اس کے خورد بینی نظائر یعنی ڈیوائسز (devices) کا سمجھنا نہایت ضروری ہے لیکن اس کے سمجھنے سے بھی قبل جسم میں گردش خون کا جان لینا بھی نہایت ضروری ہے تا کہ صحیح گردش خون، عمل سوزش اور تحلیل سے متعلق جدا جدا تین صورتیں ہیں جو علاج معالجہ کے اندر بے انتہا اہمیت رکھتی ہیں۔

سوزش سے قبل جسم میں گردش خون کا نظارہ

سوزش التہاب کو ذہن نشین کرنے کے لئے حیوانات پر تجربے کیے جاتے ہیں اور اصلی التہابی حالت کی چشم دید کیفیت سے بصیرت حاصل کی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر زندہ مینڈک کے پنجے کی جھلی کو پہلے خوب تان کر خورد بین کے نیچے پھیلا دیا جائے اور بغور دیکھا جائے تو سیلان خون کی طبعی کیفیت کا عجیب و غریب نظارہ آنکھوں کے سامنے پیش ہو گا۔ جس کی تین صورتیں ہوتی ہیں:۔

1۔ بحالت صحت شریانوں، وریدوں اور عروق شعریہ میں خون بہتا ہوا نظر آئے گا۔ سیلان خون (blood flow) کا اندازہ کریات دمویہ (ذرات خون) کی نقل و حرکت سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ کریات حمرا (سرخ ذرات خون) میں ہر عنصر اور ذرہ دوسرے ذرے سے جدا نظر آئے گا۔ خون کے بہاؤ کے وسطی یا مرکزی حصہ میں بہتے ہوئے نظر آئیں گے اور اس کے گرد یعنی عروق کا محیطی حصہ جو کریات سے معرا ہوتا ہے بے حرکت اور بے رنگ نظر آئے گا مگر اس میں بعض کریات بیضا (سفید ذرات خون) آہستگی اور سست رفتاری کے ساتھ بہاؤ میں لڑھکتے ہوئے نظر آئیں گے۔ گاہے بعض سفید دانے سرخ دانوں کے درمیان مرکزی حصہ میں بھی دکھائی دیں گے۔ شریانیں کہیں پتلی اور کہیں موٹی نظر آئیں گی۔ حالت صحت میں خون کے دانے ایک دوسرے کے ساتھ چسپاں نظر آئیں گے۔

2۔ چھوٹی شریانوں کے جوف میں مسلسل اور مستوی تغیرات نظر آئیں گے یعنی ان کی جسامت ایک قسم کی ترتیب اور باقاعدگی کے ساتھ متواتر کم و بیش ہوتی ہوئی دکھائی دے گی۔ شرائین صغیرہ کی جسامت کا یہ اختلاف قلب کی حرکات کے اثر سے تو بے تعلق ہوتا ہے مگر عروق شعریہ کے اندر کے سیلان خون پر اس مد و جذر اور بغیر کا نمایاں اثر ہوا ہے۔

3۔ کریات حمرا (سرخ ذرات خون) کی جسامت میں بھی تغیرات نظر آئیں گے جو بیشتر روشنی کے اثر سے نمایاں ہوتے ہیں یعنی جب روشنی زیادتی کے ساتھ ہو گی تو یہ سرح دانے سکڑ جائیں گے اور جب یہ روشنی کم ہو جائے گی تو یہ دانے پھیل جائیں گے کیونکہ روشنی باعث تحریک ہے اور اندھیرا باعث تسکین ہے۔ (دیکھیں میرا مضمون روشنی اور اندھیرے کے اثرات)۔

سوزش کی حالت میں گردش خون کا نظارہ

اب اگر مینڈک کے پنجے پر کوئی تیز مہیج مرکب مثلاً خوردنی نمک یا نوشادر کا ایک ذرہ لگا دیں۔ پھر پنجے کی جھلی کو خورد بین کے نیچے رکھ کر دیکھا جائے تو ابتداء میں جھلی کے شرائین صغیرہ تھوڑی دیر کے لئے عارضی طور پر سکڑ جائیں گی لیکن یہ عارضی انقباض (سکیڑ) چنداں اہمیت نہیں رکھتا اور ایسے ہی التہاب میں عموماً نمودار ہوتا ہے جو تجربے کے طور پر مہیجات کے اثر سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس عارضی انقباض (سکیڑ) کے بعد ہی فوراً ملتہب (سوزش ناک) حصے میں امتلائے دمویہ (اجتماع خون) واقع ہو جاتا ہے اور یہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ حصہ ماؤف کے عروق بہ سرعت پھیل جاتے ہیں اور یہ استرخاء (ڈھیلا پن) دیر پا ہو جاتا ہے۔ پھر اس مقام کا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ یہ سرعت دوران استرخا شرائین صغیرہ کے اندر کے مقامی محرک اعصاب میں بعض تغیرات پیدا ہونے کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے۔ دوران خون کی سرعت کچھ وقفہ کے لئے تو جاری رہتی ہے مگر بالآخر خون کا بہاؤ بتدریج سست پڑ جاتا ہے۔ گویا رفتار خون کو آہستہ آہستہ کوئی چیز آگے بڑھنے سے روک رہی ہے۔ اس مزاحمت کے بعد ایک ایسا وقفہ نمودار ہوتا ہے جس میں خون کے دانے جو پہلے جدا جدا بہہ رہے تھے ایک جگہ مجتمع ہو کر ٹھہر ٹھہر کر اور رک رک کر آگے قدم رکھتے ہیں اور کبھی آگے بڑھتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹتے ہیں اور اس حالت ذبذبہ کو اگزیلٹیشن (exlletation) کہتے ہیں۔ بالآخر ایک ایسی حالت جمود پیدا ہو جاتی ہے کہ دوران خون خود بخود رک کر بند ہو جاتا ہے۔ اس صورت کو حالت وقوف اسٹےسس (stasis) کہتے ہیں۔

اس وقوف کا نتیجہ بعض حالات میں تو یہ ہوتا ہے کہ عروق کے اندر حقیقی انجماد خون واقع ہو کر رگوں کے اندر جم کر ان کو بند کر دیتا ہے۔ جس کو حالت انسداد تھرموسبوسس (Thrombosis) کہتے ہیں اور اس منجمد خون کو جو رگوں کے اندر جم کر ان کو بند کر دیتا ہے۔ علم الجراحت میں اسے سُدہ کہتے ہیں۔ خون کی نالی میں سُدہ بن جانا فرنگی طب میں ایک بہت بڑا مرض خیال کیا جاتا ہے۔ جس کا ان کے پاس کوئی یقینی علاج نہیں ہے اور اس کا نتیجہ ہارٹ فیلیئر (HEART FAILURE) کی شکل میں اچانک موت ہے۔

فرنگی طب کی تین غلطیاں

فرنگی طب میں خون کی نالی میں سُدہ بن جانا مرض نہیں ہے اور اسے ایک علامت سمجھا جاتا ہے۔ البتہ یہ علامت خوف ناک ضرور ہوتی ہے۔ جس مرض کی یہ علامت ہے وہ فرنگی طب کی دوسری غلطی ہے یعنی یہ علامت غدی انقباض (سکیڑ) سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے وہاں اجتماع خون ہوتا ہے نہ کہ اعصاب میں استرخاء کی وجہ سے دوران خون میں وقوف، رکاوٹ اور سُدہ پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ تیسری غلطی یہ ہے کہ فرنگی طب تمام اقسام کے مہیج اور محرک کا نتیجہ ایک ہی صورت میں تصور کرتی ہے یعنی جو اثرات نمک خوردنی اور نوشادر پیدا کرتے ہیں وہی اثرات تیزاب اور کھار کے تیز اثرات بھی پیدا کرتے ہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ نمک خوردنی اور نوشادر غدد میں انقباض (سکیڑ) پیدا کرتے ہیں مگر کھاری اور تیزابی اثرات بجائے انقباض (سکیڑ) کے انبساط (پھیلاؤ) پیدا کر دیتے ہیں۔ ان سے خون کی نالی میں سُدہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ وہ نہ صرف سُدہ کے منافی ہے بلکہ ان کا صحیح علاج بھی ہے۔

سوزش میں اجتماع خون کی حالت

سوزش کے دوران میں عروق کی دیواروں اور اجزائے خون کے باہمی طبعی تعلقات، ان کی صورتوں اور حالات میں تغیرات واقع ہو جاتے ہیں اور اس کا باعث یہ ہے کہ خود عروق کی دیواروں میں بعض غیر محسوس تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خون کی ترکیب اور ساخت کی کوئی تبدیلی یہ تغیر پیدا نہیں کرتی۔ چنانچہ جیسے جسم میں استرخاء عروق واقع ہوتا ہے خون کے سفید دانے عروق کی دیواروں سے متصل ہو کر بہاؤ کے غیر متحرک محیطی طبقہ میں مجتمع ہو جاتے ہیں۔ گویا وہ اپنی ہمراہی فوج کی قطار سے علیحدہ ہو کر بچھڑ جاتے ہیں۔ اولاً سفید دانوں کا اجتماع وریدوں میں شروع ہوتا ہے پھر عروق شعریہ میں اور آخر کار شریانوں میں خون کے سفید دانے بھی جو ابتداً ایک دوسرے میں علیحدہ علیحدہ بہتے چلے جاتے ہیں، اب ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہونے لگتے ہیں اور عروق کی دیواروں کے ساتھ چسپاں ہو جاتے ہیں مگر خون کے سفید دانے بمقابلہ سرخ دانوں کے عروق کی دیواروں سے زیادہ چسپاں ہوتے ہیں۔ سوزش میں جب اس قسم کے تغیرات کے بعد اجتماع خون ہوتا ہے تو اس کو امتلائے دعویٰ ہائی پریمیا (high primea) کہتے ہیں۔

سوزش کے دوران میں ترشح

سوزش میں اجتماع خون کے ساتھ ایک انتہائی ضروری عمل ترشح کا ہے یعنی وہ رطوبات جو خون سے اخراج پاتی ہیں۔ یہ عمل ابتدائی صورت سے ہی نمودار ہو جاتا ہے۔ جون کا ہر ایک جزو اس عمل ترشح یعنی ایکسوڈیشن (exudation) میں لیتا ہے۔ یہ پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ خون کے سفید دانے عروق کی دیواروں سے قریب یعنی محیطی حصہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ یہاں اس اجتماع کے دو وجود ہیں۔ اول تو عروق کی دیواروں میں بطور خود چند تغیرات واقع ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ دیواریں زیادہ چپ چپی ہو جاتی ہیں اور دانوں کو چسپاں کرتی ہیں۔ دوم جراثیمی مرکبات کی کشش جسے کشش جراثیمی (بیکٹیریل افی لیلی) کا نام دیتے ہیں۔ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ الغرض خون کے سفید دانے عروق کی دیواروں کے قریب بکثرت جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ نقل و حرکت بالخصوص وریدوں کی دیواروں میں زیادہ نمایاں ہوتی ہے اور اس کے بعد عروق شعریہ میں اخراج و ترشہ خصوصی طور پر ایک قسم کی حیوانی قوت وائی ٹیلیٹی (vitality) کا ظہور ہے اور حیوانیہ یعنی ایسا

(amoeba) کی سی حرکت کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔ پہلے تو عروق کی نشانی مبطن یعنی انڈو تھیلیم (endothelium) کے خلیات (cells) میں عمل التہاب کے تفرق اتصال واقع ہو جاتا ہے۔ پھر انہی خلیات کے مابین مقامات تفرق میں سفید دانوں کے باریک روائد گھس جاتے ہیں اور مادہ حیات یعنی پروٹو پلازم (protoplasm) دانوں سے بہہ کر ان روائد میں آنے لگتا ہے، یہاں تک کہ غشائے مبطن کے اجزاء اور عناصر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں اور بالآخر یہ دانے نفوذ کر کے عروق کی دیواروں سے باہر آس پاس مہیج خلوی میں آ جاتے ہیں۔ سفید دانوں کی یہ حرکت بھی بند ہو جاتی ہے۔ جب خون کے سفید دانے بھاگ کر رگوں کے باہر کی ساخت میں چلے جاتے ہیں تو ان میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً اول تو ممکن ہے کہ ترشح سے ہلاک ہو جائیں اور ان کے ٹوٹنے کے بعد خمیر یفین یعنی فائبرین فرمنٹ (fibrine ferment) تیار ہو کر خلط دمویہ یعنی کو اے گیولم (coagulum) کے بنانے میں معاون ہو جس کا بیان ابھی کیا جائے گا۔

دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دانے ٹوٹ کر عروق جاذبہ یعنی لمفیٹک ویسلز (Lymphatic Vessels) کے سلسلہ میں شامل ہو جائیں یا یہ کہ پیپ کے دانوں میں تبدیل ہو جائیں۔ علاوہ ازیں ان کے ٹوٹنے یا پیپ کے دانوں کی شکل میں آنے سے پہلے مرکز التہاب کے آس پاس کی مردہ ساخت کے خارج کرنے یا جراثیم کے ہضم کرنے میں مدد گار ہوتے ہیں۔ دراصل خون کے یہ دانے فضلات بدن کے صاف کرنے میں جاروب کش کے مانند ہیں یا قدرتی مقدمہ الجیش (فوج کا ابتدائی حصہ) ہیں جو حملہ آور دشمن کی روک تھام کرنے کے لئے عروق سے باہر آ جاتے ہیں اور بدنی حفاظت کا کام سب سے پہلے یہی کرتے ہیں۔ بدن میں ان کا اولین فرض یہ ہے کہ یہ فاسد مواد اور مردہ ساخت کو بدن سے خارج کر دیں اور عمل فساد کو محدود کر کے پھیلنے سے روک دیں۔ اس کے بعد اپنی جگہ اپنے سے بہتر دانوں کو دے دیتے ہیں جو فعل التیام یعنی ہیلنگ پراسس (Healing Process) میں حصہ لیتے ہیں۔ ان کو خلیات جرثومہ لیفیہ یعنی فائبرو بلاسٹ سیلز (Fibroblast Cells) اسی طرح خون کے سرخ دانے عروق شعریہ کی دیواروں سے چھن کر باہر آ جاتے ہیں مگر یہ صرف التہاب حابس (عضلاتی) میں ہوتا ہے۔ جب یہ عروق سے باہر آ جاتے ہیں تو یہ ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کا رنگین مادہ یہاں کی ساخت میں پھیل جاتا ہے جو صحت کے بعد بالآخر جذب ہو جاتا ہے۔

سوزش میں کیمیاوی اور مشینی افعال کے متعلق فرنگی طب کی غلط فہمی

سوزش میں خون اور اس کے بہاؤ اور عروق میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں فرنگی طب اس کا بڑا سبب خون میں کیمیاوی تبدیلیاں ہی قرار دیتی ہے۔ مثلاً اجتماع خون، رطوبات کا ترشہ، سفید اور سرخ دانوں کے افعال میں تبدیلی، ترشح اور استرخائے عروق اور لزوجیت اور کشش جراثیمی وغیرہ اور سب سے بڑی تبدیل خون میں سُدہ یعنی تھرمبوسس (Thrombosis) کا پیدا ہونا کیمیاوی تبدیلیاں سمجھا جاتا ہے اور اس کا علاج بھی وہ کیمیاوی طریق پر کرتی ہے لیکن یہ سب کچھ بالکل غلط ہے۔ یہ سب تبدیلیاں مشینی فعل کا نتیجہ ہیں یعنی جب تک کسی عضو

کے فعل میں خرابی نہ پیدا ہو خون میں مندرجہ بالا کیمیاوی تبدیلیاں رونما نہیں ہوتیں۔ یاد رکھیں کہ سوزش بذات خود عضو کا فعلی تغیر ہے اور خون اور اس کے اجزاء کے اجتماع اور تبدیلیاں مشینی اعمال کے تغیر کا نتیجہ ہیں۔

دوسری غلط فہمی

جس طرح کی تبدیلیوں کا ذکر مندرجہ بالا اوراق میں کیا گیا ہے یہ صرف ایک صورت ہے کہ اس کو ہم عضلاتی سوزش کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ غدی اور عصبی سوزشیں بھی ہوتی ہیں۔ جن کی صورتیں عضلاتی سے بالکل مختلف ہیں۔ جو معالج نظریہ مفرد اعضاء سے واقف ہیں وہ پوری طرح جانتے ہیں کہ عضلاتی، غدی اور عصبی تحریکات میں خون کہاں اکٹھا ہوتا ہے اور رطوبات کسی عضو اور مقام پر اکٹھی ہوتی ہیں۔ لیکن فرنگی طب صرف ایک ہی صورت سے واقف ہے اور وہ بھی اس کا صحیح علم نہیں رکھتی۔ اس لئے اس کے بیان میں کیمیاوی اور فعلی طور پر غلطیاں پائی جاتی ہیں جن کی اصلاح ہم اپنا فرض خیال کرتے ہیں کیونکہ اول یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فرنگی طب غلط ہے اور دوسرے اسی اصلاح سے ہم اپنے ممبران کو صحیح اور مفید علم پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ اس سے مکمل طور پر مستفید ہو سکیں جس کے نتیجہ میں فرنگی ڈاکٹروں کو فن علاج سے بے علمی اور نا واقفیت کی وجہ سے اس فنی میدان میں شکست دے کر اس میدان سے نکال باہر کر دیں یا وہ اس امر پر مجبور ہو جائیں کہ نظریہ مفرد اعضاء کو تسلیم کر لیں اور اس کے مطابق علاج جاری رکھیں۔

سوزش سے عروق کے اندرونی تغیرات

سوزش کی صورت میں سائل دموی یعنی لائکر سنگوئنیس (LIQUARSINGOINESS) بھی عروق سے باہر آ جاتا ہے یعنی طبعی مقدار سے بہت زیادہ باہر آ جاتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ ہمیشہ باہر آیا کرتا ہے اور اس طرح یہ زیادتی اس قدر ہوتی ہے کہ باوجودیکہ عروق جاذبہ معمول سے زیادہ اپنا کام کرتے ہیں پھر بھی یہ وہاں اس قدر اکٹھا ہو جاتا ہے کہ وہ جذب کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ اگر یہ سائل دموی بہہ کر آس پاس کی ساخت میں چلا جاتا ہے تو یہ وہاں جا کر منجمد ہو جاتا ہے کیونکہ یہ وہاں کے ٹوٹے ہوئے سفید دانوں کے اس مادہ (خمیر لیفین) سے مل جاتا ہے جو اسے منجمد کر دیتا ہے۔ اس مقام میں سوزش کی وجہ سے عروق جاذبہ کی رطوبت مائیت دم یعنی لمف (LYMPH) بھی جمع ہو جاتا ہے جس سے ایک قسم کا تہوج یعنی ایڈیما (ADIMA) پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر سطح میں تفرق اتصال کافی ہوتا ہے تو یہ عضو سے بہہ کر خارج ہونے لگتا ہے۔ اگر اس کا ترشح یعنی سکریشن (SECRETION) کی کسی غشائے مخاطی (CERESS MEMBRANE) مثلاً صفاق یعنی پیری ٹونیم (PERITONEUM) غشائے صدر یعنی پلیورہ (PLEURA) غشائے زلالیہ یعنی سائینو ویئل ممبرین (SYNOVIAL MEMBRANE) میں سے تو یہ مصل وہاں کے جوف میں جمع ہو جاتا ہے۔ اول اول یہ مصل ذاتی طور پر منجمد ہونے کے قابل ہوتا ہے کیونکہ اس کے اندر سائل دموی شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر انجماد خون واقع ہو جائے تو یہ لوتھڑا یا سطح غشاء کے ساتھ چپکا ہوا ہوتا ہے یا آزادی کے ساتھ پانی میں تیرتا رہتا ہے۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

سوزش کی صورت میں جو سائل دیوی عروق سے باہر آ جاتا ہے جس سے تہوج پیدا ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر صفاق اور غشائے صدر کے جوف میں اکٹھی ہو کر تہوج کا باعث ہوتی ہے یہ رطوبت وہ نہیں ہوتی جو مقام سوزش سے اخراج پاتی ہے جبکہ سوزش کی وجہ سے جو اجتماع خون ہوتا ہے جس کی روانگی رک چکی ہوتی ہے۔ اسی خون کی حدت سے وہاں کے اعضاء میں تحلیل پیدا ہو کر اخراج ہوتا ہے۔ اسی طرح استسقاء ماء فی الصدر اور ماء فی الدماغ کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس حقیقت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوزش کا اثر صرف اسی مقام تک محدود نہیں رہتا۔

سوزش کا نظام جسم سے تعلق

سوزش کے متعلق یہ پہلے بتلایا گیا ہے کہ وہ ایک ایسی صورت ہے جو سوزش کی حالت میں کسی مہیج شے کے مقابلے میں ایک فوری منظم اور مرتب مدافعانہ تدبیر ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لیں کہ اس مدافعانہ تدبیر میں جسم کے تقریباً تمام نظام کام کرتے ہیں۔ مثلاً

1۔ عصبی نظام جس کا مرکز دماغ ہے اور جس کا کام اپنی حس سے جسم کو اطلاع پہنچانا ہے۔

2۔ عضلاتی نظام جس کا مرکز قلب ہے اور جس کا کام احساس شدہ مقام پر ضرورت کے مطابق خون روانہ کرنا ہے۔

3۔ غدی نظام جس کا مرکز جگر اور گردے ہیں (دونوں کا فرق پھر کبھی بیان کیا جائے گا) جس کا کام احساس کے مقام پر ضرورت کے مطابق رطوبات غدی پہنچانا ہے۔ یہ سب نظام ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح منسلک ہیں کہ اگر ان میں سے کسی نظام جسم میں بھی کسی قسم کا کوئی فساد پیدا ہو جائے تو اس کا اثر باقی تمام نظام ہائے جسمانی پر بھی پڑتا ہے۔

لیکن اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ مدافعانہ تدبیر اور رد عمل مہیج کی شدت اور مقام کی وجہ سے اس کے مطابق ہوتی ہے اور یہی صورت تمام جسمانی طور پر بھی عائد ہوتی ہے یعنی سوزش کا اثر تمام نظام جسمانی پر مہیج کی خاصیت، شدت اور مقام کی اہمیت پر منحصر ہے۔ مثلاً اگر کسی کے رخسار پر کوئی معمولی یا ہلکی سی سوزش ہو تو وہ شخص اس کی پرواہ کیے بغیر چلتا پھرتا ہے اور اپنا کام کاج کرتا رہتا ہے اور اکثر اس کو یہ تھوڑی سی سوزش بھول بھی جاتی ہے مگر اس کے بر عکس اگر یہی سوزش کان کے باہر یا اندر ہو یا دانت یا آنکھ میں ہو یا گردن پر ہو یا رخسار پر ہی ایک بڑے دنبل کی صورت اختیار کر لے تو مریض سخت بے چین ہو گا اور ساتھ ہی بھوک بند ہو جاتی ہے۔ بخار آ جاتا ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ سوزش اور رم اور دنبل کے اثرات سے تمام نظام جسم میں یہ تغیرات پیدا ہوئے ہیں لیکن ان کے اندر کمی بیشی سوزش کی صورت اور مقام پر منحصر ہے۔

سوزش کے فوائد

سوزش کی افادیت پر ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اب آخر میں بھی اس کے ضروری فوائد لکھ دیتے ہیں تا کہ معالجین سوزش دیکھ کر یا اس کے نام سن کر گھبرا نہ جائیں بلکہ اس کے مفید پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر جسم اور اس کے نظام کو جو فوائد پہنچا سکتے ہیں پہنچائیں۔ بعض وقت

سوزش کی مدد سے بڑے بڑے امراض دور کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے قیام سے زندگیاں بچائی جا سکتی ہیں۔ اس لئے بعض مزمن اور پیچیدہ امراض میں سوزش پیدا کی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ فطرت بھی سوزش اس لئے پیدا کرتی ہے کہ وہ اس سے نہ صرف اندرونی مواد اور جراثیم کو جلاتی ہے بلکہ انسانی غفلت سے اندر جو امراض اور معلومات پیدا ہو جاتی ہیں ان کو دور کرتی ہے۔

سوزش اگرچہ ایک شدید علامت ہے جس سے جسم انسانی کو بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ ایک ایسا رد عمل اور مفید صورت ہے جس سے مواد فاسدہ اور جراثیم کی سمیت جو جسم کے اندر پیدا ہو گئی ہے یا داخل ہو گئی ہے اور اپنے زہریلے اور خراب اثرات سے نقصان کا باعث ہونا چاہتی ہے۔ اس کی مدافعت اور مقابلہ کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

مقابلے کی پہلی صورت یہ ہوتی ہے کہ دوران خون میں تیزی جو مقام سوزش کی طرف واقع ہوتی ہے۔ اس سے تین فائدے ہوتے ہیں۔

1۔ زہریلے مواد اور جراثیم کی مقدار اس میں مل کر کم ہو جاتی ہے۔

2۔ خون کی حرارت اور متضاد مادے جو وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں ان کو کم کر دیتے ہیں۔

3۔ خون کی تیزی سے وہ بہت حد تک مقام سوزش سے بہہ جاتے ہیں بلکہ خارج ہو جاتے ہیں اور وہاں پر سوزش کو بڑھنے یا مکمل ہونے کے مواقع ضائع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ جھولی اور تھوڑی سوزش میں اکثر دیکھا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ تمام سوزش کے عضو میں انتہائی تیزی اور انقباض (سکیڑ) پیدا ہو جاتا ہے۔ جس سے اس عضو پر زیادہ سے زیادہ تغذیہ اور حرارت جذب ہوتی ہے جس سے وہ عضو طاقت حاصل کر کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

تیسری صورت وہاں پر دوران کی رکاوٹ ہے جس کا بڑا مقصد وہاں پر حرارت کے ساتھ ساتھ وہاں پر اول رطوبت کا زیادتی سے گرانا ہے اور سفید دانوں کو وہاں پر اکٹھا کر دیتا ہے ہو جراثیم کا قاتل اور دافع زہر ہیں۔ اگر یہاں رکاوٹ واقع نہ ہو تو ظاہر ہے کہ یہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔

انتہا یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے تو اس سے اس قدر فوائد حاصل کرنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں جن سے ایک قابل معالج ہی استفادہ کر سکتا ہے۔ ان حقائق اور فوائد کے بیان کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ جہاں پر سوزش کا علاج کیا جائے وہاں سوزش سے بذات خود جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کو بھی حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

سوزش کا بیان ختم

یہاں پر سوزش کا بیان ختم کر دیا گیا ہے۔ ہم نے سوزش پر اس قدر تفصیل سے لکھا ہے کہ دنیا کی کسی طبی کتاب میں نہ اس طرح شرح و بست سے لکھا ہے اور نہ ہی اس طرح یقین کے ساتھ ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ باقی رہا سوزش کا علاج وہ ہم اورام کے ساتھ لکھیں

گے کیونکہ اورام بھی سوزش کی انتہائی صورت ہیں اور دونوں کے اکٹھے علاج میں معالج کے لئے بے حد سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس طرح دونوں کے صحیح تعلق کا علم ہو جائے گا۔ دوسرے دونوں ایک دوسرے سے اس طرح متصل ہیں کہ دونوں کی اکٹھی تشخیص اور تجویز ہی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

تحقیقات فارما کوپیا

ایک ایسی بے نظیر تحقیقاتی اور علمی کتاب جس کا جواب سائنسی دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ گویا طبی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے۔ دراصل یہ کتاب فرنگی طب کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے۔ اس میں فارما کوپیا پر تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔ قیمت ----- روپے

قارئین آپ نے سوزش اور اورام کی تشریح، توضیح اور ماہیت حقیقت تفصیل سے پڑھ لی ہے۔ اس میں استاد صاحب نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ جب بھی کوئی مہیج (حملہ آور) زندہ ساخت پر خراش کرتا ہے یا اپنی تیزی سے اس میں توڑ پھوڑ کرتا ہے تو اس عضو کی طبیعت مدبرہ بدن خراش کنندہ شے کے خلاف ایک منظم، مرتب اور مدافعانہ تدبیر کرتی ہے تا کہ اس شے کے مضر اثرات وہیں ختم ہو جائیں اور بڑھنے نہ پائیں۔

یادداشت

جب کوئی مہیج خراش یا سوزش کرتا ہے تو بیک وقت تمام جسم میں تین قسم کی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

اول نسیجی تبدیلیاں، دوسرے کیمیاوی تبدیلیاں، تیسرے عضوی تبدیلیاں۔ ان تینوں تبدیلیاں کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیونکہ ہر عضو نسیجی بافتوں سے مرکب ہے۔ ان کی غذا کے لئے خون کی نالیاں لگی ہوتی ہیں جن میں کیمیائی تبدیلیاں کچھ نالیوں کے اندر اور کچھ نالیوں کے باہر رونما ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں ایسی لازم و ملزوم ہیں اور خود کار (آٹو میٹک) ہیں گویا یہ تمام قسم کی تبدیلیاں جدا جدا معلوم نہیں ہوتیں لیکن دراصل الگ الگ ہیں۔

یادداشت

یاد رکھیں کہ کسی سوزش، ورم زخم وغیرہ کے علاج سے پہلے معلوم اور تشخیص کرنا ضروری ہے کہ متاثرہ مقام کے کن مفرد اعضاء میں تحریک ہے اور کون سے مفرد اعضاء کمزور اور سست ہو گئے ہیں۔

سوز قائم ہونے کا طریقہ کار اور سوزش کی عضوی فرق

جس مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے وہاں چونکہ دخان (کار بانک ایسڈ) کی زیادتی بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے وہاں کے کسی مفرد عضو میں سکیڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سکیڑ کے ساتھ ہی اس مفرد عضو میں فعلی تیزی آ جاتی ہے اور وہاں پر بے چینی بڑھ جاتی ہے۔ وہاں خون کا دباؤ بڑھ

جاتا ہے جس کی زیادتی سے اعصاب پر دباؤ پڑ کر درد شروع ہو جاتا ہے۔ اجتماع خون کی وجہ سے وہاں پر سرخی، ابھار اور سوجن پیدا ہو جاتے ہیں لیکن یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جب اعصابی سوزش ہو تو نہ سرخی ہوتی ہے نہ سوجن ہوتی ہے اور جب غدی سوزش ہوتی ہے تو اس وقت سوجن تو ہوتی ہے مگر خون کی نہیں ہوتی بلکہ رطوبت کی سوجن ہوتی ہے جس میں سرخی نہیں ہوتی۔ البتہ جب عضلات سوزش ناک ہوتے ہیں تو وہاں سرخی ہوتی ہے اور وہاں معمولی درد بھی ہوتا ہے۔

سوزش کی انتہا اور السر کی ابتدا

جیسا کہ ابتدا میں لکھ چکا ہوں کہ جب سوزش مزمن صورت اختیار کر جائے یعنی اس کا مناسب علاج نہ ہو سکے تو وہ السر میں تبدیل ہو جاتی ہے یعنی سوزش پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ اب مقام السر پر سوزش سے زیادہ خون کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ مقام السر پر کبھی ہلکی کبھی تیز خارش ہونے لگتی ہے۔ یہی خارش جب شدت اختیار کر جائے تو وہاں پر درد ہونے لگتا ہے اور پہلے سے ماؤف جگہ سخت ہو جاتی ہے یعنی موٹی ہو جاتی ہے۔

السر کی مثال

چنبل اس کی بہترین مثال ہے اگر اجتماع خون زیادہ ہو جائے تو نہ صرف خارش زیادہ ہوتی ہے بلکہ خارش کرنے سے وہاں کچھ لہو سا نکلتا ہے اور متاثرہ جگہ میں درد ہونے لگتا ہے۔ یہی صورتیں اکثر سوزش اور السر کے مریضوں میں ہوا کرتی ہیں۔ مریض ہمیشہ اپنے معالج سے کہتا ہے کہ اس کے معدے میں خارش ہوتی ہے۔ جیسے جیسے وہ معدہ یا پیٹ کو دباتا ہے تو سکون اور لذت محسوس ہوتی ہے اور اس کا جی کرتا ہے کہ ایسا ہی کرتا رہے۔ کبھی کبھی زیادہ کرنے سے ہلکا درد بھی ہونے لگتا ہے اور کبھی خونی قے بھی آنے لگتی ہے۔

سرطان معدہ (کینسر معدہ)

چونکہ سوزش اور السر کی تشخیص صحیح نہیں ہو پاتی۔ اس لئے علاج غلط ہوتا رہتا ہے۔ جس وجہ سے یہی السر بڑھ کر اور سوزش ناک ہو کر درد ناک ہو جاتا ہے۔ اب معدہ کو نہ ملنے سے سکون ملتا ہے اور نہ دبانے سے تکلیف کم ہوتی ہے بلکہ دونوں (ملنے اور دبانے) سے شدید درد ہونے لگتا ہے۔ مریض کو اکثر بخار بھی ہونے لگتا ہے۔ اس حالت اور صورت کو ابتدا میں ورم معدہ کہتے ہیں لیکن جوں جوں دن گزرتے ہیں اور آرام کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو اسی حالت کا نام سرطان یعنی کینسر رکھ دیا جاتا ہے۔

یادداشت

قارئین سوزش کے بعد استاد صاحبؒ نے اورام پر اپنی تحقیقات مدلل انداز میں پیش کی ہیں اور ساتھ ساتھ فرنگی تحقیقات میں جو فاش غلطیاں ہوئی ہیں انہیں بھی پیش کیا گیا ہے۔

اورام کی بگڑی حالت اور صورت کو استاد صاحبؒ نے سرطان یعنی کینسر کا نام دیا ہے۔ آپ نے فرنگی تحقیقات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب تک الگ الگ مفرد اعضاء کی سوزش کا مطالعہ نہ کیا جائے اس وقت تک السر کینسر وغیرہ کی تشخیص نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

کینسر اور فرنگی طب کی لاعلمی

کینسر (سرطان) کے متعلق فرنگی طب نے آج تک بہت تحقیق کی ہے مگر وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہے اور اس وقت تک آگاہ نہیں ہو سکتی جب تک وہ ہر نسیجی اثرات، تحریکات اور سوزش کا الگ الگ مطالعہ نہ کرے کیونکہ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ ترتیبی ساخت کی خرابی کا الگ الگ اظہار ہے جو اس میں سوزش کے مزمن یعنی حرارت کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی شکل کینسر (سرطان) سے ملتی ہے یعنی اسی واحد ساخت کی نسیجی ساختیں ہوتی ہیں جو ایک دوسری ساختوں میں بنی اور گوندھی ہوتی ہیں۔

کینسر (سرطان) کا علاج

کینسر کی حقیقت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے علاج کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب مقام کینسر میں پیپ پیدا ہو جائے یا پیدا کر دی جائے تو سوزش ختم ہو جائے گی پس یہی وہاں کے کینسر (سرطان) کا علاج ہے۔

ہم فری طب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کینسر (سرطان) کے متعلق ہم سے بات کرے کیونکہ نظریہ مفرد اعضاء ہی سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

چونکہ کینسر ورم کی انتہا کے بعد ظاہر ہوتا ہے جس میں ناقابل برداشت درد ہوتا ہے۔ دوسرے تینوں حیاتی مفرد اعضاء یا ان کے خادم مفرد اعضاء میں سوزش اور درد ناک اورام ہونے کے بعد کینسر ہوتا ہے۔ لہذا کینسر کی تشخیص کے لئے تینوں مفرد اعضاء کے اورام کی تشخیص اولین شرط ہو گی تاکہ علاج یقین اور اعتماد کے ساتھ کیا جا سکے۔

اعصابی، غدی، عضلاتی سرطان یا اورام کی تشخیص

چونکہ کینسر اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک ورم کے مقام پر کثرت سے خون کا اجتماع نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ جب تک کسی مقام پر درد نہ ہو تو وہاں پر سرطان نہیں ہوتا۔ لہذا استاد محترم نے اورام کی تشخیص کے لئے دردوں کی مختلف حالتوں کو بنیاد بنا کر تشخیص کرنے کی ہدایت کی ہے۔

درد کی صورتیں

درد کی صرف تین صورتیں ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

(1)۔ آرام اور سکون کی حالت میں ورم کے مقام میں درد محسوس ہو اور جب حرکت کی جائے تو درد میں آرام معلوم ہو۔ اس قسم کا درد اعصابی ہوتا ہے۔

(2)۔ آرام اور سکون کی حالت میں مقام ورم پر درد میں سکون رہے مگر معمولی حرکت پر یا مقام ورم کو ذرا سا چھوا جائے تو درد کا فوراً احساس ہو تو اس قسم کا درد غدی ہوتا ہے۔

(3)۔ درد کا احساس صرف اسی وقت ہوتا ہے جبکہ مقام ماؤف پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کو حرکت دی جائے۔ البتہ بعض دفعہ خفیف دباؤ یا خفیف حرکت سے درد کا احساس نہیں ہوتا لیکن شدید دباؤ یا شدید حرکت سے درد کا احساس ہونے لگتا ہے، اس قسم کا درد عضلاتی ہوتا ہے۔

اگر یہی صورتیں معدہ اور امعاء میں مزمن صورتیں اختیار کر جاتی تو کینسر (سرطان) کہلاتی ہیں۔ ہر ایک کی تشخیص مندرجہ بالا علامات فارقہ سے بڑی آسانی سے ہو جائے گی۔

علامات اعصابی کینسر

اگر کسی مریض کے معدہ یا امعاء میں شدید درد ہو تو اس کا قارورہ سفیدی مائل نیلگوں ہو، پاخانہ پتلا اور کئی بار آتا ہو، پیاس زیادہ لگتی ہو، دل ڈوبتا ہو، نبض سست اور شدید اعصابی ہو، سرطان زخمی ہو تو اس سے بد بو دار اور رقیق پانی بہتا ہو تو یہ اعصابی سرطان کا مریض ہے۔

اعصابی کینسر کا علاج

چونکہ اعصابی کینسر یا ورم معدہ اور امعاء کی اعصابی تحریک، عضلاتی تسکین اور غدی تحلیل سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج قانون مفرد اعضاء کی رُو سے عضلاتی محرک اغذیہ اور ادویہ سے کرنا پڑے گا تا کہ ایک طرف معدہ اور امعاء کے اعصاب کی سوزش ختم ہو جائے۔ دوسرے معدہ اور امعاء کے عضلات تحریک میں آ کر درد معدہ، قے، دست اور گھبراہٹ وغیرہ کو ختم کر دیں۔ مرض میں تقویت اور قوت کا باعث ہوں۔

قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی نسخہ جات اعصابی کینسر کے لیے بہترین نسخہ جات ہیں۔

یہ نسخے بھی مفید ہیں۔

ھو الشافی۔ چرائتا ایک تولہ، افسنتین ایک تولہ، ہلیلہ سیاہ ایک تولہ، مرچ سرخ ایک تولہ، افیون چھ ماشے۔

مقدار خوراک۔ حب بقدر نخود بنا لیں۔ ایک گولی سے تین گولی تک دن میں تین بار ہمراہ قہوہ لونگ، دار چینی دیں۔

ھو الشافی۔ شنگرف ایک تولہ، نیلا توتیا تین ماشے، مصبر ایک تولہ، گندھک آملہ سار تین تولے۔

سب ادویہ کو کوٹ پیس کر حب بقدر نخود بنا لیں۔ ایک گولی دن میں تین بار دیں۔

نوٹ۔ اس نسخہ میں معجزانہ صفت ہے کہ باوجود مسہل ہونے کے زیادہ پاخانے نہیں آنے دیتا بلکہ پہلے سے لگے ہوئے پاخانے بھی بند ہو جاتے ہیں۔

افعال اثرات۔ عضلاتی غدی ہیں۔

فوائد۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا مصفی خون ہے۔ اعصابی تحریک کے ہر قسم کے زخم، ورم اور پھوڑوں کا ستیاناس کرتا ہے۔ اعصابی کینسر کے لیے لاجواب نسخہ ہے۔ چونکہ نسخہ خود مسہل ہے، اس لئے ذرا کم مقدار میں شروع کریں۔

یادداشت

قبض وغیرہ کا مستقل علاج ہے۔

عضلاتی کینسر کی علامات

عام طور پر عضلاتی کینسر کے مریض دیکھنے میں زیادہ آتے ہیں۔ فم معدہ کے قریب مریض مسلسل چبھن دار درد محسوس کرتا ہے جس میں ایک طرف ورم بڑھتا ہے تو دوسری طرف اس میں درد کی شدت ہو جایا کرتی ہے۔

فم معدہ یعنی کوڑی کے آس پاس ابھار ہو نا شروع ہوتا ہے اور ورم دبائے بغیر نظر آتا ہے۔ درد اور ورم کی شدت سے بخار رہنے لگتا ہے۔ آہستہ آہستہ درد مسلسل رہنے لگتا ہے۔ بے چینی، گھبراہٹ قائم ہو جاتی ہے۔ قبض شدید ہو جاتی ہے۔ پیشاب روح افزا کے شربت کی طرح سرخ آتا ہے۔ شدت درد کی وجہ سے مریض مخدرات، مسکنات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرتا ہے لیکن سوائے وقتی سکون کے آرام کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ نبض سریع اور مشرف ہوتی ہے، قانون مفرد اعضاء میں ان علامات کے مجموعے کو عضلاتی غدی علامات اور عضلاتی کینسر کا نام دیا گیا ہے۔

عضلاتی کینسر کے اسباب

چونکہ قادر مطلق نے مردوں کو عضلاتی مزاج ودیعت کیا ہے اس لئے عضلاتی کینسر اکثر مردوں کو ہوا کرتا ہے اور عین شباب میں ہوا کرتا ہے۔ سودا اور خشکی کی شدت ہوتی ہے۔ خشک اغذیہ میں خشک میوے جن میں چھوہارے، اخروٹ، کھجور، انڈے بھنے ہوئے اور روسٹ کیے ہوئے گوشت، تیز چائے کی کثرت، ادویہ میں شنگرف، پارہ، سنکھیا کے مرکبات کا بے جا استعمال، مقوی باہ اور امساک کی ادویہ جن میں شراب نوشی بھی شامل ہیں، عضلاتی کینسر کا سبب ہوا کرتی ہیں۔

بعض اشخاص کو گرم کھانا کھانے کے بعد سرد پانی پینے کی عادت ہوتی ہے جو معدہ کے گرم سرد ہوتے رہنے کی وجہ سے سرطان معدہ کی بنیاد بن جایا کرتی ہے۔ چونکہ مردوں کا مزاج عضلاتی ہے اور معدہ میں بھی عضلات کی کثرت ہوا کرتی ہے، اس لئے مندرجہ بالا اغذیہ اور ادویہ مردوں کو سرطان معدہ میں مبتلا کر دیا کرتی ہیں۔

عضلاتی کینسر کا علاج

عضلاتی کینسر کا علاج غدی اغذیہ ادویہ سے کریں۔

ھو الشافی۔ قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کا غدی عضلاتی نسخہ سب نسخوں سے اعلی اور ارفع ہے۔

اجوائن دیسی ایک تولہ، پودینہ ایک تولہ، رائی ایک تولہ، بابچی دو تولہ، گندھک آملہ سار تین تولہ۔

سب ادویہ کو باریک پیس کر چار رتی سے ایک ماشہ تک صبح، دوپہر، شام ہمراہ عرق چہار دیں۔

نوٹ۔ اگر مریض کو قبض شدید ہو تو اس کے ساتھ غدی عضلاتی مسہل بھی کھلائیں

دیگر

ھو الشافی۔ حب سلاطین، اکسیر جدید، غدی اعصابی مسہل (فارما کوپیا والا)۔

تینوں کی ایک گولی صبح، ایک دوپہر اور ایک شام ہمراہ شہد کے قہوہ سے کھلائیں۔ نہایت اعلیٰ درجے کا غدی محرک نسخہ ہے۔ عضلاتی سوزش کا دشمن ہے۔ کینسر کا علاج ہے۔ پہلے دن سے ہی آرام آنا شروع ہو جاتا ہے اور درد میں کمی ہو جاتی ہے۔

غدی کینسر کی علامات

قانون مفرد اعضاء میں جگر اور غدد اور غشاء مخاطی کے کینسر کو غدی کینسر کہا جاتا ہے۔ چونکہ معدہ کی نسبت انتڑیوں میں غدد اور غشاء مخاطی زیادہ ہوا کرتی ہے، اس لئے غدی کینسر انتڑیوں (امعاء) میں زیادہ ہوا کرتا ہے۔ ناف کے ارد گرد گانٹھ سی محسوس ہوا کرتی ہے۔ اگر کئی غدد متورم ہو جائیں تو کئی گانٹھیں محسوس ہوتی ہیں۔ ان میں اکثر مروڑ کے ساتھ درد ہوتا ہے۔ اکثر پاخانہ میں آؤں یا نکھ کے ساتھ خون بھی آیا کرتا ہے۔ پاخانہ کرتے وقت درد میں شدت ہو جایا کرتی ہے۔ اگر معدہ کی غشاء مخاطی متورم ہو جائے تو وہاں بھی مروڑ کے ساتھ درد ٹھہر ٹھہر کر اٹھا کرتا ہے۔ درد کی ٹیس دائیں کمر اور کندھے تک جایا کرتی ہے۔ بعض دفعہ گردوں کے مقام پر بھی درد محسوس ہوتا ہے۔ پیشاب گہرا زرد، کبھی سرخی مائل، کبھی سفیدی مائل آیا کرتا ہے۔ اکثر تھوڑا تھوڑا جلن کے ساتھ آیا کرتا ہے۔ نبض قدرے سست اور گہری ہوتی ہے۔ لمبائی میں تین انگلی تک محسوس ہوتی ہے۔ چہرہ پر قدرے تھوتھر یعنی آماس، چہرے کی رنگت زردی مائل ہوتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں یہ علامات غدی کینسر کی ہیں۔

غدی کینسر کے اسباب

یادداشت

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ عورتوں کا قدرتی مزاج غدی ہوا کرتا ہے۔ لہذا غدی کینسر مردوں کی نسبت عورتوں کو زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اکثر چالیس سال بعد ہوا کرتا ہے۔ غدی کینسر خود بخود بہت کم ہوا کرتا ہے۔ چونکہ عورتوں کو اکثر قبض رہا کرتی ہے جسے رفع کرنے کے لئے اکثر وہ قبض کشا ادویہ کھاتی رہتی ہیں۔ جب پاخانہ درست نہیں آتا تو معالج کو تیز جلاب دینے کو کہتی ہیں۔

سمجھ دار معالج ایسی غلطی نہیں کرتا اور اکثر جواب دے دیتا ہے۔ ورنہ معمولی ملین دوا دے دیتا ہے۔ نئے اور اناڑی غیر تجربہ کار معالج تیز سے تیز جلاب دے دیتے ہیں جس میں تمہ، مصبر، جمال گوٹہ وغیرہ شامل ہیں۔ بار بار ایسا جلاب لینے سے انتڑیوں کے غدد میں ورم ہو جایا کرتا ہے جو آہستہ آہستہ غدی کینسر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض بد قماش عورتیں اور بعض شوقین مزاج عورتیں حمل گرا دیا کرتی ہیں جن غدی اغذیہ اور ادویہ کی کثرت ہوتی ہے۔

یادداشت

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ عورت کا رحم قدمی مزاج کا ہوتا ہے۔ جب تک ان کا کیمیاوی مزاج غدی عضلاتی تک رہتا ہے حمل قائم رہتا ہے۔ جب قبل از وقت اس میں غدی اعصابی تحریک پیدا کر دی جائے تو وہ اپنے اندر کی اشیاء جن میں جنین (انسانی بچہ) ابھی شامل ہوتا ہے، خارج کر دیتا ہے۔

لہذا بے وقت اور بار بار غدی اعصابی تیز اغذیہ اور ادویہ سے رحم سوزش ناک ہو کر درد ناک ہو جاتا ہے اور اس کو کینسر یعنی سرطان الرحم ہو جاتا ہے۔ چونکہ ایسی ادویہ جو مخرج جنین ہوتی ہیں ان میں مسہل ادویہ بھی ہوتی ہیں، اس لئے اگر اسقاط حمل نہ ہو تو انتڑیوں میں ورم ہو کر سرطان امعاء ہو جایا کرتا ہے۔

غدی کینسر کا علاج

غدی کینسر چونکہ جگر اور غدد کی سوزش غدی اعصابی تحریک سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی اغذیہ اور ادویہ سے ہی ممکن ہے۔ اعصابی غدی ادویہ کے لیپ بھی معدہ معدہ اور امعاء پر کیے جا سکتے ہیں۔ جیسے مکو، کاسنی کا قیمہ کر کے تیل میں بھون کر (بھرتہ بنا کر) مقام ماؤف پر لگائیں۔

اعصابی غذائیں دیں جن میں مولی، شلجم، کدو، توری، ٹینڈے، پیٹھا وغیرہ شامل ہیں۔ کھچڑی بھی کھلا سکتے ہیں۔ چھلکا اسپغول بھی دودھ میں دے سکتے ہیں۔ قانون مفرد اعضاء کے فارما کوپیا کے اعصابی غدی سے اعصابی عضلاتی نسخہ جات بے حد مفید ہیں۔ یہ نسخہ جات بھی مجرب ہیں۔

ھو الشافی۔ کیمیائی جدید، اعصابی غدی تریاق (فارما کوپیا والا)

اگر پیشاب کی رکاوٹ ہو یا جلن سے قطرہ قطرہ آتا ہو تو ساتھ اعصابی عضلاتی ملین بھی دے سکتے ہیں تا کہ قارورہ کی جلن ختم ہو کر پیشاب کھل کر آنے لگے۔ تفصیلی نسخہ جات یہ ہیں۔

حب کینسر

ھو الشافی۔ رسکپور ایک تولہ، دار چکنا ایک تولہ، ہلدی پندرہ تولہ، قلمی شورہ پندرہ تولہ، سقمونیا دو تولہ، افیون ایک تولہ۔

ترکیب تیاری۔ پہلے رسکپور اور دار چکنا کو پیس لیں پھر سقمونیا ملا کر پیسیں۔ اس کے بعد افیون ڈال کر پیسیں۔ بعد میں ہلدی اور قلمی شورہ الگ پیس کر ملائیں۔ حب بقدر نخود تیار کر لیں۔ بس غدی کینسر کا تریاق اعظم تیار ہے۔

دیگر

ھو الشافی۔ ریٹھا پانچ تولہ، ہلدی دس تولہ، قلمی شورہ پانچ تولہ، افیون ایک تولہ۔ حب بقدر نخود تیار کر لیں۔

مقدار خوراک۔ ایک گولی دن میں تین بار ہمراہ عرق مکو اور عرق کاسنی سے دیں۔

تمت بالخیر